

تبصرة الخوارق

مُصَنَّفٌ

سید من اللہ بن سید علی اللہ محمد حسینؒ

قیمت: پانچ روپے

۱۹۶۶ء

سلسلہ مطبوعات سبندہ نواز اکیڈمی

تَبَصُّرَةُ الْخَوَارِقَاتِ

مُصَنَّفَةٌ

سَيِّدِ مَنْ أَلَّهِ بْنِ سَيِّدِ عَلِيِّ اللَّهِ عَمَّا الْحُسَيْنِيِّ

کرامات و واقعات

حضرت بندگی مخدوم ابوالفتح صدر الدین سید محمد حسینی خواجہ گسیو دراز بندہ نواز

سنہ تصنیف ۹۸۱ ہجری

تصحیح متن و ترجمہ و مقدمہ

سید مبارز الدین رفعت

پروفیسر اردو و فارسی بہارانی کالج بیسور

128215

مطالب

- ۱۔ مقدمہ
- ۲۔ متن و ترجمہ تبصرۃ الخوارقات
 - (۱) واقعات و کرامات (ایک سو پانچ واقعات و کرامات)
 - (۲) خاتمہ
 - (۳) حضرت ہندگی مخدومؒ کے ننانوے نام
 - (۴) کنیت
 - (۵) لقب
 - (۶) ولادت
 - (۷) نسب
 - (۸) شجرۂ خلافت
 - (۹) خلفاء
 - (۱۰) مریدانِ کامل
 - (۱۱) وصیت
 - (۱۲) حلیہ
 - (۱۳) حصار
 - (۱۴) اولاد — اولاد کی اولاد ۱۱۵

نَظَر

حضرت بندگی مخدوم کے سوانح طیب کے موضوع پر لکھی ہوئی
اس اہم کتاب کا اردو ترجمہ بارگاہ حضرت بندگی مخدوم کے سجادہ نشین
مخدوم محترم حضرت مولانا سید شاہ محمد محمد حسین مدظلہ
کی خدمت میں بصد ادب و احترام اس عاجزانہ اور دردمندانہ
التجا کے ساتھ پیش ہے ۔

کبھی آپ سید محترم کریں مجھ غریب پہ یوں کرم
مری چشم تر کا سلام پیش حضور بندہ نواز ہو!

خاکِ چشتیان

سید مبارز الدین رفعت

مقدمہ

ہندوستان میں عظیم المرتبت چشتیوں کا سلسلہ خواجہ بزرگ حضرت بندگی مخدوم معین الدین چشتی اجمیری سے شروع ہوتا ہے۔ آپ سے لیکر حضرت بندگی مخدوم خواجہ گیسو دراز جنک جتنے چشتی بزرگوں نے مسندِ رشد و ہدایت کو زینت بخشی۔ وہ سب اللہ اکبر کے پائے کس مرتبے اور کس جلالت شان کے بزرگ ہوئے ہیں۔ ان سب کے آخر میں اس سلسلے کی آخری کڑی ویسی ہی جلالت شان والی، مرتبہ و درجہ میں ان ہی کی ہمسر ویسی ہی فیضانِ رسانی اور ویسی ہی انسانیت پرور خواجہ دکن بندگی مخدوم حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز بندہ نواز کی ہے۔

خواجہ دکن بندگی مخدوم سیدنا حضرت ابو الفتح صدر الدین سید محمد محمد حسینی گیسو دراز بندہ نوازؒ ۱۷۲۱ء بمقام دہلی تولد ہوئے۔ پندرہ سال کی عمر میں بندگی مخدوم حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الہی کے خلیفہ اور جانشین بندگی مخدوم حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کے مرید ہوئے۔ چھتیس برس کی عمر میں اپنے پیر کے جانشین مقرر ہوئے، اور سچا درۂ خلافت کو زینت بخشی۔ تقریباً پچاس سال تک دہلی میں رشد و ہدایت کی سمع و مشن اگھنے کے بعد (۸۲) سال کی عمر میں تیسرے حملہء دہلی سے کچھ پہلے ۱۷۱۷ء میں دہلی کی اقامت ترک فرمائی۔ اور گجرات سے ہوتے ہوئے ۱۷۲۲ء میں گلبرگہ پنچجہ بہمنی سلطنت کے آٹھویں فرماں روا سلطان فیروز شاہ بہمنی نے اپنے دارالسلطنت میں آپ کا شاندار استقبال کیا۔ گلبرگہ پنچجہ کے بعد آپ نے اپنی حیاتِ طیبہ کے باقی بائیس یا تیس سال یہیں بسر فرمائے اور دکن کی سیاسی، سماجی اور دینی حالات پر غیر معمولی طور پر اثر انداز ہوئے۔ ایک سو چار سال اور کچھ مہینوں کی عمر دراز پاکر آپ نے ۱۶ ذی قعدہ ۱۷۲۵ء کو وصال فرمایا۔ آپ کی حیاتِ طیبہ آٹھویں اور نویں صدی ہجری کے

ہندوستان کی دینی، علمی، ثقافتی، سیاسی سماجی اور لسانی تاریخ کا ایک نہایت اہم باب ہے۔ آپ نے ہی سلسلہ عالیہ چشتیہ میں سب سے پہلے تصنیف و تالیف کی طرف توجہ فرمائی۔ اردو، فارسی اور عربی تینوں زبانوں میں تصوف اور عقائد کے موضوع پر کتابیں لکھیں۔ آپ ہی اردو کے اولین شکر نگار قرار پائے۔ آپ نے ہی دکن کی سیاست پر اتنا اثر ڈالا کہ فیروز شاہ بہمنی کے بھائی سلطان احمد کو بہمنی تخت نصیب ہوا۔ آپ ہی کی بلند وبالا اور قدآور شخصیت کی وجہ سے پورے دکن میں سلسلہ عالیہ چشتیہ کو غیر معمولی حُسن قبول حاصل ہوا۔

انسوس ہے سلسلہ عالیہ چشتیہ کے اس چشتی اعظم کے سوا سچ طیبہ کے پورے گوشے عوام و خواص کی آپ سے صدیوں کی بے پایاں عقیدت کے باوجود ابھی تک پوری طرح منظر عام پر نہیں آئے ہیں۔ اور تو اور آپ کی لکھی ہوئی ایک سو پچیس کتابیں بھی سب کی سب شائع نہیں ہوئی ہیں۔ اسی طرح آپ کے سوا سچ طیبہ اور آپ کی تعلیمات مبارکہ کے بعض نہایت اہم ماخذ بھی منور طبع نہیں ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ سے ایسی باتیں بھی منسوب کر دی گئی ہیں جو بالکل بے سرو پا اور بے اصل ہیں۔ یہ سب کتابیں طبع ہو کر عام ہو جائیں تو اسی وقت حضرت بندگی مخدوم کے فیضانِ جاریہ اور آپ کے مقام بلند کا پورا پورا اندازہ ہو سکیگا۔

حضرت بندگی مخدوم کے سوا سچ طیبہ کے سلسلہ میں جو کتابیں غیر معمولی اہمیت رکھتی ہیں ان میں حضرت بندگی مخدوم کے ملفوظات کے مجموعوں کو اولیت حاصل ہے۔ آپ کے ارشادات اور آپ کی میاں کے محفلوں کے حالات پر مختلف حضرات نے مختلف زبانوں میں بطور ملفوظات مرتب فرمائے تھے۔ ایسے چھ ملفوظات مرتب ہوئے تھے۔ پہلا ملفوظ مخدوم زادہ سید ابن رسول معروف بہ میاں منجھلے نے مرتب کیا تھا۔ اس کا کچھ حصہ دہلی میں مرتب ہوا تھا اور باقی حصے گلبرگہ میں۔ دوسرا ملفوظ قاضی علم الدین ابن شرف الدین ابو دھنی نے جمع کیا تھا۔ تیسرا ملفوظ چچتر کے رہنے والے حضرت شیخ الاسلام کا جمع کردہ تھا جو تھا ملفوظ منظوم تھا اور اتنا تک زادہ عثمان جعفر نے ترتیب دیا تھا۔ پانچواں ملفوظ بندگی مخدوم کے بڑے فرزند بندگی میاں سید اکبر سیدنی نے قیام دہلی کے زمانے میں مرتب فرمایا تھا۔ سب ملفوظات ناپید ہیں۔ ان کے کسی نسخے کا کسی بھی کتب خانہ میں ابھی تک پتہ نہ مل سکا۔ ان مذکورہ ناپید ماخذوں کے بعد جو کتابیں ملتی ہیں اور ہماری دسترس میں ہیں، وہ ترتیب زمانی کے لحاظ سے حسب ذیل ہیں:

(۱) جوامع الکلم (۲) سیرہ محمدی (۳) تاریخ حبیبی (۴) مجتہد نامہ

(۵) شامل الجمل (۶) تبصرة الخوارقات

تبصرة الخوارقات اس سلسلے کی آخری اور نہایت اہم کڑی ہے۔

تبصرة الخوارقات کے مصنف حضرت سید من اللہ حسینی ایک طرف تو بندگی مخدوم

حضرت سیدنا گیسو دراز بندہ نوازؒ کے ہم جدید ہیں تو دوسری طرف حضرت بندگی مخدومؒ کی دوسری صاحبزادی حضرت بی بی بتول زوجہ حضرت سید سالار لاہوری کی اولاد میں ہیں۔ اس طرح خاندان حضرت بندگی مخدومؒ سے ان کا دہرا بلکہ تہرا رشتہ ہے۔ والد کی طرف سے ان کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت پر حضرت مخدوم خواجہ گیسو دراز بندہ نواز سے جا ملتا ہے۔ شجرہ حسب ذیل ہے:

سید من اللہ بن سید علی اللہ بن سید محمد بن سید شاہ علی اللہ بن سید محمد عرف سید محمود حسینی بن سید شاہ فضل اللہ حسینی بن سید علی برج العشاؒ بن سید جلال الدین برج الاولیاء بن حضرت سید علیؒ۔
حضرت سید علی حضرت بندگی مخدوم سیدنا گیسو دراز بندہ نوازؒ کے حقیقی جد ہیں۔

حضرت سید جلال الدین برج الاولیاء حضرت سید یوسف حسینی شاہ راجو قتال کے چھوٹے بھائی اور حضرت بندگی مخدوم کے سگے چچا ہوتے ہیں۔ حضرت برج الاولیاء کے اکلوتے صاحب زادے سید علی برج العشاؒ ہیں۔ ان کے فرزند سید شاہ فضل اللہ حسینی سے حضرت بندگی مخدوم کی حقیقی نواسی یعنی حضرت بندگی مخدوم کی بڑی صاحبزادی حضرت بی بی ستی فاطمہ کی صاحبزادی منسوب تھیں۔ ان ہی کے بطن سے سید محمد معروفؒ سید محمود حسینی تولد ہوئے۔

سید محمد بن فضل اللہ سے حضرت بندگی مخدوم کے پوتے میاں بندگی حضرت سید اللہ حسینی (صاحب روضہ خرد) کی صاحبزادی جو بی بی خوزراجت اللہ دختر بی بی بتول بنت بندگی مخدومؒ کے بطن سے تھیں منسوب تھیں۔ وہ اپنے خسر اور حضرت بندگی مخدوم کے پوتے اور آپ کے اولین جانشین ہیں۔ میاں بندگی حضرت شاہ ید اللہ حسینیؒ نے بڑی توجہ سے اپنے اس داماد اور مرید کی تربیت فرمائی۔ داماد اور مرید کو بھی اپنے خسر اور پیر سے والہانہ عقیدت تھی چنانچہ انھوں نے آپ کے ملفوظات کو "مجت نامہ الہی واسرار نامہ خدائی" کے نام سے مرتب کیا۔ اس ملفوظ میں ۳ رجب ۱۲۸۳ھ سے ۲۵ محرم ۱۲۸۴ھ تک کے ملفوظ جمع فرمائے ہیں! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میاں بندگی حضرت سید شاہ ید اللہ حسینی کے وصال کے بعد سید محمد عرف سید محمود حسینی اپنے محل محترم حضرت بی بی منت اللہ کے ساتھ بیدر منتقل ہو گئے۔ کیونکہ حضرت بندگی مخدوم کے خاندان مبارک کے بیشتر اراکین پایہ تخت کی تبدیلی کے بعد گلبرگ سے بیدر منتقل ہو گئے تھے۔ میاں بندگی حضرت شاہ ید اللہ حسینی کی صاحبزادی حضرت بی بی منت اللہ اپنے وقت کی بڑی بابرکت خاتون گزری ہیں۔ بیدر میں آپ نے ایک خانقاہ کی بنیاد رکھی اور جب ۲۸ ذی الحجہ ۱۲۸۸ھ میں آپ کا وصال ہوا تو آپ کا روضہ بھی بیدر ہی میں بنا۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے دوسرے صاحب زادے سید شاہ علیؒ آپ کی درگاہ اور آپ کی خانقاہ کے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ یہ خانقاہ ایک عرصہ دراز تک بیدر میں فیضانِ حشریہ بندہ نواز یہ کام کر رہی رہی۔ سید شاہ علی نے کچھ کم

پونیس سال سجاوہ نشین رہنے کے بعد ربیع الاول ۱۹۱۲ء کو وفات پائی کسی نے انکے وصال کی تاریخ کہی

سید اعظم پناہ پشت دیں مثل اود گیر باشت مہ جہیں
جانشین کسید اعلیٰ علی عالم ربانی و اہل بیتیں
از وفاتش رخنہ در دین فتاد فہم کن تاریخ شان از "حزرمیں"
۱۹۱۲ء

آپ کے جانشین حضرت سید محمد ہوش۔ آپ کے وجود سے حضرت بی بی منت اللہ کی

خانقاہ کو بڑی رونق رہی اور آپ کی ذات سے فریقانِ چشتیہ کا سلسلہ جاری رہا۔ حضرت سید محمد نے (۶۴) سال کی عمر پاکر سردی الحجہ ۱۳۲۲ء کو وصال فرمایا۔ آپ کے بچے آپ کے بڑے صاحب زادے سید محمود ثانی نے خانقاہ نشین ہو کر سجاوہ کو زینت بخشی۔ آپ کے اور تین بھائی تھے سید حسین، سید علی اللہ عرف سید بابو اور سید احمد حنیفی خواجہ محب اللہ ابو الحسن سید علی اللہ عرف یہ بابو صوفی منش اور ذی علم بزرگ تھے ۱۹۱۲ء میں ولادت ہوئی ان کے انتقال کی تاریخ معلوم نہیں۔ یہی بزرگ تبصرۃ الخوارق کے مصنف کے والد محترم ہیں۔ سید علی اللہ عرف سید بابو کے چار فرزند تھے سب سے چھوٹے فرزند سید من اللہ حنیفی تھے اور تبصرۃ الخوارق کے مصنف ہیں۔

صاحب تبصرۃ الخوارق کے حالات زندگی تفصیل سے معلوم نہیں جو ان کی تصنیف کردہ کتاب سے بھی ان کے حالات زندگی پر کچھ زیادہ روشنی نہیں پڑتی جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ بس اتنا ہی ہے کہ وہ اپنے والد سید علی اللہ کے مرید اور خلیفہ تھے غالباً انہیں رواج زمانہ کے مطابق عربی اور فارسی کی مروجہ تعلیم ملی تھی۔ ان کی شادی بیدری کے مشہور فاضل بزرگ حضرت مخدوم سید محمد ملتانوی قادری کے پوتے حضرت رفیع الدین ابن حضرت مخدوم حجازی کی صاحبزادی خواجہ زانم ہانی سے ہوئی تھی۔ ۱۹۸۱ء میں جبکہ انھوں نے کتاب تبصرۃ الخوارق مرتب کی ہے، ان کے دو اولادیں ہو چکی تھیں۔ ایک لڑکا سید محمد اور ایک لڑکی بی بی منت اللہ۔ اس وقت ان کی عمر غالباً تیس تیس سال سے زیادہ نہ ہوگی۔ ان کی گزر بسر کی کیا صورت تھی اس کا بھی پتہ نہیں چلتا۔ غالباً حضرت بندگی مخدوم کی اولاد واحد ہو جو جاگیر اور معاش میں مختلف سطہ میں تھی ان میں سے ان کو بھی حضورِ سرمدی نما ہو گا۔ توکل اور قناعت پر گزر بسر ہوتی ہوگی اور شغلہ حیات رشد و ہدایت ہو گا۔ انھوں نے اپنی پوری زندگی بیدری میں بسر کی اور انتقال بھی وہیں کیا اور غالباً بی بی منت اللہ کی درگاہ کے احاطہ میں دفن ہوئے۔ صاحب تبصرۃ الخوارق کو اپنے جدِ اعلیٰ اور اپنے سلسلے کے پر بندگی مخدوم حضرت سیدنا گیسو راز بندہ نواز سے دلی عقیدت تھی۔ انھوں نے حضرت بندگی مخدوم کے وصال کے تقریباً ڈیڑھ سو سال بعد ۱۹۸۱ء

میں اپنے والد کے ارشاد کی تعمیل میں حضرت بندگی مخدوم کے حالات، خوارقات آپ کے مریدوں اور خلفاء اور آپ کی اولاد و احفاد کی تفصیل پر تبصرہ الخوارقات کے نام سے ایک کتاب مرتب کی اس کتاب کے قلم حے ہیں۔ پہلے حصے میں حضرت بندگی مخدوم سے متعلق آپ کے سن مبارک ۱۰۵۰ھ کی روایت سے ایک سو پانچ روایتیں جمع کی ہیں۔ دوسرا حصہ جو پہلے حصہ کا تفسیر ہے اس میں حضرت بندگی مخدوم کی حیات طیبہ سے متعلق ضروری معلومات فراہم کرنے کے بعد آپ کے مریدوں اور خلفاء کی فہرست دی ہے۔ اس کے بعد آپ کی اولاد و احفاد کی اپنے زمانے تک تفصیل درج کی ہے۔ ماشاء اللہ حضرت بندگی مخدوم کی اولاد خوب پھلی پھولی اور آپ کے وصال کے ڈیڑھ سو سال کے اندر اس خاندان مبارک کی انی شاخیں ہو گئیں کہ تبصرہ الخوارقات کے مصنف کو بھی بعض شاخوں کی تفصیلات معلوم نہ ہو سکیں۔

صاحب تبصرہ الخوارقات نے اپنی کتاب کے پہلے حصے میں جو روایتیں حضرت بندگی مخدوم سے متعلق جمع کی ہیں وہ تین طرح کی ہیں۔ پہلی قسم کی روایتیں وہ ہیں جو انہوں نے اپنے خاندان کے بزرگوں یا حضرت بندگی مخدوم کے سلسلے میں بیعت کردہ حضرات سے سنیں۔ دوسری قسم کی روایتیں وہ ہیں جو انہوں نے خود حضرت بندگی مخدوم کی تصانیف سے نقل کی ہیں۔ آخری قسم کی روایتیں وہ ہیں جو حضرت بندگی مخدوم کے سوانح طیبہ پر لکھی ہوئی کتابوں یا حضرت بندگی مخدوم کے سلسلے کے بزرگوں کے ملفوظات سے نقل کی ہیں۔ انہوں نے ہر روایت کی ابتدا ہی میں اپنا ماخذ بتا دیا ہے۔ اس کے لئے انہوں نے محفظات استعمال کی ہیں اور کتاب کے آخر میں ان محفظات کی تفصیل بھی درج کر دی ہے۔

صاحب تبصرہ الخوارقات نے جو محفظات استعمال کیے ہیں، وہ یہ ہیں :-

مس : مسموع - کسی بولنے والے سے

سمر : اسمار الاسرار

خا : خاتمہ

دی : دیوان

جوا : جوامع الکلم

مح : محبت نامہ

مر : ملفوظات شاہ من اللہ حسینی

سی : سیر محمدی

مو : مولود منظوم

اس طرح صاحب تبصرۃ الخوارقات کے کل نو ماخذ ہیں۔ ایک مسموع یعنی سنی سنائی روایتیں۔ تین ماخذ حضرت بندگی مخدومؒ کی تصانیف مبارکہ ہیں۔ باقی چار ماخذوں میں ایک آپ کی سیرت مبارکہ۔ حضرت بندگی مخدومؒ کے ملفوظات کے مجموعے اور حضرت بندگی مخدومؒ کے دو پوتوں کے ملفوظات۔ اب ان ماخذوں کی تفصیل ملاحظہ فرمائیے:-

۱۔ اسماء الاسرار: اسماء الاسرار حضرت بندگی مخدومؒ کی نہایت بلند پایہ تصنیف ہے اور قیام گلبرگہ کے زلزلے میں اٹلا کر اٹنی گئی ہے اس میں بقول حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی "حقائق و معارف رزویا اور اشارات کی زبان میں بیان کئے ہیں" حضرت بندگی مخدومؒ نے اس کتاب کے (۴۷) ستر ستر بقا صرف ملک نادرہ شہاب الدین، مخدوم زادہ میاں عبداللہ میاں عبداللہ اور حضرت قاضی بہار الدین کو مخصوص مجلس درس میں پڑھائے بھی ہیں۔ البتہ چند مقاموں پر حروف مقطعات کی شرح کو پوشیدہ رکھا۔ اس مخصوص مجلس درس میں بس یہی اصحاب ہوتے تھے۔ ان کے سوا کوئی اور شریک درس نہ کیا جاتا تھا۔ صاحب تالیخ حبیبی نے لکھا ہے کہ "حضرت قطبی فرماتے تھے کہ حضرت شیخ نصیر الدین محمودؒ کے سر مبارک کی قسم اگر کوئی میرا یا رادہ شگھی بھی ہوتا اور کہتا کہ اس کتاب کو آپ نے جس طرح لکھا ہے مجھے اس کا سبق دیکھئے تو کبھی نہ دیتا اور اس کتاب سے ارظا ہر نہ کرتا۔" حضرت بندگی مخدومؒ فرماتے ہیں کہ یہ کتاب الہام ہے۔ اس لئے تنزیل کے ڈھنگ پر مرتب کی گئی ہے۔ مقصد معارف قرآنی کی تفسیر و تالیف ہے۔ اسی وجہ سے اسماء کی تعداد بھی حضرت بندگی مخدومؒ نے قرآنی سورتوں کے برابر رکھی ہے۔

اس کتاب کو مولانا سید عطاء حسین مرحوم نے اپنے مقدمہ کے ساتھ مرتب کر کے جید آباد سے

شائع کیا ہے۔

۲۔ خاتمہ: شیخ مطربقیت غیاث الدین ابوالنجیب عبدالقادر سہروردی کی تصانیف میں ایک کتاب عربی زبان میں "آداب المریدین" ہے جس کا یہ ہے آپ صنف تھے یہ کتاب بھی اسی پایہ کی ہے۔

"آداب المریدین" ایک جامع کتاب ہے لیکن مختصر ہے بقول مولانا عطاء حسین، حضرت بندگی مخدوم حکیم الامت تھے اور اپنے زمانے کے حالات اور رجحانات اور کمزوریوں سے خوب واقف تھے آپ نے محسوس کیا کہ آداب المریدین کے موضوع پر ایک مبسوط اور مکمل کتاب کی ضرورت ہے۔ آپ نے اس کتاب کی آخری شرح لکھنے کے بعد "خاتمہ" کے نام سے ایک اور کتاب تصنیف فرمائی جو بطور اس کے تکمیل یا ضمیر کے لکھی گئی ہے۔ مولانا عطاء حسین مرحوم نے اس کتاب کو بھی ۱۳۵۶ھ میں اپنے مقدمہ کے ساتھ شائع کر دیا ہے۔

۳۔ دیوان ؛ حضرت بندگی مخدوم فارسی کے بلند پایہ شاعر بھی تھے۔ کبھی محمد اور کبھی شہباز تخلص فرماتے تھے۔ آپ کے فارسی کلام کو آپ کے خلیفہ مولانا عارف پوری نے ”ایس العشاق“ کے نام سے دیوان کی صورت میں مرتب کیا تھا۔ یہ دیوان بھی مولانا عطاء حسین مرحوم کے مقدمہ کے ساتھ چھپ چکا ہے۔

۴۔ جوامع الکلم ؛ حضرت بندگی مخدوم کے بڑے صاحب زادے میاں بندگی حضرت سید اکبر حسینی نے آپ کے قیام دہلی کے زمانے میں ایک ملفوظ مرتب فرمایا تھا۔ یہ ملفوظ اب ناپید ہے۔ اس کے بعد اپنے حضرت بندگی مخدوم کے قیام گجرات کے دنوں میں جوامع الکلم کے نام سے ایک اور ملفوظ مرتب فرمایا۔ یہ ملفوظ دو شنبہ ۱۸ رجب ۱۲۸۲ سے شروع ہوتا ہے اور ربیع الثانی ۱۲۸۲ پر ختم ہو جاتا ہے۔ اس ملفوظ کی نہایت درجہ اہم خصوصیت یہ ہے کہ حضرت بندگی مخدوم نے اسے ملاحظہ فرمایا ہے اور اس کے تعلق سے ارشاد ہوا ہے کہ اگر میں لکھتا تو ایسا ہی لکھتا۔ حضرت بندگی مخدوم کی تعلیمات اور آپ کے سوانح طیبہ کے تعلق سے اس کتاب کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ جناب حامد صدیقی کے مقدمہ کے ساتھ یہ کتاب ۱۳۵۶ء میں درگاہ شریف سے شائع ہو گئی ہے۔

۵۔ مولود منظوم ؛ حضرت بندگی مخدوم کا ایک اور ملفوظ جو منظوم تھا، ملک زادہ، مقبول خانوادہ برگزیدہ ملک عثمان جعفر نے مرتب کیا تھا۔ یہ ملک زادہ حضرت بندگی مخدوم کے مرید اور آپ کے اجازت یافتہ تھے۔ یہ ملفوظ اب ناپید ہے اور اس کا کوئی نسخہ ابھی تک کسی کتب خانہ میں دریافت نہیں ہوا ہے۔ تبصرہ الخوارق ہی اب تک وہ تھا کتاب ہے جس میں اس ناپید کتاب کے کچھ اقتباسات محفوظ رہ گئے ہیں۔

۶۔ سیر محمدی ؛ اس کتاب کے مصنف حضرت مولانا محمد علی ساداتی ہیں۔ مولانا محمد علی سامانی نے حضرت بندگی مخدوم کے مرید اور خادم بارگاہ ہیں۔ انھوں نے ۱۲۳۱ھ میں حضرت بندگی مخدوم کی ایک سیرت طیبہ لکھی۔ چونکہ یہ کتاب حضرت بندگی مخدوم کے خادم خاص کے قلم سے لکھی ہے، اور وہ بہت سے واقعات کے چشم دید راوی ہیں، اس لئے اسے غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ اس کتاب کا اصل فارسی متن اور اس کا اردو ترجمہ ”سیر محمدی مع ترجمہ المبعوث بہ تحفہ محمدی“ کے نام سے کلیم سید شاہ نذیر احمد قادری نے ۱۳۲۶ء میں الہ آباد کے یونانی دواخانہ پریس سے شائع کرویا ہے۔

۷۔ محبت نامہ ؛ محبت نامہ حضرت بندگی مخدوم کے پوتے، بندگی میاں سید محمد اصغر کے صاحبزادے اور حضرت بندگی مخدوم کے اولین جانشین بندگی میاں سید شاہ ید اللہ حسینی (صاحب روضہ خرد) کے ملفوظات ہیں۔ کتاب کا پورا نام ”محبت نامہ الہی واسرار نامہ خدائی“ ہے۔ اس کے جامع میاں بندگی حضرت ید اللہ حسینی کے مرید، خلیفہ اور داماد حضرت سید محمد بن فضل اللہ حسینی عرف سید محمود ہیں۔ ملفوظ ۱۲۸۳ھ

سے شروع ہوتا ہے اور ۲۰ محرم ۱۰۰۰ھ کی ایک مجلس کے بیان پر ختم ہو جاتا ہے۔ بندگی میاں حضرت سید شاہ
 ید اللہ حسینی عرف قبول اللہ حسینی حضرت بندگی مخدوم کے بڑے چہیتے پوتے ہیں اور آپ کے وصال کے بعد ہی
 آپ کے سجادہ نشین ہوئے ہیں اکثر مجلسوں میں حضرت بندگی مخدوم کے ایسے حالات بیان فرماتے ہیں جو
 دوسری کتابوں میں نہیں ملتے۔

یہ کتاب اب تک شائع نہیں ہوئی ہے۔ جناب رحیم الدین صاحب نے اس کے فارسی متن کی
 تصحیح کی ہے اور اس کا اردو میں ترجمہ بھی کر دیا ہے۔ لیکن اصل متن کی طرح یہ ترجمہ بھی ابھی تک طبع نہیں ہوا ہے۔
 یہ کتاب حضرت مخدوم کے دو سکر پوتے اور بندگی میاں حضرت
 محمد اصغر کے دو سکر صاحب زادے اور حضرت بندگی میاں سید

ید اللہ حسینی کے چھوٹے بھائی میاں بندگی سید شاہ من اللہ حسینی مشہور بابوا فیض کے ملفوظات ہیں آپ
 کا مزار مبارک آج بھی بید میں مرجع عوام و خواص ہے۔ اس کے جامع آپ کے صاحبزادے بندگی میاں ابوالحسن ناصر الدین
 سید کاظم اللہ حسینی ہیں۔ ملفوظ کا آغاز ۱۰۰۰ھ سے ہوتا ہے اور آخری مجلس جس کا حال اس میں بیان ہوا ہے
 ۱۰۳۰ھ ہجری الاول ۱۰۰۰ھ سے ہے۔ بندگی میاں من اللہ حسینی اپنے جد امجد حضرت مخدوم کے عشق میں اس درجہ
 ڈوبے ہوئے ہیں کہ آپ کی کوئی مجلس حضرت بندگی مخدوم کے ذکر سے خالی نہیں۔ اس کتاب میں حضرت بندگی
 مخدوم کی حیات، عبادت اور آپ کی تعلیمات سے متعلق پیش کردہ معلومات درج ہیں۔ یہ کتاب ابھی تک شائع نہیں
 ہوئی ہے۔ دنیا میں کس کا ایک ہی معلوم نسخہ حضرت مولانا شیخ علاء الدین جنیدی سجادہ نشین بارگاہ حضرت
 مخدوم سیدنا مہر ج الدین جنیدی (کابگہ) کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔

صاحب تہمة الخوارق نے اپنی تالیف کے سلسلے میں حضرت بندگی مخدوم کے سوانح طیبہ سے متعلق
 تقریباً تمام اہم کتابوں کو اپنے پیش نظر رکھا ہے۔ لیکن حیرت ہے کہ اس سلسلے کی ایک اہم ترین کتاب ان کی نظر
 سے کیسے رہ گئی۔ یہ کتاب ہے تاج حبیبی جوامع الکلم اور سیر محمدی کے بعد اسی کتاب کو حد درجہ اہمیت حاصل ہے۔
 اس کے مصنف مولانا عبد العزیز ابن شیر ناک بن محمد واعظی ہیں مولانا عبد العزیز حضرت بندگی مخدوم کے چھوٹے
 نواسہ زادے بندگی میاں حضرت محمد اصغر عرف میاں لہر دے کے مرید اور خلیفہ تھے۔ انھوں نے یہ کتاب ۱۰۰۰ھ میں
 لکھی ہے۔ لہذا یہ زمانہ بندگی مخدوم کے سجادے اور پوتے میاں بندگی حضرت سید محمد اصغر کے صاحب زادے بندگی
 میاں سید شاہ ید اللہ حسینی کی سجادگی اور سلطان علاء الدین ابن امیر شاہ دلی بہمنی کی حکومت کا عہد ہے۔ یہ کتاب
 حضرت بندگی مخدوم کے وصال کے صرف (۳۲) سال بعد لکھی گئی ہے اس کتاب کا اصل فارسی متن ابھی تک شائع
 نہیں ہوا ہے۔ البتہ اس کا اردو ترجمہ جو نواب معشوق یار جنگ کا کیا ہوا ہے، ۱۰۰۰ھ میں درگاہ شریف کی طرف

سے شائع کر دیا گیا ہے۔

کتاب تبصرۃ الخوارق ابتدائی عادل شاہی دور کی فارسی کا ایک اچھا نمونہ ہے۔ قدیم اردو بولنے والے جب فارسی لکھتے تھے تو ان کی فارسی کیسی ہوتی تھی، اس کتاب سے اس کا تصور بہت اندازہ ہوتا ہے۔ گویا یہ کئی فارسی ہے۔ اس کتاب سے اس بات کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اب فارسی لکھنے والے گہروں میں فارسی نہ بولتے تھے۔ بلکہ قدیم اردو یاد کئی بولتے تھے۔ اس قدیم اردو کے اثرات ان کی فارسی پر بھی نمایاں نظر آتے ہیں۔

صاحب تبصرۃ الخوارق اوسطاً علمی استعداد کے بزرگ معلوم ہوتے ہیں۔ غالباً انھوں نے بس یہی ایک کتاب تالیف کی تھی کیونکہ ان کی کوئی تصنیف دستیاب ہوتی ہے اور نہ ہی اس کا کہیں ذکر ملتا ہے۔ انہیں تصنیف و تالیف کا بھی کوئی خاص سلیقہ نہیں۔ مولف کا اصل مقصد حضرت بندگی مخدومؒ سے متعلق بعض خوارق کو بیان کرنا اور اس کے بعد آپ کی اولاد و احفاد کے وسیع سلسلے کے ناموں کو ضبط تحریر میں لالینا معلوم ہوتا ہے۔ اس کتاب کی سب سے بڑی اہمیت یہ ہے کہ اس میں بعض ایسی روایتیں درج ہیں جو اس سے پہلے کی کئی ہوتی کتابوں میں نہیں ملتیں۔ مثلاً عام طور پر حضرت بندگی مخدومؒ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ نے اپنے سن مبارک کے اعداد کے برابر یعنی (۱۰۵) کتابیں تصنیف فرمائیں۔ اس روایت کی کوئی سند نہیں ملتی۔ بسین صاحب تبصرۃ الخوارق واضح طور پر بیان کرتے ہیں کہ آپ نے (۱۲۵) کتابیں تصنیف فرمائی تھیں اور تصنیف کا طریقہ یہ تھا کہ انہیں اٹھا کر اتے تھے۔ کتاب کے تمام جوبانے کے بعد آپ نے اس پر کبھی نظر ثانی نہیں فرمائی۔ اسی طرح حضرت بندگی مخدومؒ کے خلفاء کی جو فہرست سیر محمدی یا تاریخ جیبی میں درج ہے اس سے زیادہ مکمل فہرست نہیں تبصرۃ الخوارق میں ملتی ہے۔ اس فہرست میں کچھ نام ایسے بھی ہیں جو اس سے پہلے لکھی ہوئی مذکورہ صدر کتابوں میں نہیں ملتے۔

ڈیڑھ سو سال کی مدت کے اندر نامزد کن میں حضرت بندگی مخدومؒ کا خاندان مبارک کچھ وسیع ہو گیا تھا۔ آپ کے صاحب زادوں اور صاحب زادیوں کی اولاد کا سلسلہ بہت پھیل گیا تھا۔ اب وقت آچکا تھا کہ اس خاندان مبارک سے تعلق رکھنے والوں کا تذکرہ ایک جگہ مرتب ہو جائے۔ مولف تبصرۃ الخوارق نے اپنے زمانے تک کے ایسے تمام افراد کے نام اور ان کا نسب نامہ تبصرۃ الخوارق کے ضمن میں محفوظ کر دیا ہے جو کسی نہ کسی طرح حضرت بندگی مخدومؒ سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ ایک بہت بڑی خدمت تھی جو صاحب تبصرۃ الخوارق نے انجام دی۔ بعد کے مصنفوں اور خاص طور پر تاریخ خاندان محمدی یا تاریخ محمدی کے مصنفوں نے اس سے کافی استفادہ کیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کتاب تبصرۃ الخوارق کو کافی حسن قبول حاصل ہوا تھا۔ کیونکہ اس کتاب کے قلمی نسخے، نایاب نہیں۔ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد، کتب خانہ نواب سالار جنگ، کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد، کتب خانہ گلبرگ، کتب خانہ مولانا شبلی شمس علی دارالمدین حیدرآباد اور کتب خانہ مولانا شبلی دارالمدین حیدرآباد میں موجود ہیں۔

کے قلمی نسخے موجود ہیں۔ اس کم سواد نے کتب خانہ روضتین گلبرگہ، کتب خانہ مولانا علاء الدین جنیدی گلبرگہ اور کتب خانہ درگاہ حضرت امین الدین اعلیٰ بیجاپور کے نسخوں کو اپنے سامنے رکھ کر تہہ و نخوار قات کا موجودہ مصحح متن مرتب کیا ہے۔ اس کے ساتھ فارسی متن کے مقابل اس کا اردو ترجمہ بھی درج کر دیا ہے۔ بعض مقامات پر اس کم سواد کو ترجمہ میں خاصی دشواری پیش آئی خصوصاً حضرت بندگی مخدوم کی کتاب اسماء الاسرار اور اس کے بعض مقامات کی جو شرح بندگی میاں حضرت سید اکبر حسینی نے فرمائی ہے اس کے بعض حصے اس کم سواد کی فہم ناقص سے اونچے ہی ہے۔ دو ایک مقامات پر جہاں اس کم سواد کی فہم ناقص نے بالکل ہی جواب دے دیا ہے، وہاں حاشیہ میں اس بات کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔

اس کتاب کے متن کی تصحیح اور اس کے ترجمہ میں جو بیش بہا رہنمائی مجھے مخدوم محترم مولانا شیخ علاء الدین جنیدی مدظلہ سجادہ نشین بارگاہ سیدنا سراج الدین جنیدی سے ملی ہے۔ اس کا بصد تشکر و اعتراف مجھ پر فرض ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ اس ہیچوان نے مولانا کی عالمانہ صحبتوں سے کافی استفادہ کیا ہے۔ مولانا کے محترم ایک نہایت درجہ بانع نظر عالم ہیں۔ عمومی طور پر پورے اولیائے ہند اور خصوصی طور پر اولیائے دکن کے بار میں ان کا مطالعہ نہایت وسیع اور عمیق ہے۔ ان کا سینہ ان بزرگوں سے متعلق معلومات کا ایک بیش بہا خزانہ ہے۔ افسوس ہے کہ مولانا کے محترم اپنے جوہر اصلی کی طرف سے حد درجہ غفلت برتتے ہیں۔ اگر وہ اپنی دوسری کم درجہ کی مصروفیتوں سے صرف نظر فرما کر محض اسی موضوع کے لئے اپنے آپ کو وقف فرمادیں تو یقیناً ہندوستان ایک عالم متبحر کی جیل القدر علمی خدمات سے محروم نہ رہ جائے گا۔

حضرت بندگی مخدوم سے متعلق اس اہم کتاب کے متن کو مرتب کرنے اور اس کا ترجمہ کرنے کی ہمت تمام تر نتیجہ ہے اس کم سواد کے نہایت درجہ سفتیق اور محترم استاد پروفیسر سید محمد صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی تشویق اور ہمت افزائی کا۔ ان کے ایک ادنیٰ خادم، ان کے ایک کم سواد شاگرد کے پاس الفاظ نہیں ہیں جن کے ذریعہ ان کی شفقت، کرم گیری اور شاگرد نوازی کا شکریہ ادا کر سکے۔

اس کم سواد نے کسی نام و نمود کی ہوس یا کسی مادی فائدے کی تمنا کے بغیر، صرف بارگاہ حضرت بندگی مخدوم سیدنا بندہ نواز رجب سواد سے اپنے غیر تزلزل اور بے پایا عقیدت کیلئے اظہار کیلئے یہ خدمت انجام دی ہے جس سے دعا ہے اس گزارش کو تمام سمجھیے کہ یہ حقیر سعی بارگاہ حضرت بندگی مخدوم میں مقبول ہو جائے۔

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَ
بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

خاکپاٹے بارگاہ بندہ نواز

قیوم سید سیار الدین رفعت

میور
۲۰ فروری ۱۹۶۶ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ وَآلِهِ

وَاصْحَابِهِ اَجْمَعِیْنَ

ترجمہ: نبی کے ہم راز اور علی کے ہم سر یعنی خواجہ
 محب اللہ ابو الحسن بن ابی الفتح محمد حسینی المعروف
 بسید بابو اللہ تعالیٰ ان کو جب تک سب سے ظلم
 ہوتا ہے اور چشمے بہتے رہیں ہمارے سر اور انھوں
 پر سلامت رکھے اکی زبان سنا گیا کہ بلند پرواز
 عاشق شہباز کے کلمات کرامات جو اسرا سجاہی کے
 خزانے کے جواہر ہیں اور سر فراد عارف اور جامع حقیقت
 و مجاز کے خوارق کے ملفوظات جو الوارہ ربانی
 کی تابناکیاں ہیں، مختلف کتابوں میں بکھری ہوئی
 ہیں۔ اس لیے لوگوں کی ان تک پہنچ نہیں سکتی۔
 اگر کوئی شخص ان کو جمع کرے تو خوب ہو۔ اور جب
 تک نیابتی ہے لوگ ان سے مستفید ہوں۔ اس لیے
 اس کمینہ نے اپنی کم ہمی اور اپنی ناقص سوجھ بوجھ کے
 باوجود اس پر کافی غور کیا، اور جبارت کر کے اس بات
 کو اذکار کیا کہ ایسے عیبی جواہر اور ایسی لاریں تابناکیاں

آما بعد، اس کلمات کرامات عاشق شہباز
 بلند پرواز کہ جواہر خرمینہ اسرا سجاہت
 و ملفوظات خوارق عارف سر فراد، اجماع حقیقت
 و المجاز کہ زواہر گنجینہ الوارہ ربانیت، از ربانی
 ہم راز نبی، وہم سر علی، اعنی خواجہ محب اللہ
 ابو الحسن علی بن ابی الفتح محمد حسینی المعروف
 بسید بابو، ادھم اللہ تعالیٰ علی عیننا وراسنا
 مادامہ الشمس طالعة و لعین جاریہ، شنیدہ
 کہ چہ نقل ہادر کتب باقتادہ اند، از آن سبب
 مردمان بازماندہ اند۔ اگر کسی میں راجح کند چہ
 خوب باشد تا جہانیاں مستفید گردند۔ بنا برآں
 اس کمینہ با تصور فہم خویش و از اندازہ فہم ستم
 خویش بہ اندیشیدہ و تجاسر نمودہ روانداشت
 کہ جنیں جواہر عیبی و زواہر لاریں متفرق گذا
 شود ورنہ بیت:

کسے کو کہ باشد کم از مورچہ
چہ زہرہ زد ریاسخن گوید او
کسے کو کہ باشد منور ز حق
من اللہ و صفتش چہ آرد بملق

و چونکہ خوارقات علیہ حضرت گیسو درازا اگر
چہ بسیار است، و ملفوظات کرامات سنیہ اولیہ شمار
اگر جملہ آن مذکور کنم در تقریر نہ گنجد و در تحریر نہ انجامد
اگر مطلقاً از آن قواعد نامیم، مریدان و معتقدان
را نوعی حیرانی پیدا آید۔ پس حکم ماسالا
یدرکہ کلمہ لا یتواک، چیزے کہ دانستہ نشود
برہمہ آن چیز ترک کردہ نشود، ہمہ آن چیز را
صد و پنج نقل کرامات کہ بر سر ہر نقل نام کتاب
اشارة بحرف است، بہ تفصیل ذیل صد
پنج کرامات در تبصرہ مندرج است۔ و یکے
خاتمہ کہ در ذکر اسماء و کتب، و کنیت، و لقب،
و خطاب، اب و ام و مولد، و ارادت و خلافت
و سجادگی، و عمر و مصنفات، و وفات،
قبر و نسب، و خلفاء و مریدان کامل، و وصیت
و نقش، خاتمہ، و حلیہ و حصار و ذکر بعضے
اوراد است، بتاریخ و سنہ احدی ثمانین
تسعمایہ مسطور نمودم آنکہ یتحمل اگر صاحب
دلے گاہے مطالعہ این کلمات کرامات خوارقات
مشرف گردد، شاید کہ بحال این فقیرا بختیر
الی اللہ التقوی الغنی کہ کم ترین خدمت گزاران

بکھری ہوئی چھوڑ دی جائیں۔ ورنہ سے
(ترجمہ: ایسا شخص جو چھوٹی سی کم تر ہو اس کی کیا
مجال کہ وہ دریلے کے تعلق سے کچھ کہے اور ایسے شخص
کے بارے میں جو حق کی طرف سے منور ہو من اللہ
کے وصف بیان کرنے کے لیے گویا بی کہاں سے لائے)

حضرت گیسو دراز کے خوارق عالیہ بہت ہیں اول
آپ کے مبارک کرامات کے ملفوظات بے شمار
ہیں۔ اگر ان سب کا ذکر کروں تو تقریر میں نہ سماں
اور تحریر ان کے لیے کافی نہ ہو۔ اگر ان میں کچھ کمی
کروں تو مریدوں اور معتقدوں کو بڑی حیرانی ہو۔
اس لیے اس قول کے مطابق کہ جو چیز پوری طرح سمجھ
میں نہ آئے اس کو پوری طرح نہ چھوڑ، اس کتاب میں
ایک سو پانچ کرامات بیان کئے ہیں۔ ہر نقل کی ابتدا
میں اس کتاب کے ابتدائی حروف لکھ دیے ہیں
جس سے یہ نقل ملی گئی ہے۔ تبصرہ میں ایک سو
پانچ کرامات بہ تفصیل ذیل درج کئے گئے ہیں۔
اور ایک خاتمہ جس میں آپ کا نام آپ کی لکھی
ہوئی کتابوں کے نام، کنیت، لقب اور خطاب
آپ کے والد اور آپ کی والدہ کا نام، پیدائش،
ارادت، خلافت، سجادگی، عمر، تصانیف، وفات
قبر، نسب، خلفاء، مریدان کامل، وصیت، نقش،
خاتمہ، حلیہ، حصار اور بعض اوراد کا ذکر
کیا گیا ہے۔ یہ کتاب سنہ ۹۸۱ ہجری میں لکھی
گئی۔ اگر کبھی کوئی صاحب دل ان خوارقات
کے ملفوظات کے کلمات کرامات کے مطالعہ سے

بندگی میاں، قطب جہاں، ولی زماں است
 و کم ترین معتقدان در گاہ مرشد مرشدان
 پیوند دل شکستگان است، و مشتیر و مولف
 جواہر آبدار و زواہر نام دار است، بندہ بندگان
 دربار حضرت عالی جاہ، و غلام غلامان ربان
 بلند پناہ، من اللہ بن علی اللہ محمد
 الحسینی رزقہ اللہ المحبت والمعرفہ
 نظرے افتد، آئینہ دل مکدر بدان متجلی شود
 و جمال صورت معشوق در آں آئینہ مشاہد
 گردد۔ بشفقت عام و کرم تام خویش
 بندگی میاں، سر آوان، حضرت
 والدی و مرشدی حرفاً بعد حرفاً، و رفاً
 بعد ورقاً و جزءاً بعد جزءاً بنظر مبارک
 مشرف کرد۔ و اگر جائے بحکم بشریت سہو
 واقع شدہ بود، آل را بدست مبارک
 اصلاح آوردہ، این کتاب را بہ تبصرۃ
 الخوارقات نام نہادہ۔ حق تعالی
 سایہ بندگی میاں بر سر ما و بر سر طالبان بیت؛
 زمتر شد انش کینہ منم
 زمستال انش کینہ منم
 از لا و ابد ابحاک قدم روشن گرداند، واللہ
 الموقوف والمستعان و علیہ التوکل والتکلان
 (۱) نقل است (مس) کہ خواجہ احمد دیر
 وقاضی راجا پیش حضرت سلطان العاشقین
 رحمۃ للعالمین، منتخبہ عرفان السالکین الوصلین،

مشرف ہو تو شاید غنی اور قوی خدا کے حقیقی فقیر
 بندگی میاں، قطب جہاں اور ولی زماں کے
 خدمت گزاروں میں سب سے کمترین، ٹوٹے ٹوٹے
 کو جوڑنے والے مرشد و مرشد کی درگاہ کے سب سے
 ادنیٰ معتقدان جواہر آبدار و زواہر نام دار کے مولف
 دربار حضرت عالی جاہ کے بندوں کے بندے، اونچی بارگاہ کے
 دربان کے غلاموں کے غلام من اللہ بن علی اللہ محمد الحسینی
 (اللہ اس کے جذبہ محبت اور اس کی معرفت میں
 اضافہ فرمائے) پر ایک نظر پڑ جائے۔ اس کا مکدر دل اس
 سے روشن ہو جائے۔ معشوق کے جمال کی صورت اس
 آئینہ میں نظر آئے۔ اپنی شفقت عام اور کرم تام سے
 کام لے کر زمانے میں یکتا میرے والد اور میرے مرشد
 حضرت بندگی میاں نے اس کتاب کا ایک ایک حرف،
 ایک ایک ورق اور ایک ایک جرم ملاحظہ فرمایا ہے۔
 اگر بشری تقاضے سے کہیں غلطی ہو گئی تو اسے اپنے
 دست مبارک سے درست فرمایا ہے۔ اور اس کتاب
 کا نام تبصرۃ الخوارقات رکھا ہے۔ حق تعالیٰ بندگی میاں
 کو ہم طالبوں (ان کے مریدوں اور استعانت چاہنے
 والوں میں سب سے کمینہ میں ہوں) کے سروں پر باقی
 اور پائندہ رکھے اور ان کے غلاموں کے غلام کی آنکھیں
 دن رات اور ہمیشہ ہمیشہ ان کے قدموں کی خاک سے
 روشن ہوتی رہیں۔ واللہ الموقوف والمستعان
 علیہ التوکل والتکلان۔

(۱) نقل ہے (مس) کہ خواجہ احمد دیر وقاضی
 نے عاشقوں کے سلطان رحمت عالم، عارفوں، سالکوں

قطب الملکوت، غوث الایہوت و ابجروت
 سلطان العربی، برہان الاصغیا، و تاج الاولیاء
 ہم سہر انبیا، سرور عالمیان، مرشد جہانیاں پیر
 ہر پیر و جوان، خدا ہیں، خدا نما، قطب الصمدانی
 شفیع الزمانی، سر و چین اولیای تحت قبالی
 لا یعرفہم غیری، خورشید سپہر کنت کنا افضیاً
 فاحبت ان اعرف فخلقت الخلق لا
 عرف، ہنگ ذریائے احدیت، پلنگ صحرائے
 صمدیت، شیر بیشہ ربوبیت، سیمرغ قلہ الوہیت
 ہم دم نبی، ہم قدم وصی، ہم راز مصطفیٰ، ہم راز
 مرتضیٰ، قطب الاقطاب، غوث الملکوت الابدال
 و الاوتاد، عاشق شہباز، عارف سرفراز،
 الجامع بحقیقۃ و المہجاز، قطب اہل راز و نیاز
 بلند پرواز، آگاہ سرفراز، از ہمہ ممتاز، صدر الدین
 ابو الفتح، ولی الاکبر الصادق، جعفر الثانی، سید
 اشادات، صاحب الکشف و الکرامات، سلطان
 الاولیاء، حضرت میراں سید محمد احسنی و الحسینی،
 گیسو دراز رضی اللہ عنہ و ارغماہ، عمر خداشت
 نمودند کہ لقب حضرت مرشدی بہ صدر الدین
 چہ سبب است سلطان العاشقین، زبده
 آل رسول رب العالمین و راج دہان را بلو لو
 آبدار و حقیقت بیان راز مرجان تابدار بر
 کشادہ، و شیخ زبان را کہ کلید قفل اسرار است
 از نیام بر کشیدہ، فرمودند کہ یک روز چند مریدان
 حضرت شیخ مرشدی نصیر الدین محمود

اور واصلوں میں منتخب، قطب ملکوت، غوث
 لایہوت و جبروت، عارفوں کے سلطان، صغیا
 کے برہان، اولیاء کے تاج، انبیا کے ہم سر، دنیا
 والوں کے سردار اور مرشد، ہر بوٹھے اور جوان
 کے پیر، خدا ہیں، خدا نما، قطب الصمدانی، "میرے
 اولیاء میرے دامن میں ہیں، ان کو میرے سوا کوئی
 نہیں جانتا، کہنے والے کے چین کے سرو،" میں
 ایک چھپا ہوا خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ پہچان جاؤ،
 پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا" ارشاد فرمانے والے
 کے آسمان کے سورج، دریا کے احدیت کے ہنگ
 صمدیت کے صحرائے پلنگ، ربوبیت کے جنگل کے
 شیر، الوہیت کی چوٹی کے سیمرغ، نبی کے ہم دم،
 وصی کے ہم قدم، مصطفیٰ کے ہم راز، مرتضیٰ کے ہم سر
 قطبوں کے قطب، ملکوت، ابدال اور اوتاد کے
 غوث، شہباز عاشق، سرفراز عارف، حقیقت
 اور مجاز کے جامع، راز و نیاز سے آگاہ، بلند
 پروازوں کے قطب، آگاہی سے سرفراز، سب سے
 ممتاز صدر الدین، ولی اکبر الصادق، جعفر ثانی،
 سید السادات، صاحب کشف و کرامات، سلطان
 اولیاء، حضرت میراں سید محمد احسنی الحسینی،
 گیسو دراز سے عرض کی حضرت کا لقب صدر الدین
 کیوں ہے، عاشقوں کے سلطان اور زبده آل
 رسول رب العالمین نے حقیقت بیان کے لیے
 اپنے دامن مبارک کے خزانے کے آبدار موتی او
 تابدار مرجان، بکھیرے زبان کی تنوار جو رازوں

اودھی کہ کاٹلان عالمان و عاشقان و صادقان
بودند، موصوف موت معنوی گشتہ بودند موت
اقبل ان تموتوا نقد وقت ایشان شدہ بود
و از ہمہ خطوط و لذات بیرون افتادہ بودند
پیش حضرت شیخ بصورت عرضداشت پرسیدند
سید محمد بن سید یوسف را بر بالادست یا نشانیدن
یہ معنی دارد؛ حضرت شیخ فرمودند کہ شما پیش از صبح بیاید
جواب خواہم گفت۔ ایشان پیش از صبح بر حضرت شیخ آمدند
حضرت شیخ فرمودند کہ ہر ہمہ مراقبہ شوید در مراقبہ شدند۔
فرمودند کہ بنید مرتبہ سید محمد۔ ایشان دیدند کہ سید محمد
بر کنگرہ عرش طواف می کند و جولان گری می
نماید۔ ہر ہمہ متحیر و حیران ماندند۔ حضرت شیخ
فرمودند کہ مرتبہ سید محمد ازیں بالاتر است۔ ایشان
را شوق بے حد است و اشتیاق بے حد درونے
نمود کہ آں ہم بہ بنیم۔ ایشان باز صورت حال
بموقف عرض رسانیدند تا آں ہم بتامید آخر الامر
دیدند کہ بالائے عرش یک محل است چہنیں چنانکہ
و در آں محل صدر ہا گسترانیدہ اند۔ و بالائے صدر
یک صورت نشستہ است چہنیں و چہاں مہر
کہ شرمندہ از طلعتش ہر و ماہ۔ و بر زیر دست
آں صورت ارواح ہمہ اولیا نشستہ اند۔ و
در آں محل حضرت رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہم ہستند۔ آنحضرت پناہ اللہ
پیش حضرت رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وسلم خبر آوردند کہ سید محمد

کے قفل کی کنجی ہے، پیام سے باہر نکالی اور فرمایا
کہ ایک روز میرے شیخ اور میرے مرشد شیخ
نصیر الدین محمود اودھی سے ان کے چند مریدوں نے
جو کالموں، عالموں، عاشقوں اور صادقوں میں
تھے اور مر جاؤ تم مرنے سے پہلے، کے قول کے مطابق
ان کی موت ہو چکی تھی اور دنیا کی تمام لذتوں اور
مزوں سے وہ باہر ہو چکے تھے، عرضداشت کی صورت
میں پوچھا کہ آپ سید محمد ابن سید یوسف کو ہم سب کے
اوپر بٹھاتے ہیں۔ اس کے کیا معنی ہیں؟ حضرت
شیخ نے فرمایا کہ تم صبح ہونے سے پہلے آجاؤ، تمہارے
اس سوال کا جواب دوں گا۔ یہ لوگ صبح ہونے سے
پہلے حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہونے۔ حضرت شیخ
نے فرمایا کہ تم سب مراقبہ کرو۔ تمام نے مراقبہ کیا۔ فرمایا
کہ سید محمد کا مرتبہ دیکھو۔ انھوں نے دیکھا کہ سید محمد عرش
کے کنگورے کا طواف کرتا ہے۔ اور تیزی سے گھوم رہا
ہے۔ یہ دیکھ کر سب حیران رہ گئے۔ حضرت شیخ نے فرمایا
کہ سید محمد کا مرتبہ اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ انھوں نے
شوق اور انتہا سے زیادہ اشتیاق ہوا کہ اسے بھی دیکھیں
اور یہ صورت حال عرض کی۔ آخر کار آپ کی تائید
سے دیکھا کہ عرش کے اوپر ایک محل ہے۔ ایسا اور ویسا۔
اس محل میں صدر چھالی لگی ہے۔ صدر کے اوپر ایک
صورت بیٹھی ہے۔ ایسی اور ویسی۔ اس کے چہرے
کے آگے چاند اور سورج بھی شرمائیں۔ اس
صورت کے نیچے تمام اولیا کی رُو میں بیٹھی ہوئی ہیں۔
اس محل میں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما

آمدہ است۔ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم طلبید و بشارت بہ بالائے دست آں صورت نمودہ فرمودند کہ نشین سید محمد گفت، این دین است۔ ہمہ ارواح اولیاء بہ زیر دست این نشینتہ، من بالائے دست چوں نشینم، حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم خود از دست مبارک گرفتہ بالائے دست او نشاند و فرمودہ کہ این است تو صدر دین و قوام دین است۔ دین تو است۔ ہمہ ارواح اولیاء الیتادہ بہ سید محمد دست بوسی کردند و مرحبا گفتند۔ ایشان را بعد این مشاہدہ مکاتحہ اعتقاد برین شدہ۔ بعدہ فرمودند، از آں وقت تا ہنوز لقب من بر ہفت طبق آسماں و عرش میاں ملائکال مشہور بہ صدر الدین است و در جہاں بہ گیسو دراز است۔

(۲) نقل است (مس) کہ باز خواجہ احمد دبیر و قاضی راجا پیش سرور عاشقان، سلطان السالکان، امام المستقرین، امام المتصدقین، تاج العارفین، رئیس المعشوقین، رئیس المحققین، سید المجوبین، غواص دریائے قدم، حاضر بحضوری دم بہ دم، قرۃ عین محمدی، نور عین علی، نایب مناب نبی، قایم مقام وصی، کعبہ صوفیان باصفا، صاحب اسرار مصطفیٰ، ہو المرشد فی العموم حضرت

ہیں۔ اتنے میں فرشتوں نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں عرض کیا یہ محمد آیا ہے۔ آپ نے طلب فرمایا اور اس صورت کے ہاتھ کے اوپر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد ہوا کہ بیٹھ۔ سید محمد نے کہا یہ دین ہے، تمام کی زبانیں اس کے ہاتھ کے نیچے بیٹھی ہیں۔ میں اس کے ہاتھ کے اوپر کیسے بیٹھیوں؟ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھ سے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس صورت کے ہاتھ کے اوپر بٹھا دیا۔ اور فرمایا کہ یہ دین ہے اور تو صدر دین اور قوام دین ہے۔ دین تو ہے۔ تمام اولیاء کی روعیں کھڑی ہو گئیں۔ اور سید محمد کی دست بوسی کی۔ اور مرحبا کہا۔ اس مشاہدے کے بعد ان لوگوں کا مجھ پر مکاتحہ اعتقاد ہوا۔ اس کے بعد فرمایا کہ اس وقت سے اب تک میرا لقب آسمان کے سات طبقوں، عرش اور فرشتوں میں صدر الدین اور زمین پر گیسو دراز مشہور ہے۔

(۲) نقل ہے (مس) پھر خواجہ احمد دبیر اور

قاضی راجا نے عاشقوں کے سرور سالکوں کے سلطان، مستغرقوں کے امام، متصدقوں کے ہمام، عارفوں کے تاج، معشوقوں کے رئیس، محققوں کے سردار، مجبوبوں کے سید، دریائے قدم کے غواص، محض دم بہ دم کے حاضر، قرۃ عین محمدی، نور عین علی، نایب مناب نبی، قایم مقام وصی، باصفا صوفیوں کے کعبہ، صاحب اسرار مصطفیٰ، سب کے مرشد، حضرت

بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ کے
گیسو دراز لقب کی کیا وجہ ہے۔ فرمایا کہ ایک بار
میں اپنے شیخ اور مرشد حضرت خواجہ محمود اودھی
سے ملنے گیا۔ حضرت شیخ کو ٹھہرے پر تشریف فرما تھے۔
خادم سے فرمایا کہ سید محمد کو بلا۔ خادم آیا اور
اس نے پوچھا کہ سید محمد کون ہے؟ سید محمد نام کے
دو تین آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ ہر ایک نے
جواب دیا۔ خادم حیران ہوا کہ کس کو بلائے اگرچہ
ہم کو معلوم تھا کہ خادم حیران ہو کر حضرت شیخ
کے پاس جائے گا اور یہ بھی معلوم تھا کہ میں اس
لقب سے ملقب ہوں گا۔ اس کے باوجود میں
بھی جواب دیتا کہ بے ادبی نہ سمجھی جائے۔ خادم
لوٹ گیا اور حضرت شیخ سے عرض کیا کہ سید محمد نام
کے دو تین آدمی بیٹھے ہیں، کس کو بلاؤں حیرت
شیخ نے فرمایا کہ سید محمد گیسو دراز کو بلا۔ اس وقت
سے میرا لقب گیسو دراز ہو گیا۔

(۳) نقل ہے (جوا) کہ حضرت مخدوم رضی
اللہ عنہ کا ایک مرید تھا۔ ایک درویش نے اسے
ایک چیل (اس دور کا ایک سکہ، پیسہ) یہ کہہ کر دیا
تھا کہ تیری نفلی کبھی خالی نہ رہے۔ ایک بار حضرت
مخدوم نے جو کچھ اس نفلی میں تھلے لیا اور فرمایا
بیٹھو اور دیکھو میں اسے کس طرح بھرتا ہوں۔ ایک ایک
اس مرید کا ایک معتقد آیا۔ اس کے پاؤں کو بوسہ دیا اور پانچ
تکے (اس دور کا ایک سکہ، روپیہ) بطور نذر پیش کئے۔

بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ عرضداشت نمودند
کہ سبب لقب حضرت مرشدی بہ گیسو دراز چہ
بود؟ فرمودند کہ برائے ارادت حضرت شیخ
مرشدی خواجہ محمود اودھی رفتہ بودم۔ حضرت
شیخ بر بلائے بام بودند۔ خام را فرمودند کہ
سید محمد را بطلب۔ خادم آمدہ گفت، سید محمد
کیست۔ دوسہ کس کہ بنام سید محمد نشستہ
بودند، خادم حیران شد کہ کرا طلبم۔ مارا اگرچہ
معلوم بود کہ خادم حیران شدہ پیش حضرت
شیخ خواہد رفت۔ و اس ہم معلوم بود لقب
بہ اس لقب خواہم شد۔ اما من ہم جوابے
دادم تا حل برے ادبی نشود۔ خادم باز گشت
پیش حضرت شیخ گزائید کہ دوسہ کس بنام
سید محمد نشستہ اند، کرا طلبم، حضرت شیخ فرمودند
کہ سید محمد گیسو دراز را بطلب۔ خادم آمدہ
بنام سید محمد گیسو دراز مارا طلبیدہ برد۔ ازاں
وقت لقب من بہ گیسو دراز شد۔

(۳) نقل است (جوا) کہ حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ را یارے بود۔ اور ادرویش
یک چیل دادہ بود کہ اصلا کیسہ تو خالی نشود۔
یکباری انچہ در کیسہ او بود حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ ستند و فرمودند بنشین پیش
من چگونہ پر خواہد شد۔ ناگاہ شخصے معتقدان
یار پیدا شد۔ پائے بوسید و پنج تنکہ زر
پیش نہاد۔

(۴) نقل است (جوا) کہ در ابتدا احوال والدہ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہم بنویسند یہ حضرت شیخ نصیر الدین نہ کر وہ بودند، اصلاً بصوم دوام و طے و بیدار شدن بہ یک ساعت راضی بنویسند۔ تا آنکہ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہم گلہ پیش حضرت شیخ کردند۔ حضرت شیخ مصلابند حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہم داد و برد فرستادند۔ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہم والدہ گفتہ، مصلابند فرستادند۔ والدہ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہم ہائے ہائے بگریست و گفت، نمی دادم حضرت شیخ مصلابند برائے آل فرستادہ است تا من ترک تو بکیرم۔ اکنون من ترانہ نجام۔ ہر چہ شیخ فرماید تو دانی بکن۔ یا ایں ہم خالی از فراحت بنویسند۔ تا آنکہ حضرت شیخ در پردہ شدند۔ سالہا والدہ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہم بہ تخیس حال حضرت مخدوم رضی اللہ عنہم بودند و معتقد حضرت مخدوم رضی اللہ عنہم بنویسند۔ بعضے اوقات گفتند کہ من شنیدہ ام از والد تو و از صوفیان دیگر کہ یا ران بندگی شیخ الاسلام نظام الدین بودند۔ می گفتند کہ درویشاں ایں چنین باشند کہ در دوکان بنگ فروش بودند۔ چوں ایں بخورند۔ ما حلق داند کہ بنگ خوردند کہے بر ایثاں نیاید۔ ایثاں بخدائے خوش بفرغ دل مشغول باشند۔ و بعد چند روز یک مشت نخود بخورند۔ آخر وقایع

(۴) نقل ہے (جوا) کہ ابتدا میں حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہم کی والدہ حضرت شیخ نصیر الدین سے آپ کے رابطہ کو پسند نہ کرتی تھیں اور آپ کے صوم دوام اور طے اور ایک گھڑی رات سے بیدار ہونے پر بالکل راضی نہ تھیں۔ یہاں تک کہ حضرت مخدوم نے حضرت شیخ کے آگے اس کا گلہ کیا۔ حضرت شیخ نے حضرت بندگی مخدوم کے ہاتھ ایک مصلابند آپ کی والدہ کے پاس بھیجا۔ حضرت نے والدہ سے عرض کیا اور مصلابند کے ہاتھ میں سے دیا۔ آپ کی والدہ ہائے ہائے کہہ کر رونے لگیں۔ اور کہا میں جانتی ہوں کہ حضرت شیخ نے مصلابند اس لیے بھیجا ہے تاکہ میں تجھے چھوڑ دوں۔ اب میں تیرا دل نہ دکھاؤں گی۔ جو کچھ شیخ فرمائیں، اس پر سمجھ کر عمل کر۔ اس کے باوجود وہ فراحت سے باز نہ آئیں۔ یہاں تک کہ حضرت شیخ کا انتقال ہو گیا۔ کئی سال تک وہ آپ کے احوال کی ٹوڈ میں رہیں اور آپ کی معتقد نہ ہوئیں۔ کبھی کہتیں کہ میں نے تمہارے والد اور دوسرے صوفیوں سے سنا ہے کہ حضرت بندگی شیخ الاسلام نظام الدین کے مرید کہتے تھے کہ درویش ایسے ہوتے ہیں جو بھنگ فروش کی دوکان پر جائیں، بھنگ پیئیں، تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ یہ بھنگ پیئے والے ہیں اور کوئی ان کو پہچان نہ کرے۔ اور وہ اطمینان کے ساتھ اپنے خدا سے رجوع رہیں۔ چند روز کے بعد مٹھی بھر چنے کھائیں۔

میں نے کسی خانہ زاد کو اپنے احوال کچھ پوچھا
 اس نے مجھے دیوانہ کہا۔ وہی دیوانہ ہو گیا۔
 پھر آپ کی والدہ آپ کی معتقد ہو گئیں۔ اور
 کہا کہ جو تیری بات نہ مانے اور اسے بکواس جانے
 وہ ایسی اور ایسی معیبتوں میں مبتلا ہو۔ تو میرا
 جنا ہے۔ ابتدا سے لے کر سات سال تک میں
 قریب دیکھا ہے۔ جو کچھ میں نے شیخ فرید الدین
 شیخ نظام الدین اور شیخ نصیر الدین کے بارے میں
 سنا ہے وہ سب باتیں میں نے تجھ میں دیکھی ہیں
 جس کسی نے تجھے دیکھا، اس نے ان لوگوں کو
 دیکھا۔ اس کے بعد وہ بھر کبھی اپنے نہالچے پر
 نہ بیٹھیں۔ حضرت بندگی مخدوم کے آنے پر کبھی
 اپنے پلنگ پر نہ رہتیں، پلنگ چھوڑ کر آپ
 کے لیے اپنا نہالچہ بچھا دیتیں اور خود کسی گوشے
 میں ہو جاتیں اور کبھی نہ بیٹھتیں۔

(۵) نقل ہے (جو) کہ استفتاح کا دن
 تھا۔ ایک جوگی جس کی عمر تیس سال کے قریب
 ہوگی، حضرت مخدوم کے پاس آکر بیٹھ گیا۔
 استفتاح کا دن تھا اس لیے تجدید بیعت اور
 ملاقات کے لیے مخلوق کا بہت ہجوم تھا جوگی
 نے آپ سے کہا میں بہت دور سے آیا ہوں۔
 اگر خلوت ہو جائے تو ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔
 حضرت بندگی مخدوم نے اپنے خادم مولانا خضر
 فرمایا کہ جن لوگوں کی بیعت کی تجدید میں نے
 کر دی ہے، اور دور کھٹ نماز پڑھنے کے لیے

یعنی کہ از خانہ زاد بعضے ازاں جملہ بندگی مخدوم
 رضی اللہ عنہ خبر داند۔ حضرت مخدوم رضی اللہ
 عنہ را دیوانہ گفتند۔ چوں ہماں پیش آمد اعتقاد
 کردندے و گفتندے ہر کہ گفت تو نشود و ہر
 داند او چہنیں و چہاں ازاں ہفت طش خانہ
 بخورد۔ تو زادہ منی۔ از اول حال تا ہفتاد
 سال قریب معائنہ کردم۔ از انچہ از شیخ
 فرید الدین و از شیخ نظام الدین و شیخ نصیر الدین
 شنیدہ ام از تو ہماں دیدہ شدم۔ ہر کہ ترا دید
 ایساں را دید۔ بعد ازاں بر نہالچہ خود نہ نشستے
 دور سر آں کھٹ بعد آمدن حضرت بندگی مخدوم
 رضی اللہ عنہ ماندے۔ آں گزاشتہ نہالچہ
 خویش پیش حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ فرار
 کردے۔ خود گوشہ گرفتے و نشستے۔

(۵) نقل است (جو) چوں روز استفتاح
 بود۔ جوگی جوان موازنہ سی سال پیش حضرت
 مخدوم رضی اللہ عنہ آمدہ نشست۔ روز استفتاح
 البتہ بجمت تجدید بیعت و ملاقات خلق ہجوم
 بسیار بودہ است۔ گفت من از دور
 بخدمت آمدہ ام۔ سخن دارم۔ اگر خلوت شود
 عرض دارم۔ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ
 مولانا خضر خادم را گفتند، آنکہ تجدید بیعت کردہ
 ام و بجمت دوگانہ بیرون رشتہ اند ہم ایساں را
 برار۔ و باقی خلق را برابر ایساں را آوردند۔

سخن یا ہر کس فرمودند۔ ایشاں معذرت
 کردند۔ آغاز کرد کہ من مخصوص بر شما از میں نور
 آمدہ ام سخن دارم۔ فرمودند چہ مقصود است
 بگو۔ گفت، ما را چیز سے پیر ما زادہ بود۔ وگفتہ
 کہ مرد را بدی۔ رسیدم، مرد کرا گویند۔ آنکہ
 از این خط نگیرد۔ و لخص کردم۔ مرد جز شمانیام
 آدم تا فرمان پیری آرم۔ آنچه با خود دارم شمارا
 بدیم۔ فرمودند باک سے بد نام چیست، گفت، رسانا
 یعنی کیمیائی۔ انجین نیست کہ پیش تو این دم چیز
 بطلبم و مسوزم و راست کنم۔ چیز سے موجود
 بر زنبیل من است۔ اشارت شود بکشم و
 پیش شما دارم۔ و پیش حضرت بندگی مخدوم
 رضی اللہ عنہ از ہر جنس خوردہ افتادہ بودیم
 تنگہ و دہ گمانی و تنگہ لفرہ و غیرہ آن فرمودند
 کیمیائے من ہمیں است۔ مراد کہ حاجت نیست
 گفت می دادم، شمارا چہ کار آید۔ اما فقیری
 یا یونی الیہا جتیاں را بدی۔ اور اکار آید۔
 حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند آن
 کہ خدا بد بند ہم و یا ہر جا کہ خوش آید بغیر اذن
 او بدیم، گفت، آن را کہ خدا بد بندہ۔ فرمودند
 ایشاں بندگان خدا اند۔ از من بر ایشاں رحم است
 می تواند کہ بغیر من ایشاں را رساند۔ وہم ایشاں
 کفایت کند۔ من در میاں چہ فتولی کنم، گفت
 ہیلہ علم چرا بد است۔ فرمودند، نیکو می گوئی میاں
 ما نیست کہ ہر کہ از میں یہاں فقیر و تہی دست رو

باہر چلے گئے ہیں انھیں بھی بلا لاؤ۔ وہ باقی لوگوں
 کو بھی ان کے گھروں سے بلا لائے۔ آپ نے ان
 سب سے بات کی، پھر ان سے معذرت چاہی
 خلوت ہو گئی۔ جوگی نے کہا میں صرف آپ کے
 لیے اتنی دور سے آیا ہوں۔ آپ سے ایک بات
 کہنا چاہتا ہوں۔ فرمایا جو کچھ کہنا چاہتے ہو کہو۔
 کہا ہم کو ہمارے گرو نے ایک چیز دی تھی اور کہا
 تھا کہ یہ چیز کسی مرد ہی کو دینا۔ میں نے گرو سے
 پوچھا کہ مرد کس کو کہتے ہیں۔ کہا مرد وہ ہے جو
 اس چیز سے لذت گیر نہ ہو۔ میں نے بہت ہنسنے
 آپ کے سوا کسی کو مرد نہ پایا۔ اب آپ کی خدمت
 میں حاضر ہوا ہوں تاکہ اپنے گرو کے حکم کی تعمیل
 کروں اور جو کچھ اپنے پاس رکھتا ہوں آپ کو دے
 دوں۔ آپ نے فرمایا آخر مجھے معلوم بھی تو ہو کہ
 وہ کیا چیز ہے۔ کہا رسا میں یعنی کیمیا۔ یہ ایسی چیز
 نہیں کہ آپ کے سامنے اسی وقت کوئی چیز طلب
 کروں، اسے جلاؤں اور وہ چیز تیار کروں۔ وہ چیز
 میری زنبیل میں موجود ہے۔ حکم ہو تو اسے نکالوں
 اور آپ کی خدمت میں پیش کر دوں۔ حضرت
 بندگی مخدوم کے آگے ہر قسم کی ریزگاری پڑی ہوئی
 تھی، نیم تنگہ، دہ گمانی، اور چاندی کے تنگے فرمایا
 کہ میری کیمیا یہی ہے مجھے کسی اور چیز کی حاجت
 نہیں۔ کہا، میں جانتا ہوں یہ چیز آپ کے کیا کام
 آئے گی۔ لیکن کسی فقیر اور حاجتمند کو دیجئے۔
 ان کے کام آئے گی۔ فرمایا خدا جن کو دینا چاہے ان کو

دوں یا اس کی مرضی کے بغیر دوں۔ جوگی نے کہا خدا جن کو دینا چاہے ان کو دیکھئے۔ فرمایا، یہ لوگ خدا کے بندے ہیں۔ خدا ان پر مجھ سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ میرے بغیر بھی ان کو دیتا ہے اور ان کی مشکلوں کو آسان کرتا ہے۔ میں درمیان میں یہ فضول کام کیوں کروں۔ کہا، علم کے تحفے میں کیا برائی ہے، فرمایا، تم ٹھیک ٹھیک کہتے ہو لیکن ہمارے یہاں یہ ہے کہ جو کوئی بھی اس دنیا سے فقیر اور خالی ہاتھ جائے گا، کل قیامت کے روز اللہ کے پاس اس کی نشان اور مرتبہ اور منزلت بہت بڑی ہوگی جس کے پاس یہ علم ہوگا اس کا ہاتھ ہرگز خالی نہ ہوگا۔ وہ مال مال ہے گا اور فقیر نہ ہوگا۔ اس کا دل تاریک ہو جائے گا۔ اس کا باطن میلا اور مگر ہوگا۔ اور کسی وقت وہ اس کے کام نہ آئے گا۔ پھر تباہ، ایسی دولت سے اپنے آپ کو محروم کروں اور اس سے کچھ حاصل نہ کروں، اس سے کیا فائدہ ہے۔

ایک اور آدمی اس جوگی کے ساتھ تھا۔ اس نے کہا میں نہ کہتا تھا کہ یہ مر رہے۔ کوئی چیز قبول نہ کرے گا۔ اس کے بعد جوگی نے کہا کہ شہر میں قتل عارت گری کا ہنگامہ سپاہیوں نے ڈالنا ہے اور بڑی عیبت آنے والی ہے آپ کو ایک چیز بتاتا ہوں آپ سمجھ لیجئے۔ اس آپ کے دشمن آپ تک نہ پہنچ سکیں گے اور آپ کو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ حضرت بندگی مخدوم نے فرمایا کہ یہ چیز آئے ہوئی بلا کوٹالے گی نہ آئی ہوئی کہ

اور اور فردائے قیامت عند اللہ ہے و جلتے و منزلتے عظیم باشد۔ و آن را کہ این علم باشد ہرگز دست او خالی نہ بود۔ دل او مال بجاں باشد۔ و او فقیر نشود۔ دل او تاریک گردد۔ و درونہ مغشوش و مگر باشد کہ ہیج وقتی بکار نیاید۔ خود را از آن چنان بخت محروم کنم و ہیج ازیں بر خورم، فایدہ چیست؟ یکے دیگر با او بود گفت، منی گفتم کہ این مرد است۔ ہیج قبول نخواہد کرد۔ باز گفت، چیزی دیگر دارم آن بستاں۔ فرمودند، آن چیست؟ گفت، در شہر قتال خواہد شد و بلا ہا، عظیم خواہد فتاد۔ ترا چیزے بگویم تو بد آن رہ تمانی دشمن ترا نیاید کہ بتونکتے رساند۔ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند، آمدہ را دفع کن دیانہ آمدہ را، گفت، نہ آمدہ را۔ فرمودند، آمدہ نہ آمدہ است، برای این خیر چہ بلا بر خود گیرم، مرا چہ نفع کند؟ آن روز کہ اجل رسد بسہر درویشم درد میرم۔ پس فایدہ من از میں چیست؟ گفت، من آمدہ شرمندہ می شویم از من چیزے بستاں۔ و گفت، سرمہ دارم آن را در چشم کشی۔ در نظر غایب شوی ترا معتقد آن بسیار اند۔ اگر آن سرمہ در چشم کشی میان ایشان در آئی، ایشان ترانہ بینند و توجہ حکایت ایشان بشنوی۔ یہ ایشاں بگوئی، سخت معتقد شوند۔ ہاں تو بیشتر نشود۔ رہ سلوک سلوک گردد فرمودند

نیکی گوئی ما میں جنس کسے را بہاند و نامیم۔ اما
 میاں باقا نونست کہ اگر خواہم بر حکایت کسے
 اطلاع یاہم بدل خویش باز آیم۔ ہر چہ دل باگوید
 ہماں بکنیم۔ وہماں باشد کہ دل گفتہ باشد گفت
 پہلہ این قبول کن۔ وگرنہ من خجل شدہ بازی
 روم۔ بر شما جواری و عورتاں اند۔ اگر چیزے برآ
 اساک بستانی ایشاں را خطے باشد۔ فرمودند
 آنکہ چندین سال تن خویش را کسب کرد او
 را صاف کرد، تزکیہ زاد، این قدر دست گردا
 بر اندام خود نہ شد کہ اچہ خواہد بدارد و اچہ نخواہد
 بگذارد، دریں سخن ماند۔ دوم بار بار او آغاز
 کرد نمی گفتم، دست، از ماہیج قبول نہی کند۔ و
 نخواہد کرد۔ ز گفت شمشب تہامی باشید۔
 و کھت خود دروں می برید۔ این قدر باشد کہ کھت
 خود بسیار خود فرار شود۔ و خود دروں رود فرمودند
 درویش و منقطع، و اہل دل را باہجوم زیان کار
 است یا سود مند، گفت زیان کار۔ فرمودند
 دیدی ہجوم ہا کہ برد راست، گفت دیدم بسیار
 خلق پیش در نشستہ اند۔ فرمودند، ایشاں این نہ
 دیدہ اند کہ کھت خود می آید و خود می رود۔ با این ہم
 این ہجوم است۔ اگر بدانند بدارا معنی را، نفس
 زدن و شوار شود۔ آنکہ چرا آن کم کہ اچہ زیان کار
 من باشد زیادہ شود۔ او شکستہ دل شد۔
 آغاز کرد کہ شتو، از دور آمدہ ام۔ خجل شدہ
 مجرورم۔ از آن ماہیج قبول نہ کردی فرمودند

کہا نہ آئی ہوئی کوٹلے گی۔ فرمایا جو بلانہ آئی ہو
 اس کے لیے یہ بلا کیوں مول یوں۔ اس سے
 مجھے کیا فائدہ ہوگا۔ جس دن موت آئے گی۔
 سر کے درد یا پیٹ کے درد سے مر جاؤں گا۔ پھر
 اس سے میرا کیا فائدہ ہوگا۔

جوگی نے کہا میں آیا ہوں، آپ میری
 کوئی چیز قبول نہیں کرتے۔ شرمندہ ہوتا ہوں
 مجھ سے کچھ تو لیجئے۔ پھر کہا، میرے پاس ایک
 سرمہ ہے۔ اگر آپ اسے آنکھوں میں لگائیں تو
 لوگوں کی نظر سے غائب ہو جائیں گے۔ آپ کے
 معتقد بہت ہیں۔ اگر آپ آنکھوں میں یہ سرمہ لگا
 ان کے درمیان آئیں تو یہ لوگ تو آپ کو نہ دیکھ سکیں
 لیکن آپ ان کی ساری باتیں سن سکیں گے۔
 اگر آپ یہی باتیں بعد میں ان سے کہیں تو آپ کے
 بہت زیادہ معتقد ہو جائیں گے۔ آپ کا کاروبار
 اور بڑھے گا۔ سلوک کا راستہ طے ہوگا۔ حضرت
 مخدوم نے فرمایا تم ٹھیک کہتے ہو۔ ہم ایسے شخص
 کو بھانڈ کہتے ہیں۔ ہمارے درمیان قانون ہے
 کہ اگر ہم چاہیں تو کسی کی باتیں معلوم کر لیں۔
 دل کی طرف رجوع کریں اور جو کچھ ہمارا دل ہے
 وہی کریں۔ وہی ہوتا ہے جو دل کہتا ہے۔ پھر
 جوگی نے کہا یہ تحفہ قبول کیجئے، ورنہ میں تو شرمندہ
 ہی جاتا ہوں۔ آپ کی لونڈیاں اور عورتیں تو
 ہوں گی۔ اگر اساک کے لیے کوئی چیز لیجئے تو
 ان سے بڑی لذت ملے گی۔ حضرت مخدوم نے

فرمایا کہ جس نے اپنے جسم کو اتنے دنوں تک کسب
کرایا، اس کو صاف کیا اور اس کا تزکیہ کیا،
کیا اس کو اپنے جسم پر اتنی قدرت حاصل نہ
ہوگی کہ جس چیز کو وہ چاہے رکھے اور جس کو
نہ چاہے چھوڑ دے؟

حضرت مخدوم کی یہ بات سن کر وہ خاموش
ہو گیا۔ اس کے دوست نے دوبارہ کہا کہ میں
نہ کہتا تھا کہ یہ مرد ہے، ہم سے کوئی چیز قبول کرتا
ہے اور نہ کرے گا۔ اس کے بعد جوگی نے کہا
آپ رات کو اکیلے رہتے ہیں۔ اپنی کھاٹ آپ
خود اندر لے جاتے ہیں۔ ایسا ہونا چاہیے کہ کھاٹ
اپنے آپ آئے اپنے آپ ہی اٹھے اور اپنے
آپ ہی اٹھے اور اپنے آپ ہی اندر جائے۔
حضرت مخدوم نے فرمایا، درویش، خلوت کریں
اور اہل دل کے لیے لوگوں کا ہجوم نقصان دہ ہے۔
یا فائدہ مند؟ جوگی نے کہا، نقصان دہ ہے۔
حضرت مخدوم نے فرمایا کہ تم نے اس ہجوم کو
دیکھا جو ہمارے دروازے پر ہے۔ جوگی نے کہا، ہاں
دیکھا ہے۔ ایک مخلوق آپ کے در پر بیٹھی ہے فرمایا کہ ان
لوگوں نے یہیں دیکھا ہے کہ کھاٹ آپ خود آتی ہے اور آپ
خود جاتی ہے۔ اس کے باوجود اتنا ہجوم ہے۔
اگر یہ بات بھی انھیں معلوم ہو جائے تو میرا غصہ
لینا تک دشوار ہو جائے۔ پھر وہ کام کیوں
کروں جس کے کرنے میں میرا نقصان اور
زیادہ ہو۔

چرا خجل شوی؟ ہرچہ گفتی، ہمہ نیکو گفتی۔ اما آنچه
مرا کار نیاید برائے آن دست فراز نہ کنم، دانی
چہ کار آید۔ بردست او چیزے خردہ دادند۔
گفت، مارا بدیں چیز احتیاج نیست۔ فرمودند،
می داتم۔ اما از آن ماست۔ بستان بستد و
آن را در گره بست۔ بعد از آن یک انار بست
او دادند بہ تبرک بستد و گفت، این را من تمام
خواہم خورد۔ بر سر و چشم داشت۔ و آن را در بغلی
مخلم گرفت۔ پیشانی بر آستان در نہاد۔ و آن
گچی شکستہ بود۔ پیشانی سو دو بہ بہا ہلے گریست
و وداع کرد۔ قدرے دور رفت، و باز گشت۔
و گفت، من خجل شدہ می روم۔ از آن ما قبول
نکردی۔ از دور آمدہ بودم۔ مخصوص بر تو آمدہ
بودم۔ فرمودند، سلامت برو۔ آنچه مرا بر آن احتیاج
نباشد بر خود نگیرم۔ رفت، باز آمد۔ گفت، کیا کار
ہم بر تو خواہم آمد۔ گفتند، بیای۔ باز قدرے
زمین رفت۔ باز آمد۔ گفت، نام من یاد دار؟
گفتند، نام تو چیست؟ گفت، بار کنہانی۔
اگر از کسے این نام من بشنوی، بد آن آن
منم۔ از آن وقت باز نیامدہ۔
میان جوگیاں بار کنہانی ہست۔ نیک
اور اعتقاد کنند۔ و میان ایشان معظمت
در زمین لکھنوتی باشد، بادشاہ لکھنوتی روز
اورا گرفت۔ گردن زد۔ ناگاہ دیدند جب ہمانو
سپید پوشیدہ، در بازار می گردد۔ باز گرفتند، و بردند۔

اس بار درمیاں چاہ انداخت۔ برسنگ کرد۔
 باز زمین ہموار کرد۔ باز دیدند با چند جوگی گذر
 کنان در بازار می رود۔ باز گرفتند سنگ نرگے
 در گھوٹی او بستند۔ در لب آب لکھنوی غرق کرد۔
 باز دیدند پیش در بادشاہ توضیح مراقبہ نشند
 بر سر و سرین بدو پانشتہ است۔ باز بردند۔
 اس بار جاہداد۔ اور اعظم و معذرت فرمود۔
 نیک عمر دراز داشت۔ اما بر عاشق شہباز آمد
 خود جوان موازنہ سی سال بود۔

و بار دیگر جوگی ہم درخانہ دہلی کہنہ تریک
 دروازہ بدو ن آمدہ بود۔ ویکے جوان سبز رنگ۔
 سر و پا برہنہ۔ اندراں رنگے پیش شاہباز آمد
 نشست۔ بسیار جہد کرد کہ چیزے ازیں بتان۔
 یعنی از کیمیا و سیمیا۔ حضرت بندگی مخدوم فرمود
 مرا کار نیاید۔ ہرگز نتانم۔ و اگر گفتار او باز کرد
 دائم ہماچہ نوشتہ ام از آن آں جوگی، مکر شوڈ
 او نیز ہر بارے در صحن خانہ می گشت۔ و می گفت
 مارا چرا، از خود می رانی، و جہانے سرگرداں است
 حضرت بندگی مخدوم فرمودند در آن جزائے خیر
 مرا بکار نیاید۔ برائے چہ ستانم۔ او ہم گریست
 سر بر آستان نہاد۔ پیشانی سود۔ باز گشت۔

یہ سن کر جوگی دل شکستہ ہوا۔ کہنے لگا کہ سنئے،
 میں دور سے آیا تھا۔ اب شرمندہ جا رہا ہوں
 کیوں کہ آپ نے ہماری کوئی چیز قبول نہ کی۔
 حضرت مخدوم نے فرمایا کہ تم شرمندہ کیوں ہوتے ہو،
 جو کچھ تم نے کہا، ٹھیک کہا۔ لیکن جو چیز میرے
 کام کی نہ تھی اسے لے کر میں کیا کرتا۔ اور تم
 بھی جانتے ہو کہ وہ چیز میرے کس کام کی تھی
 اس کے بعد حضرت مخدوم نے اس
 جوگی کے ہاتھ میں کچھ دانگ رکھے۔ جوگی نے
 کہا: "مجھے اس چیز کی ضرورت نہیں۔ فرمایا
 کہ میں یہ بات جانتا ہوں لیکن یہ ہماری طرف سے ہے
 اسے لے لو۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اور آب کے دیئے ہوئے
 دانگ اپنی گہرہ میں باندھ لیے۔ اس کے بعد حضرت
 مخدوم نے ایک انار اس کے ہاتھ میں دیا۔ اس
 نے کھڑے ہو کر یہ انار تبرک کے طور پر لے لیا اور کہا کہ
 اسے میں پورا کھاؤں گا۔ پھر اسے اپنے سر پر رکھا، اٹھو
 سے لگایا اور اپنی بغل میں اچھی طرح رکھ لیا۔ پھر اس نے
 آپ کے آستانے پر پیشانی رکھی۔ آستانے کی
 گچ اٹھ گئی تھی۔ اس پر اپنی پیشانی رگڑی اور
 ہا ہا کہہ کر رونے لگا۔ اور رخصت ہو گیا۔ تھوڑی
 دور ہی گیا تھا کہ لوٹ کر آگیا اور کھڑے ہو کر عرض
 کیا کہ میں شرمندہ جا رہا ہوں کہ آپ نے ہماری
 کوئی چیز قبول نہیں کی۔ میں دور سے آیا تھا اور
 صرف آپ کے لیے آیا تھا۔ حضرت مخدوم نے فرمایا،
 سلامتی کے ساتھ جاؤ۔ مجھے جس چیز کی ضرورت

نہ تھی وہ میں نے نہیں لی۔ یہ سن کر وہ چلا گیا۔
 لیکن پھر لوٹ کر آگیا اور کہنے لگا ایک بار پھر
 آپ کے پاس آنے کو جی چاہا۔ حضرت مخدوم نے فرمایا،
 آؤ، آؤ، پھر کچھ دور گیا اور واپس آگیا۔ کہنے لگا،
 آپ کو میرا نام معلوم ہے، فرمایا، تیرا نام کیا ہے۔
 کہا، میرا نام بارکنڈالی ہے۔ اگر آپ کسی سے یہ
 نام سنیں تو سمجھیں یہ میں ہی ہوں۔ اس کے
 بعد وہ لوٹ کر نہ آیا۔ حضرت مخدوم نے فرمایا
 جو گویوں میں بارکنڈالی نام کا ایک شخص ہے۔ اس
 پر لوگوں کا بڑا اعتقاد ہے۔ اور وہ جو گویوں میں
 بہت بڑا مانا جاتا ہے۔ لکھنوتی کی بات ہے کہ ایک
 روز لکھنوتی کے بادشاہ نے اسے پکڑ لیا۔ اور اس
 کی گردن اڑادی۔ یکایک لوگوں نے دیکھا کہ وہ
 سفید کپڑے پہنے بازار میں گھوم رہا ہے۔ بادشاہ کے
 لوگوں نے اسے پھر پکڑ لیا اور اسے پکڑ کر بادشاہ کے
 پاس لے گئے۔ اب کی بار اسے ایک کنویں میں ڈالا گیا۔
 اور اسے پتھروں سے بھر دیا گیا۔ پھر لوگوں نے دیکھا
 کہ وہ چند جو گویوں کے ساتھ بھیک مانگتا ہوا بازار
 میں پھر رہا ہے۔ اسے پھر پکڑ لیا۔ ایک بڑا پتھر اس
 کے گلے میں ڈال کر دریائے لکھنوتی کے کنارے
 اسے پانی میں غرق کر دیا گیا۔ پھر لوگوں نے دیکھا
 کہ وہ بادشاہ کے دروازے پر مرثیہ کی حالت
 میں اپنی دونوں رانوں پر پیر رکھے بیٹھا ہے۔ اسے پکڑ کر
 پھر بادشاہ کے پاس لے گئے۔ اب کی بار اس نے
 جوگی کو خلعت دیا، اس کی بڑی تعظیم کی اور معذرت

چاہی۔ اس نے بڑی لمبی عمر پائی۔ لیکن جب وہ حضرت عاشق شہباز سے ملنے آیا تھا تو تیس سال کا نوجوان تھا۔

ایک اور دفعہ پُرانی دہلی کے اسی مکان میں جو بدایون دروازے کے قریب تھا ایک جوگی آیا تھا۔ سبزہ رنگ جو ان رنگے سر اور رنگے پاؤں کا رنگ میں حضرت شہباز کے آگے آکر بیٹھ گیا۔ اور کہنے لگا کہ آپ کے مرید عبدالغفار کے پاس ایک ہی چیز یعنی کیمیا ہے۔ دوسری چیز یعنی پیمیا ان کے پاس نہیں ہے۔ اس نے بھی بہت کوشش کی۔ حضرت بندگی مخدوم نے فرمایا کہ یہ چیزیں میرے کام نہیں آتیں۔ میں انھیں ہرگز نہ لوں گا۔ اس واقعہ کو بیان فرماتے ہوئے حضرت بندگی مخدوم فرماتے ہیں کہ اس جوگی نے جو کچھ کہا اس کو اگر دُہراؤں تو جو کچھ پھیلے جوگی کے تعلق سے میں نے کہا اسی کی تکرار ہوگی۔ وہ بھی پہلے مکان کے صحن میں گھومنے لگا۔ اور کہتا جاتا تھا کہ آپ ہمیں اپنے سے دور کیوں کرتے ہیں۔ حالانکہ ایک دنیا ہمارے پیچھے پھرتی ہے۔ حضرت مخدوم نے فرمایا کہ خدا کے فضل سے جو چیز میرے کام نہیں آتی، اسے میں کیوں لوں۔ وہ بھی بہت رویا اپنا سر آستانے پر رکھا، پیشانی رگڑی اور چلا گیا۔ (۶) نقل ہے (جوا) کہ حضرت بندگی مخدوم کے مرید مولانا نصیر الدین قاسم دانشمند نے حضرت بندگی مخدوم سے عرض کیا کہ انھیں سو سے بہتے ہیں۔

(۶) نقل است (جوا) کہ مولانا نصیر الدین قاسم دانشمند مرید حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ پیش حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ از و سوسہ نالید۔

آپ نے انھیں ایک عمل بتایا۔ کچھ دنوں کے بعد ان سے پوچھا کہ آج وسواس کا کیا حال ہے۔ عرض کیا کہ جس طرح اس سے حضوری کا وہم بھی میرے خیال میں نہ آتا تھا آج وسوسہ کا خیال میرے دل میں نہیں آتا۔ بہت ڈھونڈتا ہوں وسوسہ کہیں ملے، اس کا نام و نشان نہیں پاتا۔

(۷) نقل ہے (جو) کہ حضرت شیخ یعنی حضرت شیخ نصیر الدین کو نخل حق کی وجہ سے انھیں طبل و علم عطا ہوا تھا۔ اور یہ خدا کے اولیا میں بہت بڑا مرتبہ ہے۔ حضرت شیخ کے بعد وہ ولایت چار شخصوں کو ملی۔ ایک صوفی تھا یعنی حضرت بندگی مخدوم۔ دوسرا تاجوت بنانے والا۔ تیسرا کھبار۔ چوتھا شخص جس کو یہ دولت ملی ایک عورت تھی۔ ان میں سے جو کوئی انتقال کر گیا۔ اس کی ولایت بھی حضرت بندگی مخدوم کو عطا ہوتی گئی۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک ان آقا کے پیرو اور غولیں رہے گی۔

(۸) نقل ہے (مخ) کہ حضرت مخدوم دوسری بار حضرت شیخ فرید الدین کے مزار کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے۔ شیخ زادہ منور نے آپ کو شیخ علاء الدین کے مکان کے احاطے میں اتارا۔ اس احاطے میں سات سو پریاں رہتی تھی۔ کوئی بھی اس میں نہ رہ سکتا تھا۔ کیونکہ یہ پریاں اسے نکال دیتی تھیں۔ حضرت بندگی مخدوم کو اسی جگہ اتارا گیا۔ جب رات آئی تو حضرت بندگی مخدوم

اور تعلیم کر دئے عملے۔ بعد قلیل مدت پر سید نہ کہ امروز حال وسواس چیت بہ گفت، پیش ازین وہم حضور در خیال من نمی گزشتے۔ امروز خیال وسوسہ در خاطر نمی آید۔ ہر چند کہ می جویم کہ وسوسہ جائے باشد، نام و نشان اونہی یابم۔

(۷) نقل است (جو) آں کہ حضرت شیخ یعنی شیخ نصیر الدین را از سبب تحمل حق طبل و علم عطا شدہ بود۔ و این مرتبہ اعظیم ہست میان اولیاء خدا۔ بعد حضرت شیخ آں ولایت بہ چہار کس قسمت شد۔ یکے صوفی بود۔ یعنی حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ۔ دوم صندوق تراش بود۔ سیوم کھالے بود۔ چہارم عورتے بود۔ ہر کہ از میان ایشان می مرد، آں ولایت بحضرت مخدوم بندگی رضی اللہ عنہ و ارضا و بازمی آمد۔ و بایشان تا قیامت مسلم و مفوض خواهد بود۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۸) نقل است (مخ) کہ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ دوم بار بہ زیارت خدمت شیخ فرید الدین رفتند۔ شیخ زادہ منور در جوف خانہ شیخ علاء الدین فرود آوردند۔ در آں جوف خانہ ہفت صد پریاں ساکن بودند۔ ہیچ کس در آں جا ماند نمی توانست کہ می زدند و بیرون می کردند۔ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ را ہاں جا فرود آوردند۔ چون شب آمد، بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ سر در مراقبہ

۱۸
 کردہ نشست مند۔ ایشیاں دور شدہ مزاحمت
 دادن گرفتند۔ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ
 سربر آوردند۔ در غضب آمدند۔ وفرمودند، می باشد
 یا از این جا بیرون کنم، ایشیاں ماندند، پیچ مزاحمت
 دشواریش ندادند۔

(۹) نقل است (ع) بعد از زمانے زیارت
 خدمت شیخ فرید الدین رفتند۔ ناگاہ خادم روضہ آمد۔
 دید ہر عضوے از عضوے دیگر جدا ماندہ۔ قبر خدمت
 شیخ فرید الدین بخون آلودہ۔ دو اں بر شیخ زاوہ
 منور آمد۔ و گفت، کہ سید محمد را کسے کشت۔
 شیخ زاوہ فی الحال دوید۔ چہ بیند کہ حضرت بندگی مخدوم
 نشسته اند۔ پیچ نہ گفت۔ متحرث شدہ باز گشت۔
 چوں بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ برائے ودل رفتند،
 شیخ زاوہ پرسید۔ آن شب چہ بود؟ حضرت
 بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند، اے شیخ زاوہ
 می گویم، بشنوید۔ در شان عقلی رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم آمد و ما قتلوہ و ما صلبوہ و لکن شبہ
 لہم۔ و این را تجلی می گویند۔ و این حکایت در
 اجود صحن ہنوز مشہور است۔

مراقبہ کر کے بیٹھ گئے۔ پریوں نے آپ کے گرد حلقہ بنا کر
 آپ کے مراقبہ میں خلل ڈالنا چاہا۔ حضرت بندگی مخدوم
 نے مراقبہ سے سر اٹھایا اور غصے کے ساتھ فرمایا کہ
 تم خاموش رہو گی یا اس جگہ سے میں تمہیں باہر
 نکال دوں۔ پریاں خاموش ہو گئیں اور پھر مزاحمت
 کی اور نہ کوئی تکلیف دی۔

(۹) نقل ہے (ع) کہ کچھ مدت کے بعد
 حضرت بندگی مخدوم شیخ فرید الدین کے مزار کی
 زیارت کے لیے تشریف لے گئے۔ یکایک روضہ کا
 خادم آگیا۔ اس نے دیکھا کہ آپ کا ہر عضو دوسرے
 عضو سے جدا پڑا ہے۔ اور حضرت شیخ فرید الدین
 کی قبر خون آلود ہو گئی ہے۔ وہ دوڑا دوڑا
 شیخ زاوہ منور کی خدمت میں پہنچا اور کہا کہ
 کسی نے سید محمد کو مار ڈالا ہے۔ شیخ زاوہ
 اسی وقت دوڑے ہوئے آئے۔ دیکھا کہ حضرت
 بندگی مخدوم بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر وہ
 حیران رہ گئے۔ کچھ نہ کہا اور لوٹ گئے۔ جب حضرت
 بندگی مخدوم ان سے رخصت ہونے کے لیے
 ان کے پاس گئے تو شیخ زاوہ نے پوچھا کہ
 اس رات کیا ہوا تھا؟ حضرت بندگی مخدوم
 نے فرمایا کہ اے شیخ زاوہ، ایک بات کہتا
 ہوں، سنئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 شان عقلی کے بارے میں آیا ہے کہ "ذہنوں
 نے آپ کو قتل کیا نہ آپ کو صلیب دی، لیکن وہ شبہ
 میں ڈال دیے گئے۔" اسی کو تجلی کہتے ہیں۔

(۱۰) نقل ہے (ع) کہ حضرت بندگی مخدوم نے عالم ظاہر سے عالم باطن کی طرف جانے سے پہلے مقبول آنحضرت شاہ ید اللہ کو طلب کیا اور ان سے فرمایا کہ ایسا نہیں کہ ہمیں حقیقت کی کچھ خبر نہیں۔ اگر ہمیں حقیقت کی کچھ خبر نہ ہوتی تو ہم نے اتنی عمر ضائع کی۔ ہر ایک کو اپنی اپنی استعداد کے مطابق خبر ہوتی ہے۔ جیسے کسی نے چہرہ دیکھا، کسی نے ہاتھ، اور کسی نے پیر۔ مختصر یہ کہ ہر ایک نے حقیقت کو اتنا ہی دیکھا جتنا دیکھنے کا وہ اہل تھا پھر فرمایا کہ خالق، مخلوق، اعیان اور اشیا کیا ہیں ایک عمر ہو گئی کہ خالق کی کچھ بھی خبر نہیں ملتی۔ اشیا اور مخلوق کا کیا دخل ہے۔ باہر پڑے ہوئے نے کہا ہے

تیری غیرت نے دنیا میں کسی کو غیرت چھوڑا

ناچار تو ہی تمام چیزوں کی اصل بن گیا

(۱۱) نقل ہے (ع) کہ حضرت بندگی مخدوم نے

اپنی وفات کے سترہ سال کے بعد بھی مقبول حضرت شاہ ید اللہ کو اپنے حال کی خبر نہ دی کہ خدا کے ساتھ کیا معاملہ رہا۔ مقبول حضرت شاہ ید اللہ نے بھی یہ بات نہ پوچھی۔ سترہ سال کے بعد آپ نے خبر دی کہ فرشتے آئے۔ اور پوچھا کہ ہم حضور باری میں جاتے ہیں، کیا عرض کریں۔ حضرت بندگی مخدوم نے فرمایا کہ جو علم میں نے تیرے بارے میں بیان کیا ہے، وہی کافی ہے۔ انھوں نے آپ کے پیروں کو بوسہ دیا، اور لوٹ گئے۔

(۱۰) نقل است (ع) کہ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ پیش از آن کہ از عالم ظاہر سوئے باطن باز خواہند گشت مقبول آن حضرت شاہ ید اللہ را طلبیدہ فرمودند این چنین نیست کہ مارا از حقیقت خبرے نیست و اگر نباشد چندین عمر ضائع کردہ باشم۔ ہر کسے مقدار خویش خبرے دار دیداں ماند کسے روئے دید، کسے دستے دید، کسے پائے دید، فی اجملہ حقیقت اور دیدند بدانچہ توانستند۔ و نیز می فرمودند کہ خالق و مخلوق اعیان و اشیا چہ باشند۔ عمریت کہ خبر خالق ہیچ نمی بینم۔ اشیا و مخلوق را کجا دخل است۔ بیرون افتادہ گفتہ است سے غیرتش غیر در جہاں نگذاشت لاجرم عین جملہ اشیا شد

(۱۱) نقل است (ع) کہ حضرت بندگی مخدوم نے

رضی اللہ عنہ مقبول حضرت شاہ ید اللہ را ہفتادہ سال بعد از وفات از حال خویش علم نہ دادند کہ با خدا چہ معاملہ گذشت۔ مقبول آنحضرت شاہ ید اللہ ہم پرسیدند۔ بعد ہفادم سال خود خبر دادند کہ طایکہ آمدند۔ پرسیدند، ما پیش حضرت عزت می رویم۔ چہ گوئیم۔ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند، بگوئید علیے کہ برائے تو بیان کردہ ام ہاں کافی است۔ ایساں پائے بوسیدند باز گشتند۔

(۱۲) نقل است (مخ) کہ شیخ علاء الدین آندی
رحمۃ اللہ علیہ عاشق عورتے بودند تا دوازده سال
ہر شبے در کویے اور برفتے۔ دروں خانہ شدی۔
اگر محل یافتی والا بہ گرد خانہ تمام شب گردیدے۔
نزدیک صبح بازمی گشتے۔ در خانہ می آمدے۔
تمامت روز شیخ را در اضطراب و ناپاک گذشتے
و ہر وقتے کہ از خانہ بیرون می آمدے و این بیت
می خواندے۔ بیت ہے

دل راز عشق چند ملامت کنم کہ بیچ
این بت پرست کہنہ مسلمان نمی شود
یک شبے معشوقہ اش بچوب زدن گرفت۔
سر شکست۔ خون بیرون آمد۔ درویشے دید۔
گفت، علاء الدین ازیں بنخدا باز گرد۔ گفت
با خدا کے بودہ ام؛ بخدا بازی گردم نشنیدہ
کہ من خدمت کار میر محمدم۔

(۱۳) نقل است (مخ) کہ حسن خضر بارے از
یاران حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ بود۔

از جہت

حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ جاں باخت۔ روز
حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ را زحمت سخت
گرفتہ بود۔ حسن خضر آمد۔ از مادر حضرت بندگی مخدوم
رضی اللہ عنہ پیراہن حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ
طلبیدہ پوشید۔ و گرد سر ہفت کرت گشت۔

(۱۲) نقل ہے (مخ) کہ شیخ علاء الدین

الندی رحمۃ اللہ علیہ ایک عورت بارہ سال
تک عاشق رہے۔ ہر رات اس کے کوچے میں
جاتے۔ اگر موقع ملتا تو اس کے گھر کے اندر جاتے
ورنہ تمام رات اس کے گھر کے اطراف گھومتے
رہتے۔ اور صبح لوٹ کر اپنے گھر آجاتے۔ پھر تمام
دن شیخ پر اضطراب اور بے تابی کی کیفیت طاری
رہتی۔ جب اپنے گھر سے نکلنے تو یہ شعر پڑھتے
اپنے دل کو میں عشق پر کب تک
لامت کروں کہ یہ پرانابت پرست مسلمان نہیں ہوتا۔
ایک رات ان کی محبوبہ نے انھیں لکڑی
سے اتنا پٹیا کہ ان کا سر پھٹ گیا اور سر سے
خون بہنے لگا۔ یہ دیکھ کر ایک درویش نے کہا
کہ علاء الدین خدا کے لیے اس سے باز آؤ۔
کہا، میں ایک با خدا کے ساتھ تھا، بخدا
باز آیا، کیا تم نے نہیں سنا کہ میں سید محمد
کا خدمت کار ہوں۔

(۱۳) نقل ہے (مخ) کہ حضرت بندگی

مخدوم کے مریدوں میں ایک مرید تھے حسن خضر۔
انھوں نے حضرت مخدوم کے لیے اپنی جان سے
دی۔ ایک روز حضرت مخدوم سخت بیمار ہو گئے۔
حسن خضر آئے اور حضرت مخدوم کی والدہ سے
آپ کے کپڑے مانگے اور انھیں پہن لیا۔ پھر سات
مرتبہ آپ کے اطراف گھومے۔ اور کہا ہم جیسے بہترے
پیدا ہوں گے، قطبوں کے قطب سید محمد صیاد کو

دنیا میں پھر کہاں آئے گا۔ اس کے بعد وہ اپنے گھر چلے گئے۔ اور تیسرے دن انتقال کر گئے۔ حضرت بندگی مخدوم کو بہت رنج ہوا۔ فرماتے تھے، ہمارے گروہ میں حسن خضر نے جان دے دی، اس سے زیادہ وہ اور کیا کرتا۔

(۱۴) نقل ہے (م) کہ حضرت بندگی مخدوم

جب ساتویں آسمان پر پہنچے تو جبرئیل سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ جبرئیل نے کہا کہ قالب بدل کر سراسر روح ہو جا۔ چنانچہ حضرت بندگی مخدوم کا یہ شعر بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔ فرماتے ہیں: مجھے روح القدس نے یہ نصیحت کی ہے کہ تو قالب بدل کر سراسر روح ہو جا

(۱۵) نقل ہے (م) کہ جب کبھی بھی حضرت

خواجہ حبیب اللہ، ابوالمرشد، مقبول آنحضرت، شاہید اللہ حضرت بندگی مخدوم کے مزار کی زیارت کر کے لوٹتے تو حضرت بندگی مخدوم آپ کو پہنچانے کے لیے سید مسعود کے چپوترے تک تشریف لاتے تھے۔

(۱۶) نقل ہے (م) کہ حضرت بندگی مخدوم

کا فرمانا تھا۔ میں نے ہر چیز پر ایک ہی نظر ڈالی ہے اور سب کو بس ایک نظر دیکھا ہے، دوسری نظر نہیں ڈالی۔

ایک ہی نظر میں دونوں عالموں کو دیکھا میری چشم پر نم میں دیکھا بس تو ہی ہے

وگفت ہم چو اسیاراں پیدا شوند۔ ولے ہمچوں سید محمد قطب الاقطاب در عالم کے شود۔ در خانہ رفت۔ بعد سیوم روز نقل کرد۔ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ را صحت شد۔ بسیار تعلق کووند۔ ومی فرمود از گروہ ما حسن خضر جاں باخت۔ دیگر چه کند۔

(۱۴) نقل است (م) کہ حضرت بندگی مخدوم

رضی اللہ عنہ چوں بہ ہفتم آسماں رسیدند، جبرئیل ملاقات کرد۔ وگفت، مصرع کہ شود یا قلب قالب جنگلی روح چنانچہ بیت حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ بریں دلالت می کند۔ بیت

مرا روح القدس دادست پندے

کہ شو با قلب قالب جنگلی روح

(۱۵) نقل است (م) ہر وقتے کہ حضرت

خواجہ حبیب اللہ ابوالمرشد مقبول آنحضرت شاہید اللہ از زیارت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ بازمی گردیدند، تا بہ چپوترہ سید مسعود حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ رسانیدن می آمدند۔

(۱۶) نقل است (م) کہ قول حضرت بندگی

مخدوم رضی اللہ عنہ ہر چیزے کہ ہست یک نظر بروک انداختہ ام۔ یعنی ہمہ را یک نظر دیدم۔ دوم نظر نیست۔ بیت

بیک دیدہ ہمیں بنیم دو عالم

کہ آں دیدہ توئی نے چشم پر نم

(۱۷) نقل ہے (ع) کہ ایک روز حضرت بندگی
مخدوم بیٹھے ہوئے تھے۔ مقبول حضرت شاہ
ید اللہ قدس سرہ آپ کے پاس گئے۔ کیا دیکھتے
ہیں کہ آپ کے تمام بال اور دندان مبارک چودہ
سالہ لڑکے کی طرح سیاہ ہو گئے ہیں۔ مقبول حضرت
شاہ ید اللہ نے حضرت بندگی مخدوم سے پوچھا
کہ یہ کیا ہے؟ حضرت بندگی مخدوم نے فرمایا
اسے تجدد امثال کہتے ہیں اور ایسا تجدد امثال
اولیاء سے بہت ہوا ہے۔

(۱۸) نقل ہے (ع) کہ حضرت بندگی مخدوم
نے ایک رات پنالہ کے جنگل میں نماز شروع کی۔
اَيَّاكَ نَعْبُدُ وَايَّاكَ نَسْتَعِينُ (ہم تیری ہی
عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں) کی
تکبیر میں صبح ہو گئی۔

(۱۹) نقل ہے (ع) کہ حضرت بندگی مخدوم
کو تیس سال تک بھوک نہ لگی۔

(۲۰) نقل ہے (ع) کہ حضرت بندگی مخدوم
کو غیب سے آواز آئی سید محمد ہو، سید
محمد ہو۔

(۲۱) نقل ہے (ع) کہ مولانا شہاب الدین
نامی ایک بزرگ تھے۔ ان کو ایک سو من
کتابیں یاد تھیں۔ وہ زبردست علما میں شمار
کئے جاتے تھے۔ انھیں حضرت بندگی مخدوم
سے بڑی محبت اور مودت تھی۔ کہتے تھے کہ اس
کو بڑی دولت ملی جسے تم سامرید ملا۔ حضرت

(۱۷) نقل است (ع) کہ حضرت بندگی مخدوم
رضی اللہ عنہ روزے نشستہ بودند۔ مقبول حضرت
شاہ ید اللہ قدس سرہ رفتند۔ چہ بیند تمام
ریش و دندان مبارک سیاہ گشتہ پھوجوانے
چہارودہ سالہ شدہ نشستہ۔ مقبول حضرت
شاہ ید اللہ پرسیدند حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ
عنه را کہ این چیست؟ حضرت بندگی مخدوم
رضی اللہ عنہ فرمودند این را تجدد امثال می
گویند و امثال این اولیاء را بسیار بود۔

(۱۸) نقل است (ع) کہ حضرت بندگی مخدوم
بھی اللہ عنہ شبے در جنگل پنالہ نماز شروع کردند۔
در تکرار اَيَّاكَ نَعْبُدُ وَايَّاكَ نَسْتَعِينُ صبح
دمید۔

(۱۹) نقل است (ع) کہ حضرت بندگی مخدوم
رضی اللہ عنہ راتمانی سال گرسنگی نہ گرفتہ بودند۔

(۲۰) نقل است (ع) کہ حضرت بندگی مخدوم
رضی اللہ عنہ را از غیب آوازے آمد کہ سید
محمد ہو، سید محمد ہو۔

(۲۱) نقل است (ع) کہ مولانا شہاب الدین
مردے بزرگے بود صد من کاغذ یادداشت
اور ایچے از علما فحول شمارند۔ با حضرت بندگی
مخدوم رضی اللہ عنہ بسیار مودت و محبت تھی
وہم کہتے دولت آں انہیں پر است کہ پھوجوانے
مرید دوست۔ و بحضور حضرت بندگی مخدوم

بندگی مخدومؑ کے سامنے اس وقت سجادہ پر نہ بیٹھتے تھے جب تک کہ حضرت بندگی مخدومؑ لحاف چار توئی پر تشریف فرما نہ ہوتے۔

(۲۲) نقل ہے (مع) کہ ہمارے شیخ ہمارے مخدوم اور ہمارے حبیب حضرت بندگی مخدومؑ فرماتے تھے کہ میں چوبیس سال کی عمر میں حضرت خواجہ فرید الدین کے درجہ کو پہنچ گیا تھا۔ اب کہ میری عمر سو سال کی ہو گئی ہے میرا مرتبہ کون جانا سکتا ہے۔ خواجہ حبیب اللہ، ابوالمرشد مقبول حضرت شاہ ید اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت مخدومؑ کے اس ارشاد کے یہ معنی ہیں میں چوبیس سال کی عمر میں اس مقام پر فائز ہو گیا تھا میں جو کچھ کہتا، خدا وہی کرتا تھا۔

(۲۳) نقل ہے (مع) کہ صاحب فصوص الحکم و فتوحات مکیہ ابن عربی فرماتے ہیں اس وجود کے آگے کوئی وجود نہیں۔ سب کے ارشد، حضرت بندگی مخدومؑ اپنی تصانیف میں لکھتے ہیں کہ اگر ابن عربی میرے زمانے میں ہوتے تو میں انہیں ایسی باتیں کہتے سے باز رکھتا اور ان باتوں سے اوپر لے جاتا۔ انہیں ورا اور ادا نما نظارہ کرتا۔ ان کے ایمان کی تجدید ہوتی اور وہ نئے سرے سے مسلمان ہوتے۔ اگر میری یہ بات حق الحقیقت کے خلاف ہے تو خدا کے دوستوں اور خدا کے عارفوں کا پنجہ میرے دامن پر۔

(۲۴) نقل ہے (مع) کہ حضرت بندگی مخدومؑ

رضی اللہ عنہ بر سر سجادہ جلو س نفرمودے تینا آنکہ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ بر سر لحاف چار توئی جلو س نفرمودند۔

(۲۲) نقل است (مع) کہ شیخنا و مخدومنا و جینا حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ می فرمودند کہ من بست و چار سالہ بودم کہ در مرتبہ خدمت خواجہ فرید الدین رسیدہ بودم۔ این زمان خود صد سالہ شدم کہ شناسد۔ خواجہ حبیب اللہ ابوالمرشد مقبول حضرت شاہ ید اللہ می فرمایند کہ معنی سخن حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ اینست یعنی بست و چار سالہ بودم کہ دریں مقام رسیدم و آنچه می فرمودم خدا نے آں می کرد۔

(۲۳) نقل است (مع) کہ ابن عربی صاحب فصوص و صاحب فتوحات می فرمایند کہ ورے این وجود وجود نیست۔ و حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ و ابوالمرشد فی العموم در مصنفات خود چنین مرقوم فرمودند اگر اء در ایام من بودے اور ازیں شواہد باز آور دے۔ اور ازیں شواہد جلو بودے و از ورا اور ادا نظارہ شدے۔ ایمان بہ تجدید آور دے۔ مسلمان از سر شدے اگر این سخن من خلاف حق الحقیقت است چنگ دوستاں خدائی و عارفاں خدا کے در دامن من۔

(۲۴) نقل است (مع) حضرت بندگی مخدوم

رضی اللہ عنہ فرمودند کہ از بس شعاع نور کہ در عالم
و ذرات در گرفتہ است دیدن نمی توانم چشم خیرہ
می شود۔ جز نور ہیچ نمی بینم۔ در ہر چہ نگہ می کنم نہیں
نور در نورست۔ می گویم وَهُوَ اللَّهُ فِي السَّمَوَاتِ
وَفِي الْأَرْضِ وَاللَّهُ لَوَدَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ۔
وَاز بس غلغلہا دانی انا اللہ کہ از اشیا
و ذرات بر می آید گوشم استماع ندارد۔ و از کثرت
مخاطبات کہ از ہر عضوے ورگے می شنوم نصرت
ندارم۔ فرماں می شود اے محمدؐ، ہر عضوے ورگے
از آن تو دل گشتہ، بیت

لا عضوی الا و فیہ محبۃ
فکان اعضائی خلقتی تلو با

و ہر جزوی از اجزائے تو چشم و گوش شدہ
ہوش دار۔ از آن جا مخاطبات یک یک
بشنو۔ چنانکہ سنائی ازیں رہ نانی ایماے
کردست۔ بیت

اگر پائے ایست سر گرد و گردیدہ بھر گرد
سنائی وار ذاتش ہمہ ذاتش زباں گرد
من ہمہ علم شدہ ام و ہر عضوے از اں من
علمے علیحدہ از رب می گرد و ہیچ خبر دے
از اں من بے علم نیست سے

ہمہ چشم تا چہ بنمایند
ہمہ گوشم تا چہ شنو ایند

خواجہ حبیب اللہ ابوالمرشد مقبول المحضرت
شاہید اللہ محمد محمد احمینی کیسوز راز قدس اللہ

فرماتے تھے عالم اور ذات میں اتنا نور بھر لیا
میں اسے دیکھ نہیں سکتا۔ میری آنکھیں خیرہ
جاتی ہیں۔ نور کے سوا مجھے کچھ نظر نہیں آتا۔ جس
چیز کو دیکھتا ہوں وہ نور در نور نظر آتی ہے۔ اور
میں پکار اٹھتا ہوں، اللہ آسمانوں میں ہے اور
زمین میں ہے اور اللہ آسمانوں اور زمین کا نور
ہے۔ اور ذرات سے ”بے شک میں ہی ہوں“
کا اتنا غلغلہ بلند ہوتا ہے کہ میرے کان سن نہیں
سکتے۔ ہر عضو اور ہر رگ سے مخاطبات اس کثرت
سے ہوتے ہیں کہ مجھے فرصت نہیں ملتی۔ فرماں
ہوتا ہے، اے محمدؐ، تیری ہر رگ اور تیرا ہر عضو
دل ہو گیا ہے۔ شعر (ترجمہ)

میرا کوئی عضو ایسا نہیں ہے جس میں محبت نہ ہو
۔ گویا میرے سارے اعضا دل ہو گئے ہیں
تیرے اجزا کا ہر جزا تکھ اور کان بنا دیا گیا ہے،
سنبل، ہر ہر جز کے مخاطبات کو سن۔ جیسے کہ
سنائی نے اس طرف ایما اور رہنمائی کی ہے۔ شعر
اگر پیر ہے، سر ہو جائے اور دیدہ ہے تو نظر ہو جائے
سنائی کی طرح اس کی ذات تمام ذات بن جائے
میں بیکسر علم ہو گیا ہوں۔ میرا ہر عضو رب کا ایک
الگ علم ہو جاتا ہے اور اس کی محبوبے علم کو کچھ بھی
خبر نہیں۔ شعر

میں ہمہ تن آنکھ ہوں کہ کیا دکھاتے ہیں
اور میں ہمہ تن کان ہوں کہ کیا سناتے ہیں
خواجہ حبیب اللہ ابوالمرشد، مقبول المحضرت،

شاہید اللہ محمد محمد الحسینی گیسو دراز قدس اللہ
سره العزیز فرماتے ہیں، دیکھو یہ کیسے مرد ہیں اور
اپنی ذات میں کیا کیا رکھتے ہیں۔ ہمارے بندگی
مخدوم رضی اللہ عنہ کی ذات بھی عجیب تھی۔ وہ اپنی
ذات مبارک میں کیا کیا رکھتے تھے کہ کوئی اس
کا تصور نہیں کر سکتا اور کسی بشر کی سمجھ میں نہیں
آسکتی۔

(۲۵) نقل ہے (ع) کہ ایک روز منصور
قلندر حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ سے ملنے
آئے۔ انہوں نے حضرت بندگی مخدوم سے
پوچھا کہ آپ صاحب فصوص الحکم محی الدین
ابن عربی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔
فرمایا، اس باہر پڑے ہوئے کا نام میرے
آگے کیوں لیتے ہو۔ منصور قلندر نے کہا آپ
خود ویسے ہیں۔ حضرت مخدوم کچھ فرمانا چاہتے
تھے۔ پھر انھیں کوئی چیز دی۔ منصور لوٹ گئے۔
اور باہر آگئے۔ باہر حضرت میاں لہرہ بیٹھے ہوئے
تھے۔ منصور سے پوچھا، منصور تم ہی کو کہتے
ہیں۔ انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ کھیلے
پیسر لوٹ گئے۔ دم مارنے کی مجال نہ ہوئی۔

(۲۶) نقل ہے (ع) کہ حضرت بندگی مخدوم
کوب العالمین کی بارگاہ سے اس بات کی اجازت
دی گئی تھی کہ آپ جب تک چاہیں دنیا میں رہیں
آخر کار جس رات حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ
نے خدا سے موت مانگی، خواجہ حبیب اللہ ابوالمرشد

سره العزیز محی فرمایند، یہ میں کہ جس
مردانتہ۔ یا خود جیا دارند۔ حضرت بندگی مخدوم
ما رضی اللہ عنہ عجب ذات بود و چہا با خود داشت
کہ در وسع امکان کسے نمی آید و در فہم هیچ بشر
در نیاید۔

(۲۵) نقل است (ع) کہ روزے منصور
قلندر بہ ملاقات حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ
عنہ آمد۔ پرسید کہ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ
در باب محی الدین ابن عربی، صاحب فصوص
چہ فرمایند۔ فرمودند نام آں بیرون افتادہ
پیش من چہ گیری۔ او گفت مخدوم چنین اند
مخدوم تو اند گفتند۔ اورا چیزے دادند منصور
بازگشت۔ بیرون آمد۔ خدمت میاں لہرا
نشستہ بودند۔ منصور را پرسیدند کہ
منصور ترا محی گویند؟ ما ہیج جواب دادان
نتوانست۔ پائے پس بازگشت۔ مجال دم
زدن نشد۔

(۲۶) نقل است (ع) کہ رضا از رب
العالمین حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ را
عطا شدہ بود کہ تا آں زماں کہ در دنیا بمانی بمان
آخر الامر حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ آں
شب کہ موت از خدا لے خواستہ بودند، خواجہ

حبیب اللہ، ابوالمرشد، مقبول اکھنڈ، شاہ
ید اللہ را معلوم شدہ، آمدند۔ استاده شدند
و گفتند، بحق شیخ نصیر الدین محمود، حضرت
بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند، نے، مرد
ہرچہ اختیار کردند، ازاں باز نگرند و تواز کجا
می شنیدی۔ مگر نزدیک دل من حاضر
بودی۔ و بر کس گوئی ہم بر خود داری۔

(۲۷) نقل است (ح) کہ پنج روز پیش از
آن کہ باز خواہند گشت، مقبول اکھنڈ شاہ
ید اللہ را طلبیدہ، کنار گرفتند و گفتند محمد یوسف
احسینی مرد۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَيْہِ رَاجِعُونَ۔
و روح از قالب بدر آمد۔ و مقبول اکھنڈ شاہ
ید اللہ را پس روح خود را استاده کردند و نماز
بر روح خود بر خود ادا کردند با پنج تکبیرات و فرمودند
تا آن کس کہ بر من اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَيْہِ رَاجِعُونَ
نگفتہ است۔ من بگویم۔ و آن چنان کیست کہ بر من
نماز بگذارد۔ خود بر خود بگزارد و فرمودند محمد در
ہوائے ہویت جولانے دار و در سرائے
انیت ماویٰ است۔ ہر دو عالم در قبضہ من است
از آن کہ من در قبضہ اویم۔ از محمد جز تشکل و تشکل
پیش نماندہ۔ ہمہ حق گشتہ۔ ہر طرف کہ بیند، جز
حق نمی بیند۔ ھُو ھُو، اِلَّا ھُو، اِلَّا ھُو پس
ہوش دار۔ از و منتظر باش، وقت آخر است
دریاب۔ و آب زہن بخور۔ چوں روز و شب شد،

مقبول اکھنڈ شاہ ید اللہ کو یہ بات معلوم ہو گئی
وہ حضرت مخدوم کے پاس آئے، کھڑے ہو گئے اور
کہا، آپ کو شیخ نصیر الدین محمود کا واسطہ کہ اپنے
اس ارادے سے باز آئیں۔ حضرت بندگی مخدوم
نے فرمایا کہ مرد جس بات کا ارادہ کر لیتے ہیں اس
سے نہیں پھرتے تم نے کہاں سے یہ بات سُن لی۔
شاید تم میرے دل کے نزدیک موجود تھے۔ یہ بات
کسی سے نہ کہنا، اسے بس اپنی حد تک ہی رکھنا۔

(۲۷) نقل ہے (ح) حضرت مخدوم نے اپنے
انتقال سے پانچ روز پہلے مقبول اکھنڈ شاہ
ید اللہ کو طلب کیا۔ انھیں پٹالیا اور فرمایا محمد
یوسف احسینی مر گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَيْہِ رَاجِعُونَ
حضرت مخدوم کی روح قالب سے نکل گئی حضرت
مخدوم نے شاہ ید اللہ کو اپنی روح کے پیچھے کھڑا
کیا۔ اور پانچ تکبیروں کے ساتھ اپنے آپ پر نماز
(نماز جنازہ) پڑھی۔ پھر فرمایا، کسی نے مجھ پر اِنَّا
لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَيْہِ رَاجِعُونَ نہیں پڑھا، میں پڑھتا
ہوں۔ دنیا میں ایسا کون ہے جو میری نماز جنازہ
ادا کرے۔ میں خود ادا کرتا ہوں۔ پھر فرمایا، محمد
ہویت کی فضا میں گھوم رہا ہے۔ اور انیت ماویٰ
کی سرائے میں ہے۔ دونوں عالم میرے قبضے میں ہیں
کیونکہ میں اس کے قبضہ میں ہوں۔ تشکل اور تشکل
کے سوا محمد کے پاس کچھ باقی نہیں رہا ہے۔ ہر امر
حق ہو گیا ہے۔ جس طرف دیکھتا ہے حق کے سوا کچھ
نہیں دیکھتا۔ ھُو ھُو، لا ھُو الا ھُو۔ اس لیے ہوشیار رہو۔

اول وقت مستان غلطیہ - ہر دوست
 برسینہ نہادہ چشمہ کشادہ دادہ بودند -
 بر صورت انتظار - و چون دم بالا آمدے، ذکر
 گویاں بالا آمدے و چون فرورفتے ذکر گویاں
 فرورفتے - و آواز ذکر بروں می شنیدند - ہم
 دریں میان صورتے کہ لائق آن مقام است
 و مناسب آن ذات است، متجلی شد خندید -
 او آمد - لب بر لب نہاد و گیرند دندان مبارک
 خائیدند - آب از چشم رواں شد - و آبی از
 دهن بیرون افتاد - جان عزیز بدو سپردند -
 آن آب کہ از دهن مبارک افتادہ بود خواجہ
 حبیب اللہ، ابوالمرشد، مقبول حضرت
 شاہ ید اللہ بحکم نسرمان خوردند چشمہ فی الحال
 بستہ شد - و دهن ہم چنان کشادہ بود - بیت
 محمد را فرو آری چو در گور
 نیہے روح وز ہے راحت ہرائے
 مقبول حضرت شاہ ید اللہ می فرمایند عجب
 صورتے بود کہ متجلی شد - ردا د کبریا بردوش
 و ازار عظمت در بر - با حسن و باناز و ملاحظت
 کہ بیک بوسہ جان برد - ملک الموت در میان
 نبود - اورا مجال نیست کہ بیاید - قبض روح
 بے واسطہ شد - بیت
 در کوئے تو عاشقان چنان جاں بدہند
 کاجا ملک الموت ننگنجد ہرگز

اس کا منتظر رہے۔ اس کا آخری وقت اس سے
 فائدہ اٹھالے۔ دو شنبہ کا روز آیا تو اول وقت
 مست لیٹ گئے۔ دونوں ہاتھ سینے پر رکھ لیے
 اور آنکھیں کھلی رکھیں، جیسے کسی کا انتظار ہو۔
 جب سانس اوپر آتا تو ذکر کرتا ہوا اوپر آتا اور
 جب نیچے جاتا تو ذکر کرتا نیچے جاتا۔ لوگوں نے ذکر
 کی آواز باہر تک سنی۔ اسی دوران میں ایک
 صورت جو اس مقام کے لایق اور اس ذات کے
 مناسب ہے، متجلی ہوئی اسے دیکھ کر آپ سننے
 لگے۔ وہ صورت آبی اور اس نے آپ کے ہونٹوں
 پر ہونٹ رکھے۔ آپ نے اسے لپٹا لیا۔ دندان
 مبارک چبانے لگے۔ آنکھوں سے پانی رواں
 ہو گیا۔ اور منہ سے پانی باہر گرنے لگا۔ آپ نے
 اپنی جان عزیز اس کے سپرد کر دی۔ خواجہ حبیب اللہ
 ابوالمرشد مقبول حضرت شاہ ید اللہ نے آپ
 کے حکم کے مطابق یہ پانی پی لیا۔ آنکھیں تو فوراً
 بند ہو گئیں لیکن منہ اسی طرح کھلا رہا۔ بیت
 محمد کو جب قب میں اتارو گے
 تو اسے کیا ہی اچھی روح اور کیا ہی اچھی احت سرائے گی۔
 مقبول حضرت شاہ ید اللہ فرماتے ہیں کہ جو
 صورت ظاہر ہوئی تھی عجیب صورت تھی۔ از کبریا
 کاندھے پر، عظمت کا لباس جسم پر احسن
 ناز اور ملاحظت ایسی کہ بس ایک بوسہ میں جان
 لے لی۔ ملک الموت در میان میں نہ تھا۔ اس
 کی مجال نہ تھی کہ آتا۔ روح اس کے واسطے کے

(۲۸) نقل است (ح) کہ روزے درمیان

راہ کفار جمع شدہ بودند۔ و شیطان درمیان
ایشان شملہ بر سر کشیدہ، می رقصید۔ با اضطراب
سمع می شنود کہ آن اضطراب در بیان نیاید۔
اتفاقاً درویشے را با آن راہ گز شد۔ پرسید
سمع شنیدن حق تست یا حق من بہ مرا بنگر
کہ از کدام قرب بکدام بعد افتادہ ام۔ آن درویش
گفت، حق تست۔ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ ہم
در آن روز زیارت خواجہ قطب الدین می رفتند۔
ہماں طریق اور ایدند۔ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ
عنہ را دید۔ گفت امیر محمد، برائے خداے
را بہ تعجیل برو۔ و بناہ من چرا گرفتہ۔ حضرت
بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ باز گشتند۔

(۲۹) نقل است (ح) کہ حضرت بندگی مخدوم

رضی اللہ عنہ فرمودند کہ ما خداے تعالیٰ را می
پرستیم محض برائے او نہ برائے آن کہ او
دزاق است و یا بطح بہشت و ہم دوزخ نیز
چہ اگر بہشت و دوزخ نمی بودے اور انہی پرستیدے
پس پرستش محض برائے اوست نہ برائے دیگر بہت

بغیر قبض کی گئی۔ شعر ہے

تیری گلی میں عاشق اس طرح جان دیتے ہیں
کہ اس جگہ ملک الموت کی سمائی نہیں ہو سکتی

(۲۸) نقل ہے (ح) کہ ایک روز راستے

میں کافر جمع ہو گئے تھے اور ان کے درمیان
شیطان پگڑی باندھے ناچتا تھا۔ اور اضطراب
کے ساتھ سماع سنتا تھا۔ اب اضطراب کہ یہاں
نہ ہو سکے۔ اتفاقاً اس راستے سے ایک درویش
کا گزرا۔ شیطان نے اس درویش سے پوچھا
کہ سماع سنتا تیرا حق ہے یا میرا؟ مجھے دیکھ کہ
میں کیسے قرب سے کتنا دور پھینک دیا گیا ہوں۔
درویش نے کہا سماع سنتا تیرا حق ہے۔ بندگی
مخدوم اسی روز خواجہ قطب الدین کے مزار کی
زیارت کے لیے گئے۔ آپ نے بھی شیطان کو
کو اسی حال میں دیکھا۔ شیطان نے حضرت
بندگی مخدوم کو دیکھا تو کہا، امیر محمد، خدا کے
لیے جلد یہاں سے چلے جائیے۔ آپ میرے پیچھے
کیوں پڑے ہوئے ہیں۔ حضرت بندگی مخدوم
وہاں سے چلے گئے۔

(۲۹) نقل ہے (ح) کہ حضرت بندگی مخدوم

فرماتے تھے کہ ہم خداے تعالیٰ کی پرستش صرف
اس کے لیے کرتے ہیں۔ ہم اس کی پرستش
اس لیے نہیں کرتے کہ وہ دزاق ہے یا بہشت
کا لالچ ہے یا دوزخ کا ڈر ہے۔ کیونکہ اگر بہشت
اور دوزخ نہ ہوتی تو کیا اس کی پرستش کرتے؟

بند و عالم خواہند آن کہ خواہند دیدار را
در نظر حنت نیاید عاشق دیدار را

(۳۰) نقل است (مخ) کہ روزے بندگی
مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند، قبولاً، مامی خواہیم
ازیں جامہ بیروں آیم دیگر جامہ پوشیم۔
آن جامہ این است، الکبریاء ردائی
والعظمتہ ازاری و دوئی موہوم رایگانگی
باز آیم۔ این جا احمد با احمد یکے می گرد۔
ہشدار، مقام جمع ابیح است۔ و مغفرت
خاصہ ہمیں است و مغفرتے کہ مامی خواہیم مرا
از آن این است۔

(۳۱) نقل است (مخ) کہ چوں بندگی
مخدوم رضی اللہ عنہ از عالم ظاہری بسوئے
باطن باز گشتند، بندگی میاں لہرہ نظر
بسوئے آسمان کردند و گفتند کہ در تمام ملکوت
فلغلہ افتاد است کہ روح سید محمد می آید
آرند و آب غسل بندگی حضرت مخدوم رضی اللہ
عنہ بروئے وریش مبارک خود می مالیدند۔
و این بیت تکرار کردند۔ بیت :

البحر بجرأ علی ماکان فی قدم
ان الحوادث امواجاً وانہاراً

(۳۲) نقل است (مخ) کہ ہر وقتے کہ بندگی

اس لیے اس کی پرستش صرف اس کے لیے
ہے نہ کہ کسی دوسری چیز کے لیے۔ شعر

وہ لوگ جو یار کو چاہتے ہیں ملک اور دنیا نہیں چاہتے
دیدار کے عاشق کی نظر میں تو جنت بھی نہیں بھرتی
(۳۰) نقل ہے (مخ) کہ ایک روز بندگی

مخدوم نے فرمایا، اے قبولاً، ہم چاہتے ہیں کہ
اس جامہ کو اتار کر دوسرا جامہ پہن لیں۔ اور
وہ جامہ ہے ردائے کبریائی اور لباس عظمت،
موہوم دوئی اور بے گانگی کو دور کر دیں۔ یہاں
احمد احمد کے ساتھ ایک ہو جاتا ہے۔ خبردار،
یہ مقام جمع ابیح ہے۔ اور مغفرت اس کا خاصہ
ہے۔ جو مغفرت ہم چاہتے ہیں، اس سے ہماری
مراد یہی مغفرت ہے۔

(۳۱) نقل ہے (مخ) کہ جب حضرت
بندگی مخدوم عالم ظاہر سے عالم باطن کی طرف
لوٹ گئے تو بندگی میاں لہرہ نے آسمان کی طرف
نظر کی اور کہا کہ تمام عالم ملکوت میں شور ہے
کہ سید محمد کی روح لائی جا رہی ہے۔ بندگی
میاں لہرہ نے حضرت مخدوم کے غسل کو پانی
اپنے چہرے اور وریش مبارک پر ملا اور یہ
شعر دہراتے رہے۔ شعر:

قدیم سے جو شے موجود ہے وہ سمندر ہے
اور جو حوادث پیش آتے ہیں وہ گویا اس سمندر
کی موجیں اور نہریں ہیں۔

(۳۲) نقل ہے (مخ) کہ رات کو جب حضرت

اسی فرمودند مقدس فرمودند اور فرمودند
 ملائکہ بگذار و ملائکہ فرو می آیند طواف می کنند
 مردان غیب ہم می آیند۔ طواف می کنند۔

(۳۳) نقل است (مخ) کہ شیخ شہاب الدین
 سہروردی رحمۃ اللہ علیہ می گوید عند الرب
 مرا بردند۔ ہمہ اشیا حاضر دیدم۔ حضرت
 بندگی رضی اللہ عنہ می فرمودند شیخ ہنوز در
 عالم صورت است۔ از عین العیان چہرے
 ندارد۔ زیرا کہ اشیا را آل جاہ گزرنیست
 چون آں می رسد مردنی ماند۔ و این بیت
 خوانند۔ بیت:

مارا تو محمد چہ شناسی و چہ دانی
 آخر کہ چہ چیزیم کجا ایم ، کرا ایم
 اے ابوالفتح محمد باز آئی
 (شعرا) باز آمد نیست در مکان من

(۳۴) نقل است (مس) کہ حضرت بندگی
 مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند کہ بعد ائمہ معصومین
 چہار شیخ را در قبور تصرف یچی می بود۔ اما
 چونکہ من متولد شدم از ایشان دور شد
 و از من تا قیامت دور نخواہد شد۔

(۳۵) نقل است (جو) حضرت بندگی مخدوم
 رضی اللہ عنہ فرمودہ اند کہ من با عین القضاة
 یک روز در یک مقام بودم۔ بعد ازاں از مقام

کے لیے اور طواف کرتے ہیں۔ مردان غیب ہم
 آتے ہیں اور طواف کرتے ہیں۔
 (۳۳) نقل ہے (مخ) کہ شیخ شہاب الدین
 سہروردی کہتے ہیں کہ مجھے رب کے پاس لے گئے
 تمام اشیا کو میں نے حاضر دیکھا۔ حضرت بندگی
 مخدوم فرماتے ہیں شیخ مقام صورت میں آیا
 عین العیاں کی انہیں کچھ خبر نہیں کہینا اشیا کا
 وہاں گزر نہیں۔ پھر آپ نے یہ شعر پڑھا۔ شعر
 ہم کو اے محمد تو کیا پہچانتا ہے اور کیا جانتا ہے
 آخر ہم کیا چیز ہیں، کہاں اور کسٹل کے ہیں
 اے ابوالفتح محمد لوٹ آ، تجھے میرے مکان ہی
 کو لوٹ آنا ہے۔

(۳۴) نقل ہے (مس) کہ حضرت بندگی مخدوم
 نے فرمایا کہ ائمہ معصومین کے بعد چہار شیوخ کو یہ
 تصرف حاصل تھا کہ وہ قبروں میں تہذیب کرتے
 جب میں پیدا ہوا تو ان کا یہ تصرف ختم ہو گیا
 لیکن مجھ سے یہ تصرف قیامت تک دور نہ ہوگا۔

(۳۵) نقل ہے (جو) حضرت بندگی مخدوم
 نے فرمایا کہ میں عین القضاة کے ساتھ
 ایک روز ایک مقام پر تھا۔ بعد ازاں اس مقام

بندگی بندگی محض و کمال
 حضرت بندگی محض و رضی اللہ عنہ افتاد
 در کمال و در کمال و در کمال
 بیشتر پیدا شد۔ حضرت بندگی محض
 در کمال و در کمال و در کمال
 ہم چینی کہ گلی از دست رقتم۔ باز سائے
 مکتب شد۔ میں آں ہم بکرم۔ و باز آں مرد
 طایب شد۔ و خدمت بندگی میاں بڑا قد
 سرہ العزیز می فرمایند کہ اگر ازیں حکایت
 حضرت بندگی محض و رضی اللہ عنہ در قلم آرم مجلد نگار
 تالیف می باید کرد۔ احتل مستغرق آں شود یا
 نشود۔ و بعرے دائم کہ نشود۔

(۳۷) نقل است (جوا) چونکہ حضرت بندگی
 محض و رضی اللہ عنہ را معلوم شد کہ در دہلی بلا
 خواہد تاہل شد کہ بدفع آں را نباشد و
 لجا از آں نبود، ہمہ خلق را بتصریح فرمودند
 کہ اگر در دہلی بلا ہوا، ہمہ خلق را بتصریح فرمودند
 کہ اگر در دہلی بلا ہوا، ہمہ خلق را بتصریح فرمودند
 کہ اگر در دہلی بلا ہوا، ہمہ خلق را بتصریح فرمودند

بندگی بندگی محض و کمال
 کیا کہ ایک رات میں حضرت بندگی محض و رضی اللہ عنہ
 کرانے کے لیے آپ کے مقام کے قریب پڑی ہوئی
 تھی، یکایک میں نے دیکھا کہ ایک خوبصورت
 بوڑھا آدمی دستار باندھا ہوا ظاہر ہوا۔ اس
 نے حضرت بندگی محض و رضی اللہ عنہ کے اس کا جواب دیا۔
 مجھ پر اس کی ہیبت ایسی چھائی کہ میرے
 ہاتھ سے برتن گر گیا۔ تھوڑی دیر تک اس سے
 آپ کی بات چیت ہوتی رہی۔ یہ گفتگو میری
 سمجھ میں نہ آئی۔ پھر وہ شخص غائب ہو گیا
 بندگی میاں بڑا قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے
 ہیں کہ اگر میں حضرت بندگی محض و رضی اللہ عنہ کی ایسی حکایت
 لکھوں تو ایک کتاب تیار ہو جائے اور شاید
 اس میں بھی یہ حکایتیں نہ سمائیں۔ اتنا جانتا ہوں
 کہ ایک عمر میں بھی یہ ختم نہ ہونگی۔

(۳۷) نقل ہے (جوا) چونکہ حضرت بندگی
 محض و رضی اللہ عنہ کو معلوم ہو گیا تھا کہ دہلی پر ایسی بلا نازل
 ہونے والی ہے کہ جس کا دفع کرنا ممکن نہیں اور
 اس سے پناہ ملنی ممکن نہیں، تو آپ نے مراحت
 کے ساتھ لوگوں سے کہا کہ اس شہر پر ایسی ایسی
 بلائیں آنے والی ہیں۔ اس حد تک کہ زمین تہ و
 بالا ہو جائے گی۔ کم ہی مسکن ہوں گے جس کی
 زمین کو مغل کھود نہ ڈالیں گے اور انھیں خراب

یہ ہے آپ کے پاس بیجا ہے۔ یعنی ضمانت کے لیے۔ حضرت بندگی مخدوم وہاں سے لوٹ کر گھر آگئے۔

(۳۹) نقل ہے (سی) کہ دو دھبیے کے دنوں سے لے کر حضرت شیخ کے مرید ہونے تک عالم غیب سے ایک صورت حضرت بندگی مخدوم کے ساتھ رہتی تھی۔ جب کبھی حضرت مخدوم کوئی نامناسب کام کرنا چاہتے تو وہ صورت آپ کو ایسا کام کرنے سے باز رکھتی تھی۔

(۴۰) نقل ہے (سی) کہ حضرت شیخ نے فرمایا کہ سولہ سال کی عمر کا ایک لڑکا دولت آباد سے آیا۔ میں تو ستر سالہ بوڑھا ہوں، وہ مجھے سر بلانے بھی نہیں دیتا۔ اہل کمال نے بیس سال کی عمر میں کشفات تجلیات، اور ربوبیت کے نور کا عکس حضرت بندگی مخدوم کے چہرے پر دیکھ لیا تھا۔ آپ کو ریاضت اور جاہدہ میں کمال حاصل ہو گیا تھا۔ بعض روشن دل صوفیوں نے اس سن ہی میں حضرت بندگی مخدوم سے کہا تھا کہ آپ کو حضرت شیخ فرید قدس سترہ کا مقام حاصل ہو گیا ہے۔ تیس سال ہی کی عمر میں حضرت بندگی مخدوم مردان غیب، ابدالوں، اوتادوں اور حضرت خضر سے بارہا مل چکے تھے۔ بعض اوقات آپ ان کی طرف توجہ نہ فرماتے تھے۔ اس زمانے

(۳۹) نقل است (سی) کہ از ایام زمانہ آنکه حضرت شیخ محمد بن عبدالمطلب صومالیہ کے لئے عالم غیب حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ می بود۔ ہر وقت کہ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ غور مستند کے کارنا اعلیٰ شروع کنندہ آن صورت از آن فعل پانہ مستند سے۔

(۴۰) نقل است (سی) کہ حضرت شیخ می فرمودند کہ وہ کے شانزده ساله از دولت آباد کعبه من کبیر ہوتا و سالہ ام مرا سر جنبانیدن تھی وہ۔ در ایام بیت سالگی کشفات و تجلیات و عکس لہندہ بوبیت بر چہرہ مبارک حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ اہل کمال و اسماعیلہ می شد و کمال ریاضت و مجاہدہ حاصل گشتہ بود و بعضے صوفیان تھی کہ ان سن بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ نامی گفتند کہ مقام حضرت شیخ فرید قدس اللہ سرہ العزیز دست دادہ است۔ طوائف مردان غیب و ابدالان و اوتاد و خوب خضر کرات و مرآت بحضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ در سن سی سالگی می شد و طاعت کمال اور بعضے طوائف مستند سے انقطاع کمال حاصل ہو گیا تھا۔ تمام کبیر و اول وقت

(۴۱) نقل است (سی) حضرت بندگی مخدوم
رضی اللہ عنہ فرمودند کہ من در شکم مادر بودم و خواہ
بزرگ من وفات کردہ بود۔ مادر من تضرع و
زاری می کرد و دست بر شکم می زد و مرا بدے
می گفت۔ می شنیدم و ناخوش می شدم۔ در
دل من آمد کہ بگویم کہ اے مادر! خداے فراموش
کردی۔ نہ گفتم کہ فتنہ قایم شود۔ بعد تولد نقش
زون دست مادر بر پشت مبارک برآمدہ بود۔
ہمہ رانما سئدہ اند۔

(۴۲) نقل است (سی) کہ در دو سالگی کہ
حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ از دہلی بدولت آباد
می آمدند در آن سن اچہ در راہ از احوال وصال
واقع شد، تمام یاد داشتہ بودند۔ بلکہ وقت
تولد کیاں کہ حاضر بودند و در کدام محل زائیدند
و ایام رضاع تمام یاد داشتند۔

(۴۳) نقل است (سی) کہ در ہفتم سال
روزہ ماہ رمضان المبارک می داشتند۔ بگاہے
نماز فرض فوت نہ شدہ و بعضی می گویند کہ بندگی
مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند کہ در شکم مادر روزہ

(۴۱) نقل ہے (سی) حضرت بندگی مخدوم
فرماتے تھے کہ میں ابھی ماں کی پیٹ ہی میں تھا
کہ میری بڑی بہن کا انتقال ہو گیا۔ میری والدہ
نے روتے پیٹتے اپنے پیٹ پر ہاتھ مارا اور مجھے
بڑا بھلا کہا۔ میں نے یہ بات سنی اور مجھے ناگوار
گزری۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ کہہ دوں
کہ اے ماں! تم نے خدا کو بھلا دیا۔ لیکن میں
نے یہ بات نہ کہی کہ کہیں فتنہ پرستانہ ہو جائے۔
ولادت کے بعد والدہ کے ہاتھ کی مار کا نقش
آپ کی پشت مبارک پر اتر آیا تھا۔ یہ نقش
آپ سب کو دکھایا کرتے تھے۔

(۴۲) نقل ہے (سی) کہ دو سال کی عمر
میں حضرت بندگی مخدوم دہلی سے دولت آباد
آئے۔ اتنی سی عمر کے باوجود راستے میں جو
حالات اور واقعات پیش آئے وہ سب آپ
کو یاد تھے۔ بلکہ آپ کی ولادت کے وقت کون
کون حاضر تھے اور کس مقام پر آپ کی ولادت
ہوئی اور ایام رضاعت کی تمام باتیں آپ کو
یاد تھیں۔

(۴۳) نقل ہے (سی) کہ حضرت بندگی
مخدوم نے سات سال کی عمر سے رمضان المبارک
کے روزے رکھنے شروع کئے۔ کبھی آپ
کی فرض نماز باخبر نہیں تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ

۱۰ دسم یعنی روزِ نفس کی دسم

بندگیِ مخدوم فرماتے تھے کہ میں ماں کی پیٹ میں
بھی روزہ رکھتا تھا یعنی نفس کا روزہ رکھتا تھا۔

(۲۴) نقل است (خا) کہ بندگیِ مخدوم
ہو المرشد فی المحجوم رضی اللہ عنہ راقوت ارشاد
ہفتاد و دولت بود۔ چنانچہ درخاتمہ فرمود
کہ اے عزیز! یہ تحقیق بدانی، می خواستم ہر ملتے
کہ آں را ہفتاد و دولت گویند، ارشاد و تعلیم
او می نویسم و این ہفتاد و دولت احمدی است
و می خواستم کہ رہ ارشاد و تعلیم مشرکان و مجوس
و ترسا ہم نویسم۔ باوجود آنکہ ایشان باں
شُرک و مجوسیہ ترسانی گرفتار اند۔ اما وقت
عزیز است و عمر قصیر۔

(۲۴) نقل ہے (خا) کہ سب کے مرشد بندگی
مخدوم کو بہتر فرقوں کی ہدایت کا قوت حاصل
تھی۔ چنانچہ خاتمہ میں فرماتے ہیں کہ اے عزیز!
یہ بات تحقیق سے سمجھ لے کہ میں چاہتا ہوں کہ
ہر فرقے کی یعنی ان تمام فرقوں کی جو بہتر فرقے
کہلاتے ہیں اور ملت احمدی کے بہتر فرقے ہیں
ان کی تعلیم اور ارشاد کی باتیں لکھوں۔ میں
چاہتا ہوں کہ مشرکوں، مجوسوں اور آتش پرستوں
کی تعلیم اور ارشاد کی باتیں بھی لکھوں باوجودیکہ
یہ لوگ شرک، ستارہ پرستی اور آتش پرستی
میں مبتلا ہیں۔ لیکن وقت قیمتی ہے اور عسر
تھوڑی۔

(۲۵) نقل است (خا) کہ حضرت بندگیِ مخدوم
رضی اللہ عنہ را اسرار بواطن ہمہ معلوم بود۔
چنانکہ درخاتمہ فرمودند کہ خداوند سبحانہ و تعالیٰ
فرمود۔ و ما من دابة فی الارض الا
ہوا اخذ بناصيتها ان ربي علی صراط
مستقیم۔ اخذ بناصيتها عبارت از رابطہ
کہ ممکن را بواجب است۔ علی صراط مستقیم
عبارت از اجتماع آں رابطہ است بدست
فسبحان الذی بیدہ ملکوت کل شیء
والیہ ترجعون ہم بریں اشارت فرمودہ
است۔ باشد کہے کہ آں رابطہ بدست او بدہند

(۲۵) نقل ہے (خا) کہ حضرت بندگیِ مخدوم
کو باطن کے سب اسرار معلوم تھے۔ چنانچہ خاتمہ
میں فرماتے ہیں کہ خداوند سبحانہ تعالیٰ فرماتا
ہے "کوئی جاندار ایسا نہیں جس کی چوٹی
اس کے ہاتھ میں نہ ہو۔ بے شک میرا رب
سیدھی راہ پر ہے۔" "چوٹی اس کے
ہاتھ میں ہے" سے رابطہ مراد ہے جو ممکن
کو واجب سے ہے۔ "سیدھی راہ پر ہے"
سے مراد اس رابطہ کا رب کے ہاتھ میں اجتماع ہے
"پاک ہے وہ ذات جس کے قبضہ میں ہر چیز کی
بادشاہت ہے۔ اور تم اس کی طرف بٹائے جاؤ گے۔"

ادبر اسرار و ہمییہ بر بلو اطن ہمہ مطیع انشا
 و اتباع شیخ نصیر الدین محمود اودھی ثم ایشی
 قدس اللہ سرہ العزیز محمد حسینی راز سلمہ اللہ
 تعالیٰ الی یوم القناہ پر تو ازاں بردش زدہ
 است ہر آئینہ شے مافی در حال دل او
 بیضہ نہا وہ است کہ از آشیاں معارف
 و حقائق آن جا تولدے ہست۔ و لیکن ہوم
 قاصر و الرب غیور ہمت زواندارد ہر اہلے
 و نا ایلے سخن رود۔

تمام اسرار و ہمییہ سے واقف ہوا ہے
 نصیر الدین محمود اودھی ثم ایشی
 سرہ العزیز کی اتباع نے ہمہ کسب کی اقیامت
 تک اللہ انھیں قائم رکھے، کے دل پر
 ایسا قبضہ جایا ہے ہر طرح تمام اشیاں اس
 کے دل کے غماں میں اندسے دیتے ہیں اور
 معارف اور حقائق کے آشیانے سے اس
 جگہ ولادتیں ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن ان
 کے سمجھنے سے انسانوں کی سوچ بوجھ قاصر
 رہتی ہے۔ اور غیور رب کی ہمت اس
 کی روادار نہیں ہوتی کہ ہر اہل و نا اہل تک
 بات پہنچے۔

(۴۶) نقل است (خا) بندگی مخدوم رضی اللہ
 عنہ تا چہل سال زن نکردند کہ طالب را
 نشاید۔ چنانچہ در خاتمہ فرمودہ اندلے یار
 عزیز و دوست من تا توانی ازیں کار محمزد
 باش خود را بزیاں مدہ۔ خود را اندہ کار دی
 پس مینداز۔ خود را زحمتی ورنچور مسارتہ
 خود را امیر کو دکی ممکن۔ خود را در گرداب
 پلیدی مینداز۔ نفس را از حرص و ہوس
 باز آر۔ آنچه من باتوی گویم بشنو۔ من غنی
 صفت ازیں و اماندہ ازیں کار نیم۔ باہمہ
 توتے و شوکتے کہ وارم ترا تبتیہ می کنم و بیچ

(۴۶) نقل ہے (خا) کہ بندگی مخدوم
 نے چالیس سال تک شادی نہیں کی کہ یہ
 امر طالب کے شایان شان نہیں۔ چنانچہ
 خاتمہ میں فرماتے ہیں کہ اسے یار عزیز
 اور میرے دوست، جہاں تک ممکن ہو
 اس کام سے باز رہ اپنے آپ کو نقصان
 میں نہ ڈال۔ اپنے آپ کو دین کے کام میں
 پیچھے نہ رکھ۔ اپنے آپ کو مصیبت اور
 پریشانی میں نہ ڈال۔ اپنے آپ کو بچن
 کی خواہشات کا امیر نہ بنانا۔ اپنے آپ کو
 کے حضور میں ہرگز نہ ہارنا۔

نے باز رکھ۔ جو کچھ میں تجھ سے کہتا ہوں اسے
سن۔ میں غنی صفت ہوتے ہوئے بھی اس
کام کے لیے مجبور ہوا۔ اس تمام قوت اور
شوکت کے ساتھ جو میں رکھتا ہوں تجھے
تنبیہ کرتا ہوں کہ کوئی صوفی اور کوئی چلنوالا
سالک اس میں پڑا کہ اس کے ہاتھ پیرینڈھے
شوقِ گم ہو جاتا ہے۔ دردِ طلب میں کمی آجاتی
ہے۔ ذوقِ مرجاتا ہے۔ اگر تو عارف ہے تو
خدا کی قسم تجلیاتِ گم ہو جاتی ہیں۔ اس کے
بعد، حضرت شیخ علاء الدین الندی رحمۃ اللہ
علیہ نے بندگیِ مخدومؒ سے التجا کی کہ آپ شادی
فرمائیں کہ آپ جیسے کے لیے اس میں کوئی
نقصان نہیں ہے۔ انھوں نے بڑی منت سماجت
کی۔ اس لیے آپ نے ان کی التجا قبول کر کے
شادی فرمائی لیکن خود حضرت علاء الدین الندی
نے شادی نہیں کی مجرذ ہی رہے۔

(۲۷) نقل ہے (مس) کہ کسی نے حضرت
بندگیِ مخدومؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ
سے بہشت کی مٹی کا رنگ اور بہشت کی مٹی
کی بو کے بارے میں سوال کیا۔ حضرت بندگی
مخدومؒ نے خواجہ حبیب اللہ ابوالمرشد شاہ
ید اللہ کو طلب فرمایا۔ حضرت شاہ ید اللہ تشریف
لائے، اور کہنے لگے کہ میں ابھی بہشت میں
کھیل رہا تھا۔ اور حضرت قطبی کی طلبی پر حاضر
ہوا ہوں۔ پھر انھوں نے اپنے تلوے اس

بندگیِ مخدومؒ کو گم کر دیا۔ ازورد طلب
گمانی۔ ذوقِ قوتِ گردو۔ اگر عارفی واقعہ
تجلیاتِ گم کر دو۔ بعدہ، حضرت شیخ
علاء الدین الندی رحمۃ اللہ علیہ التماس
بہ بندگیِ مخدوم رضی اللہ عنہ کر دیا کہ زبان بکند
کہ ہم چوتھی را مضر ت نیست۔ و احاج
نمودند۔ بنا براں قبول کر وہ زن کر وند۔
و حضرت شیخ علاء الدین خود محصور ماندند۔

(۲۷) نقل است (مس) کہ پیش بندگی
مخدوم رضی اللہ عنہ یکے آمدہ رنگ خاک
بہشت و بوئے خاک بہشت پرسید۔
حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ خواجہ حبیب اللہ
ابوالمرشد شاہ ید اللہ را طلبیدند۔ حضرت
شاہ ید اللہ آئے تا گفتند حالیا در بہشت باز
می گردم و بطلب حضرت قطبی آدم۔ و پائے
گفت خود آن کس کہ پیش حضرت بندگی مخدوم
رضی اللہ عنہ سوال کردہ بود نمودند و بویاغید

وگفتند کہ رنگ خاک بہشت این است
خاک بہشت این است۔

(۲۸) نقل است (مس) کہ سید حنیف
قدس اللہ سرہ العزیزہ را ایک مرید سے بود
اما بر بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ اعتقاد از
پیر خود بیش از پیش داشت۔ گاہ گاہ
خدمت حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ
آمد و شہم داشت۔ چونکہ نقل کرد حضرت
شاہ ید اللہ را برے زیارت سیومی فرستاد
و فرمودند کہ امروز کارسیت سید حنیف
قدس اللہ سرہ العزیزہ ہم آمدہ بودند۔
حضرت شاہ ید اللہ رفتہ دیدند کہ قبر او را
یک سوراخے است۔ ازاں سوراخے
آتش می آید و او را می سوزد۔ مقبول حضرت
شاہ ید اللہ انگشت خود را در آن سوراخ
نہادہ و دعا از خدائے خواستہ اور اینچنانکہ
از عذاب مخلص رہا نیندند۔ چونکہ حضرت شاہ
ید اللہ پیش حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ
آمد حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ خود شاہ
کنار گرفتند۔ و بسیار خوش شدند۔ و آنچه از
عالم الہیات و غیوبات ہر حضرت شاہ ید اللہ
را عطا کردند در ہماں روز کردند و فرمودند کہ
را کہ خبر میں یک گز و نیم بنا شد اور امر یہ کہ

شخص کو دکھائے۔ اس کے
سے سوال کیا تھا۔ اس کو اپنے لوہے سے
اور فرمایا کہ بہشت کی مٹی کا رنگ یہ ہے اور
بہشت کی مٹی یہ ہے۔

(۲۸) نقل ہے (مس) کہ سید حنیف
سرہ العزیزہ کا ایک مرید تھا۔ لیکن اسے اپنے پیر سے
کہیں زیادہ حضرت بندگی مخدوم پیر اعتقاد تھا
کبھی کبھی حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ کے پاس بھی آیا
جایا کرتا تھا۔ جب اس کا انتقال ہو گیا تو آپ
نے اس کی زیارت سیوم میں حضرت شاہ ید اللہ
کو بھیجا۔ اور فرمایا کہ آج کام کرنا ہے۔ سید حنیف
قدس اللہ سرہ العزیزہ بھی آئے تھے۔ حضرت شاہ
ید اللہ بھی گئے اور دیکھا کہ اس کی قبر میں ایک
سوراخ ہے۔ اس سوراخ سے آگ آتی ہے اور
اس کو جلاتی ہے۔ مقبول حضرت شاہ ید اللہ
نے اپنی انگلی اس سوراخ میں رکھی اور خدا سے
دعا کر کے اسے بجھا دیا۔ اور اس کو عذاب سے
رہائی دلا دی۔ جب حضرت شاہ ید اللہ حضرت
بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ کے سامنے آئے تو حضرت بندگی
مخدوم رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے آپ کو گلے لگا لیا اور
بہت خوش ہوئے۔ الہیات اور غیوبات سے
جو کچھ حضرت شاہ ید اللہ کو حضرت بندگی مخدوم
نے عطا فرمایا تھا، اسی روز عطا فرمایا۔ اور فرمایا
جس شخص کو ویرٹھ گز زمین کی خبر نہ ہو، اس کے
لیے مرید کرنا حرام ہے۔

(۲۹) نقل است (مس) کہ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ صد و بیست و پنج کتاب ساختہ۔ اما بیچ کتابے نیندیشند و نہ سوانے کردند۔ چہ تفسیر، چہ کلام، چہ تصوف، چہ ایامات، چہ فارسی، چہ عربی۔ فی الحال می گفتند و می نویسند۔ کہے کہ عربی و عجمی و ہندی بود بے سواد و بے تامل تصنیف کردن نمی تواند۔ اما کہے کہ دہلوی بود کتابے عربی و فارسی و نیز آن بے تامل بے تفکر بے سواد چنان کند کہ عمل نشود مگر کہے را کہ در عربی و فارسی و تصوف و عمل تمام باشد۔ این بغیر از کرامت نمی شود۔ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ بنا فرمودہ پیر درس خواندند۔ و در خانہ آمدہ کتاب در طاق می داشتند و مشغول حق می بودند۔ چنانچہ گفتہ اند کتاب در طاق و دل مشتاق۔ از برکت فرمودہ شیخ علم ظاہری چنان ہم حاصل شد کہ در عربیت بر صاحب کتاف ہم مہر می نہادند۔

(۵۰) نقل است (مس) حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ را با پیر مسعود یک بحث شد۔ چنانچہ مشہور است، آخر چونکہ پیر مسعود در ماندہ شد۔ مسعود یک پس پشت پیر استادہ بود۔ جواب شروع کرد۔ حضرت بندگی مخدوم

(۲۹) نقل ہے (مس) کہ حضرت بندگی مخدوم نے ایک سو پچیس کتابیں لکھیں۔ لیکن کوئی کتاب بھی پہلے سے سوچی اور نہ اسے خود اپنے ہاتھ سے لکھا۔ چاہے وہ تفسیر ہو کہ کلام، چاہے فارسی ہو کہ عربی۔ کوئی عرب ہو کہ ایرانی یا ہندی بغیر اپنے ہاتھ سے لکھے اور سوچے۔ تصنیف نہیں کر سکتا۔ لیکن ایک شخص جو دہلوی ہو کتاب عربی اور فارسی میں وہ بھی بغیر سوچے بغیر لکھے ایسا کر سکتا ہے کہ یہ بات عمل نہ ہو یہ بات اسی سے ممکن ہے جسے عربی اور فارسی اور تصوف پر کامل عبور حاصل ہو۔ یہ بات کرامت کے بغیر ممکن نہیں۔ حضرت بندگی مخدوم اپنے پیر کے ارشاد کی تعمیل میں باقاعدہ درسی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ گھر آتے تو کتاب طاق میں رکھ دیتے اور عبادت حق میں مشغول ہو جاتے۔ چنانچہ فرمایا ہے کتاب طاق میں اور دل مشتاق۔ شیخ کے ارشاد کی برکت سے آپ کو علم ظاہر بھی اتنا حاصل ہوا کہ عربیت میں صاحب کتاف سے برابری کی ٹکری۔

(۵۰) نقل ہے (مس) کہ حضرت بندگی مخدوم کی مسعود باک کے پیر سے بحث ہوئی۔ جیسا کہ مشہور ہے آخر میں مسعود باک کے پیر مجبور ہو گئے۔ مسعود اپنے پیر کی پیٹھ کے پیچھے کھڑے تھے۔ انھوں نے جواب دینا شروع کیا۔ حضرت بندگی مخدوم کو

رضی اللہ عنہ در غضب آمدہ فرمودند کہ زبان
بریدہ باد۔ چون شنیدند کہ جواب رفتہ می آید
فرمودند کہ دست ہم بریدہ باد۔ آخر الامر ہم چنا
شد۔ چنانچہ مشہور است کہ بھاحب ولایت
بے خلوصیت دل در نیاید۔ چنان افتد کہ ہرگز
بر نخیزد۔ بیت

ہر آں کہتر کہ باہتر ستیزد
چنان افتد کہ ہرگز بر نخیزد

(۵۱) نقل است (مس) شیخ کوچک
در دروازہ خرد کردہ بود تا ہر کہ بیاید ہوتا
شدہ بیاید۔ چنانچہ دہرہ۔

نوڑے آوے توڑے جائے
لاگے کوچک پیر کے پائے

چونکہ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ بڑے
ملاقات شیخ کوچک رفتہ دروازہ خود
بخود بالا شد۔ شیخ کوچک چونکہ مرتبہ و
بزرگی حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ
مشاہدہ کر دوگفت سید محمد اس نہ پائے۔

(۵۲) نقل است (مس) میاں کتو رحمۃ اللہ

علیہ راسلطان گشانیدہ۔ حضرت بندگی مخدوم
رضی اللہ عنہ کہ نزدیک میاں کتو رحمۃ اللہ علیہ
رفتہ و دست مبارک خود کہ بر زخم داشتند
میاں کتو نشستند۔ باز بندگی مخدوم رضی اللہ
عنہ غلطانیدند کہ فتنہ قائم خواہد شد۔

زبان کتہ جائے۔
آپ کے رفتہ کا وہ جواب کتہ ہے
اس کے ہاتھ بھی کتہ جائیں۔ آخر کار
ہوا۔ چنانچہ مشہور ہے کہ صاحب ولایت
خلوصیت دل کے سوا پیش نہیں آتا پارت
شعرب۔

ہر وہ چھوٹا جو بڑے سے لڑتا ہے
ایسا گرتا ہے کہ پھر نہیں اٹھتا

(۵۱) نقل ہے (مس) شیخ کوچک نے اپنے

گھر کا دروازہ چھوٹا رکھا تھا تاکہ ہر آنے والا
جھک کر آئے۔ چنانچہ دہرہ ہے
جھک کر آئے جھک کر جائے
اس طرح کوچک پیر کے پیر کو لگے

جب حضرت بندگی مخدوم شیخ کوچک سے
ملنے کے لیے گئے تو دروازہ خود بخود اونچا
ہو گیا۔ جب شیخ کوچک نے حضرت بندگی
مخدوم کے رتبہ کی بلندی دیکھی تو کہا سید محمد
اس میں نہ سمائے۔

(۵۲) نقل ہے (مس) میاں کتو کو سلطان

نے مروا ڈالا۔ جب حضرت مخدوم میاں کتو
کے قریب گئے اور اپنا ہاتھ ان کے زخم پر رکھا تو
میاں کتو اٹھ بیٹھے۔ لیکن بتھی مخدوم نے
انہیں چھوٹا دیا کہ فتنہ بیا نہ ہو جائے۔

(۵۳) نقل ہے (جو) نصیر الملت والدین
 حضرت بندگی شیخ نصیر الدین کی وفات کے بعد
 دہلی میں حضرت بندگی مخدوم نے اپنا دست
 بیعت دراز فرمایا۔ ایک دُنیا نے آپ کو سجدہ
 کیا۔ دہلی کے عالموں نے چاہا کہ اس کے
 خلاف محض تیار کریں۔ ان عالموں میں سے
 ایک عالم نے کہا کہ ہم میں سے کوئی ان کے پاس
 جائے اور دیکھے کہ ان کا مرتبہ کتنا ہے۔ اترف
 ساوی جو تمام علم جانتے تھے انھیں بھیجا گیا۔
 جب وہ حضرت بندگی مخدوم کے سامنے آئے
 تو سجدہ کیا اور محض تیار کرنے والے لوگوں
 سے اپنے آپ کو الگ کر لیا اور کہا۔ شعر

ایسے شخص کے خلاف محض پیش نہیں کرنا چاہیے
 جس کے لئے میرے دل نے کہا کہ سجدہ کر اور یہی ہے
 پھر انہوں نے کہا کہ جو شخص محض پیش کرنا چاہتا ہے
 وہ ایک بار آپ کے سامنے آئے، سجدہ کرے اور
 سجدہ کرے گا۔ سب نے سر زمین پر رکھا اور اس
 بارے میں مزید گفتگو بندگی۔

(۵۴) نقل ہے (مس) کہ حضرت بندگی مخدوم
 پانچ وقت کی فرض نماز مکہ میں ادا کرتے تھے اور
 پھر نماز فرض کے وقت خانقاہ میں موجود رہتے
 تھے۔ ایک روز ایک بوڑھا آدمی حضرت بندگی مخدوم
 کے پاس آیا۔ زمین بوس ہوا۔ حضرت بندگی مخدوم
 نے اس سے فرمایا بیٹھو۔ وہ بیٹھ گیا۔ اس نے کہا
 میں نے آپ کو حج کے موقع پر کعبہ طواف کرنے کے

مخدوم رضی اللہ عنہما نے حالت بندگی
 شیخ نصیر الدین نصیر الملت والدین دست
 بیعت می داد نہ جانے سجدہ می کر دے۔
 علماء دہلی می خواستند کہ محض بکنندیکے
 از جملہ علماء گفت کہ یکے از ما برو در محض
 او و بیبند کہ تا چه حال است مرتبہ او۔
 بعدہ محض بکنند۔ اترف ساوی کہ ہمہ
 علم می دانست اور اترستادند چونکہ
 پیش حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ آمد و دید
 و سجدہ کرد و از مجمع محض خود را کشید
 گفت۔ بیت

نباید کرد محض با چنین کس
 مرا دل گفت سجدہ کن ہماں بس
 و گفت آن کس کہ خواہد محض کندیک بار پیش آورد
 کہ سجدہ کند و خواہد کرد۔ ہمہ سر بر زمین آوردند
 از گفت و گوئی لب بستند۔

(۵۴) نقل است (مس) کہ حضرت بندگی مخدوم
 رضی اللہ عنہما پنج وقت نماز فرض در مکہ می گزارند
 و ہم در خانقاہ خود در وقت نماز فرض می بودند۔
 روزے پیر مردے پیش حضرت بندگی مخدوم
 رضی اللہ عنہما وارضاه آمد۔ روزے بر زمین نہاد
 آورد۔ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہما فرمودند
 کہ بنشین۔ بنشست۔ او گفت کہ شمارا در طواف

کعبہ حج دیدیم۔ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ
 فرمودند کہ اے پیر مرد، کعبہ پیش درماست۔
 اگر مرداں بخوابند کہ یک زمانے تا تو چشم بر
 چشم زنی از مشرق تا بہ مغرب بگردند باز بمقام
 خود آئند۔ وہم دریں محل دست آں پیر مرد
 بر گرفتند و فرمودند کہ چشم بر چشم بزن۔ چونکہ
 چشم بر چشم زد خود او حضرت بندگی را در مشرق
 دید و باز خود را و حضرت بندگی مخدوم را در مقام
 خود دید۔ باز حضرت بندگی مخدوم فرمودند باز چشم
 بر چشم بزن۔ چونکہ زد حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ
 عنہ را و خود را در مغرب دید۔ باز در مقام خود
 خود را و حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ را دید۔ و
 آں پیر مرد سر بر زمین آورد و مشرف بشرف
 بیعت گشت۔

حضرت بندگی
 کعبہ چارے دروازے کے سامنے
 چاہیں تو ایک آن میں کہ تم پلک جھپکائے
 مغرب تک گھوم کر اپنے مقام پر آجاتے ہیں
 اس کے ساتھ ہی آپ نے اس بوڑھے آدمی
 کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ پلک جھپکائے۔ جیسے
 ہی اس نے پلک جھپکائی، اپنے آپ کو اور
 حضرت مخدوم کو مشرق میں دیکھا اور پھر اپنے
 آپ کو اور حضرت بندگی مخدوم کو اپنی جگہ دیکھا
 پھر حضرت بندگی مخدوم نے فرمایا پھر پلک جھپکائے
 اس نے پلک جھپکائی تو حضرت مخدوم کو اور
 اپنے آپ کو مغرب میں دیکھا اور پھر اپنے آپ کو
 اور حضرت بندگی مخدوم کو اپنی جگہ دیکھا۔ وہ
 بوڑھا شخص زمین بوس ہوا اور بیعت کے
 شرف سے شرف ہوا۔

(۵۵) نقل است (مس) خدمت میاں
 ید اللہ پیر شاہ تھنہ چونکہ دوسرے خون کزندہ
 بادشاہ زمانہ با علما، وقضاة قرار داد کہ ایشان
 را طلبیدہ از روئے شریع بزایشان خون
 لازم کروہ، قصاص ایشان خواہم گرفت۔ بعدہ
 ایشان را طلبید۔ ایشان نہ آمدند۔ باز طلبید۔
 باز نہ آمدند۔ چونکہ سیوم بار طلبید، ایشان حیران
 شدہ تمام شب در گنبد حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ
 عنہ مشغول ماندند۔ یکایک نزدیک صبح آواز آید
 کہ برو، مترس۔ بندگی میاں ید اللہ برپا کی سواہ

(۵۵) نقل ہے (مس) حضرت شاہ
 تھنہ کے بیٹے حضرت شاہ ید اللہ نے دو تین
 قتل کر دیے بادشاہ وقت نے علما اور قضا
 کے مشورے کے مطابق حکم دیا کہ انہیں طلب
 کر کے از روئے شرع قتل کا الزام ثابت کر کے
 ان سے قصاص لیا جائے۔ اس کے بعد
 انہیں طلب کیا گیا۔ وہ نہ آئے۔ انہیں پھر
 بلایا گیا۔ وہ پھر بھی نہ آئے۔ جب انہیں تیسری
 مرتبہ بلایا گیا تو وہ حیران ہو کر ساری رات
 حضرت بندگی مخدوم کے گنبد میں مشغول رہے

بادشاہ نے تمام قضات، علماء، اکابر، اشراف،
 فضلاء، وزراء اور اُمراء کو جمع کیا تھا۔ بندگی
 میں یہاں پر اتفاقی احوال برجستہ پیش ہوئے
 تھے۔ ان کے اتحاد و بالائے صدر خود نشانہ
 خود بہ ادب و تواضع پیش نشست و قضاہ
 و علماء و حضار مجلس را عجب آمد۔ پس بادشاہ
 عند خواستہ تشریف دادہ باعزاز و اکرام
 یاد گردانید۔ قضات و علماء و وزراء بصورت
 عرضداشت پیش بادشاہ پیوستند کہ چہ
 قرار دادہ بوند و پرکردند۔ بادشاہ گفت حکیم
 چونکہ نظر من بر بندگی میاں بدالقدر افتاد، ویدم
 لب اورد و شیر می آیند۔ پس بصورت از ترس
 ان پیش آن شدہ آوردم۔ چونکہ بنشستم،
 ہر دو شیر ہر دو طرف بازوئے من دہان کشاؤں
 رہاں بیرون کردہ ایستادند بعدیکہ کف دہان
 ہر دو شیر بر چادر من می افتاد۔ چادر خود
 ایستاد را نمودہ گفت اگر اعتبار نمی کنید
 ببینید۔ فی الواقع ہم چہاں بود۔ پس از
 خوف و بیم آن از و بسیار عند خواستہ
 روان کردم۔ ہمہ قضاہ و علماء و حضرا حیران
 آئند۔

یکایک صبح کے قریب آواز آئی کہ جا، مت ڈر۔
 حضرت میاں بدالقدر پالکی پر سوار ہو کر آئے۔
 بادشاہ نے تمام قضات، علماء، اکابر، اشراف،
 فضلاء، وزراء اور اُمراء کو جمع کیا تھا۔ بندگی
 میں یہاں بدالشران کے سامنے لائے گئے۔ جیسے
 ہی بادشاہ کی نظر بندگی میں بدالشر پر پڑی
 فوراً کھڑا ہو گیا۔ دوڑ کر آگے آیا اور اپنے سے
 اوپر انھیں بٹھایا۔ خود بہت ادب اور تواضع
 سے سامنے بیٹھا۔ یہ بات قضات، علماء اور
 حاضرین مجلس کو بڑی عجیب معلوم ہوئی۔ اس
 کے بعد بادشاہ نے معذرت کی اور خلعت سے کہ
 اعزاز و اکرام کے ساتھ آپ کو رخصت کر دیا۔
 قضات، علماء اور وزراء نے بادشاہ سے عرض
 کی کہ آپ نے کیا طے کیا تھا اور کیا کیا۔ بادشاہ
 نے کہا میں کیا کروں۔ جیسے ہی میری نظر بندگی
 میں بدالشر پر پڑی میں نے دیکھا کہ ان کے
 ساتھ دو شیر آتے ہیں۔ مجبوراً ان کے ڈر سے
 آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا۔ جب میں بیٹھ گیا،
 دونوں شیر منہ پھاڑے، زبان باہر نکالے میرے
 دونوں بازوؤں پر کھڑے ہو گئے۔ اس طرح کہ
 دونوں شیروں کے منہ کا کف میری چادر پر گرتا
 تھا۔ پھر اس نے اپنی چادر لوگوں کو دکھائی
 اور کہا، اگر میری بات پر یقین نہیں آتا تو اسے
 دیکھو۔ سچ مچ ایسا ہی تھا۔ اس لیے میں نے
 ان شیروں سے ڈر کر ان سے بڑی معذرت چاہی۔

(۱۵۶) نقل است (مس) کہ روزی
 حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ کنار دریا نشسته
 بودند۔ دانشمند بزرگ در دست کتاب گرفته
 جهت سوال آمدہ پیش حضرت مخدوم رضی اللہ
 نشست۔ فی الحال حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ
 عنہ کتاب از دست او گرفته در دریا انداختند
 او حیران شدہ گفت، یا سید چه کردی؟
 باز حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ دست
 مبارک خود را در دریا انداختہ آن کتاب آوردہ
 گرد افشاندہ بدست او دادند و فرمودند کہ چه
 سوال دادی، بگو۔ گفت، کسے را چه زہرہ
 است کہ برہم چو تویی سوال کند۔ حضرت بندگی
 مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند کہ سوال تو این وجواب
 تو این۔ و در سوال او یک آیت بود۔ در ہر
 لفظ آن آیت ہزار معنی بیان فرمودند۔ آن
 دانشمند سر بر زمین آوردہ قصد ارادت حضرت
 بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ کرد۔ فرمودند برو۔
 نصیب تو این بانیست چنانچہ سلطان احمد
 فرمودہ بودند۔

(۱۵۷) نقل است (مس) کہ در ایام وواترہ
 سالگی زلع برسوںے وضوے حضرت بندگی مخدوم

عالم اور حاضرین حیران ہو گئے۔

(۱۵۶) نقل ہے (مس) کہ ایک روز
 بندگی مخدوم کسی دریا کے کنارے بیٹھے
 تھے۔ ایک بڑے عالم احمد بن کتاب نے اس
 سے سوال کرنے کے لئے آئے۔ اور حضرت بندگی
 مخدوم کے آگے بیٹھ گئے۔ حضرت بندگی مخدوم
 نے فوراً آپ کے ہاتھ سے کتاب لے کر اسے دریا
 میں ڈال دیا۔ وہ حیران رہ گئے۔ اور انہوں نے
 کہا، اے سید، آپ نے یہ کیا کیا؟ حضرت
 بندگی مخدوم نے اپنا دست مبارک دریا میں
 ڈالا۔ وہ کتاب نکالی اور اس پر کی گرد جھاڑ کر
 ان کے ہاتھ میں دے دی۔ پھر فرمایا، کہ ہاں،
 تم کیا سوال کرنا چاہتے تھے، کہو۔ انہوں نے
 کہا، کسی کی کیا مجال کہ آپ جیسے سے کوئی سوال
 کرے۔ حضرت بندگی مخدوم نے فرمایا کہ تمہارا
 سوال یہ ہے اور تمہارا جواب یہ ہے۔ ان کے
 سوال میں کلام اللہ کی ایک آیت آئی تھی۔ انا
 آیت کے ہر لفظ کے ہزار معنی بیان فرمائے۔
 عالم نے اپنا سر زمین پر رکھ دیا اور حضرت
 بندگی مخدوم کے مرید ہونے کی خواہش کی۔
 آپ نے فرمایا تیرا نصیب یہاں نہیں ہے۔ چنانچہ
 سلطان احمد سے بھی آپ نے یہی فرمایا تھا۔

(۱۵۷) نقل ہے (مس) کہ حضرت بندگی
 مخدوم بارہ سال کے تھے کہ

حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ
 اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کا سر
 اس کے پیر، اور اس کا ایک ایک عضو دوسرے
 عضو سے جدا ہو کر آپ کے آگے گر گیا۔ حضرت
 بندگی مخدومؒ کی والدہ بولیں کیا کیا آپ نے فرمایا کہ
 اس نے ہم سے کیوں بے ادبی کی میں کیا کروں۔
 حضرت بندگی مخدومؒ کی والدہ نے فرمایا کہ سید محمدؒ
 آج کل تم کیسے عجیب ہو گئے ہو کہ جو بھی تم سے
 بے ادبی کرے، اس کا حال ایسا ہو جائے۔ یہ
 سن کر حضرت بندگی مخدومؒ مسکرا دیے۔ اور
 فرمایا، جیسا تھا، ویسا ہو جا۔ ابھی حضرت
 بندگی مخدومؒ کی زبان سے یہ کلمہ پوری طرح ادا
 بھی نہ ہوا تھا کہ کو آجیسا تھا ویسا ہی ہو کر اڑ گیا۔

لوٹے پر ایک کوٹے نے بیٹھ کر دی۔ آپ
 نے اس کی طرف دیکھا۔ اسی وقت اس کا سر
 اس کے پیر، اور اس کا ایک ایک عضو دوسرے
 عضو سے جدا ہو کر آپ کے آگے گر گیا۔ حضرت
 بندگی مخدومؒ کی والدہ بولیں کیا کیا آپ نے فرمایا کہ
 اس نے ہم سے کیوں بے ادبی کی میں کیا کروں۔
 حضرت بندگی مخدومؒ کی والدہ نے فرمایا کہ سید محمدؒ
 آج کل تم کیسے عجیب ہو گئے ہو کہ جو بھی تم سے
 بے ادبی کرے، اس کا حال ایسا ہو جائے۔ یہ
 سن کر حضرت بندگی مخدومؒ مسکرا دیے۔ اور
 فرمایا، جیسا تھا، ویسا ہو جا۔ ابھی حضرت
 بندگی مخدومؒ کی زبان سے یہ کلمہ پوری طرح ادا
 بھی نہ ہوا تھا کہ کو آجیسا تھا ویسا ہی ہو کر اڑ گیا۔

(۵۸) نقل است (مس) چند درویشاں
 بے معنی نشست بودند۔ فجاء بعنتہ درمیان
 ایشاں گاوی پیدا شد۔ ایشاں ذبح کردہ
 تمام خوردند۔ صاحب گاورا چونکہ خبر شد از
 دیوان پیادگان آورد۔ ایشاں حیران شدہ
 پیش حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ دواں
 آدہ صورت حال بموقف عرض رسانیدند۔ حضرت
 بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ پرسیدند چیزے است
 با تمام خوردید؟ گفتند، تمام خوردہ ایم۔ فرمودند
 پوستیا استخوان ہست؟ گفتند، پوست و
 استخوان ہست۔ فرمودند استخوان در پوست
 چسبیدہ خوبے مقدار کین گز بردست ایشاں

(۵۸) نقل ہے (مس) کہ چند درویش کہیں
 بے کار بیٹھے تھے۔ یک بیک ان کے درمیان
 ایک گائے نمودار ہوئی۔ انہوں نے اس
 گائے کو ذبح کیا اور اسے کھا گئے۔ جب گائے
 کے مالک کو خبر ہوئی تو دیوان سے پیادے
 لے کر آیا۔ درویش پریشان ہو گئے۔ دوڑے
 دوڑے حضرت بندگی مخدومؒ کے پاس آئے۔
 حضور میں صورت حال عرض کی۔ حضرت بندگی
 مخدومؒ نے پوچھا کہ گائے کی کوئی چیز باقی ہے یا
 اسے پوری کھا گئے؟ عرض کیا، ہم اسے پوری
 کی پوری کھا چکے ہیں۔ فرمایا، کیا اس کا چمڑا
 یا اس کی ہڈیاں موجود ہیں؟ عرض کیا اس کا

داؤد۔ فرمودند این چوب برزید و بگوئید چنانچه
 بود، شو، یہ برکت محمد۔ ایشاں استخوان را
 در پوست پیچیدہ ہم چنان کردند۔ بفسرمان
 عزوجل گاویہ استاد ایشاں خوش شدہ تسلیم
 صاحب گاؤ کردند۔

پیرا اور وہاں سے ایک گزلیں لے کر
 چترے میں لپیٹو۔ ایک گزلیں لے کر
 کے ہاتھ میں دی۔ اور فرمایا، اس گزلیں سے
 سے اسے خوب نادر۔ اور کہو محمد کی برکت سے
 جیسی تھی ویسی ہی ہو جائے انھوں نے بڑیوں
 کو چترے میں لپیٹا اور ویسا ہی کیا۔ خدا نے
 عزوجل کے فرمان سے گائے زندہ ہو کر اسی
 ان لوگوں نے خوش ہو کر وہ گائے اس کے
 مالک کے حوالے کر دی۔

(۵۹) جوامع الکلم سے نقل ہے (جوامع
 اس مہینے کی جمعرات کو دوسرے خوان پر با عظمت
 نبی بی حضرت فاطمہ سام کے بعض فضائل کا ذکر
 ہو رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ انھوں نے کسی
 شخص سے بیان کیا (میں نے عرض کیا، کہ کیا
 مرنے کے بعد؟ فرمایا، ہاں مرنے کے بعد کہ
 میں اپنے مقررہ دن (یعنی مرنے کے بعد) اللہ
 کے حضور میں چلی۔ جب طور ملی سے گزری تو
 ناگاہ ایک فرشتے نے کہا، تو کون ہے، کھڑی
 رہ، تجھے کیا ہوا ہے کہ اس بے باکی کے ساتھ
 چلی جا رہی ہے؟ میں اسی جگہ بیٹھ گئی اور میں
 نے قسم کھائی کہ جب تک رب العزت مجھے نہ
 بلائے آگے نہ جاؤں گی۔ تھوڑی دیر نہ گزری
 کہ نبی بی خدیجہ اور نبی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ
 عنہما آئیں۔ میں ان کے پیروں پر گزری اور میں
 نے کہا، اے فاطمہ! آج تمہارے گناہوں کے

(۵۹) نقل است (جوامع الکلم کہ
 روز پنجشنبہ ماہ مذکور وقت خرج ماندہ طرے
 از فضائل نبی بی با عظمت فاطمہ سام ذکرے
 بود۔ فرمودند تا آن کہ شخصے حکایت می کرد،
 عرضہ داشتیم بعد موت؟ فرمودند، آری،
 بعد موت، کہ روزے معبود خویش در حضرت
 رب العزت می رفتم۔ از طور ملی در گزشتیم۔
 ناگاہ فرشتہ گفت، لیکسی تو بایست۔ چو پند
 کہ نیک بے باک و ارمی گزری۔ من سو گند خورم
 و ہما بنجان شستم کہ تا خود رب العزت تعالی
 مرا نطلبد بیشتر نہ شوم۔ ساعتے نگر شست
 نبی بی خدیجہ و فاطمہ زہرہ آمدند رضی اللہ عنہما آمدند
 در پائے ایشاں افتادم۔ ایشاں گفتند،
 فاطمہ، امروز ہم چو تو کیست کہ خدا نے تعالی
 بہ طلب تو ما وافر ستادہ است۔ گفتم، من
 کنیزک شما ام۔ عزت من بالاتر از ان نہ باشد کہ

سوگند خوردہ ام کہ جز بطلب خدا بغیر واسطہ
 بیخبر شوم، از آن سوگند بگزم۔ ایشاں ہر
 دور خند۔ در حضرت گفتند، خداوند اتو بہتر
 می دانی کہ فاطمہ می گوید کہ سوگند خوردہ ام،
 بے طلب و بلا واسطہ کسے من نیام۔ فرمان شد،
 فاطمہ راست می گوید کہ شما از میانہ دور شوید۔
 ندا ای ای خاست۔ من از جا جنبیدم۔
 بحضرت شدم۔ گفتم، خداوند، در حضرت تو
 این چنین بے ادباں ہم می باشند کہ آنگان
 حضرت ترا نمی شناسند۔ این سخن گفت و
 یک آہ زد۔ در میان گور خویش تکیہ نشست۔
 کمترین خدمت گارانہ عرضہ می دار و کہ چنین کماں
 دارم این حکایت بندگان میاں مخدوم است۔
 اما رسم قدیم بلفظ غیبت فرمودند۔ مسموع
 از ثقات است کہ پاسخ شہر و شہیر و حضرت
 بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ نیز ہم چنین است۔

نے تیرے بلانے کے لئے ہمیں بھیجا ہے۔ میں
 نے کہا، میں تو آپ کی باندی ہوں۔ میری عزت
 اس سے زیادہ نہیں کہ آپ میرے بلانے کے
 لئے آئیں۔ لیکن میں نے قسم کھائی ہے کہ بغیر واسطہ
 طلب کئے خدا کے آگے نہ جاؤں گی۔ آپ بھی اس
 کو روانہ رکھیں گی کہ میں اس قسم کو توڑ دوں۔ وہ
 دونوں واپس ہو گئیں۔ اور حضور باری میں عرض
 کیا کہ خداوند اتو ہی بہتر جانتا ہے کہ فاطمہ کہتی
 ہے کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ بغیر واسطہ خدا کے
 طلب کئے میں نہ آؤں گی۔ فرمان ہوا کہ فاطمہ سچ
 کہتی ہے۔ تم در میان سے ہٹ جاؤ۔ پھر میری
 طرف، میری طرف "کی صدا بلند ہوئی۔ میں اپنی
 جگہ سے اٹھی۔ حضور باری میں حاضر ہوئی۔ میں
 نے کہا، خداوند، تیرے حضور میں ایسے بے ادب
 بھی ہیں جو تیرے حضور میں آنے والوں کو نہیں
 پہچانتے، یہ بات کہی اور ایک آہ کھینچی اور اپنی
 قبر میں ٹیکہ لگا کر بیٹھ گئیں۔ کمترین خدمت گارانہ
 زمرتب ملفوظات جوامع الکلم، حضرت اکبر حسینی (ع) عرض
 کرتا ہے کہ میرا گمان ہے کہ یہ بندگی مخدوم ہی
 کی حکایت ہے۔ لیکن رسم قدیم کے مطابق لفظ
 غیبت سے اسے رد کیا۔ فقہ راویوں سے سنا گیا
 ہے کہ شہر و شہیر کا جواب اور حضرت بندگی مخدوم
 والی حکایت بھی اسی طرح کی ہے۔

(۶۰) نقل است (مخ) کہ حضرت بندگی مخدوم
 رضی اللہ عنہ بر خواجہ حبیب اللہ ابوالمرشد

(۶۰) نقل ہے (مخ) کہ حضرت بندگی مخدوم
 نے خواجہ حبیب اللہ ابوالمرشد، مقبول الخضر

مقبول حضرت شاہید اللہ علیہ السلام نے
قرآن گفتماند۔ ولے در ہر لفظ ہزار معنی
گفتماند۔

(۶۱) نقل است (ع) کہ در ہر ہلی چند روز
بخت بود کہ معیت بذات است یا بصفت؟
برہمہ مشکل ماندہ بود۔ آخر ہمہ بزرگان دہلی
بر حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ آمدند۔
بصورت عرض داشت کردند و پرسیدند
حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند
معیت اعتباری مراد می داری یا حقیقی؟ گفتند
اعتباری۔ فرمودند پس اعتباری ذات او
کیست؟

(۶۲) نقل است (ع) کہ حضرت بندگی
مخدوم رضی اللہ عنہ روزے درون حجرہ بودند
برون سماع بود۔ قوالان این ابیات خواندند
بیت:

اے باد بہار عنبریں بوئے
در پائے لطافت تو میرم
آنکس کہ بجز تو کس مدارد
در ہر دو جہان من آن فقیرم
اے مونس روزگار سعدی
رفتی و رفتی از ضمیرم

کفش با پوششیدہ از حجرہ بروں آمدند۔ و
سماع می شنیدند با ذوق بسیار۔ و سماعی

(۶۱) نقل ہے (ع) کہ دہلی

یک یہ بحث چلتی رہی کہ معیت بذات
یا بصفت سے۔ سب کے لئے جری مشکل
آئی۔ آخر دہلی کے تمام بزرگ حضرت بندگی
مخدوم کے پاس آئے۔ اور عرض داشت
صورت میں آپ سے یہ مسئلہ دریافت کیا
حضرت بندگی مخدوم نے فرمایا کہ تمہاری
اعتباری معیت سے ہے یا حقیقی سے؟ کہا
اعتباری۔ فرمایا، اس کی ذات کا اعتبار
کون ہے؟

(۶۲) نقل ہے (ع) کہ حضرت بندگی
مخدوم ایک روز حجرے میں تشریف رکھتے تھے۔
باہر سماع ہو رہا تھا۔ قوال یہ شعر گارہے تھے
(ترجمہ اشعار)

اے عنبریں بو باد بہاری!
میں تیرے لطافت کے پیروں میں رہا ہوں
دونوں دنیاؤں میں جس کا
تیرے سوا کوئی نہ ہو، وہ فقیر میں ہوں
اے روزگار سعدی کے مونس
تو تو چلا گیا، لیکن تیری یاد دل سے لگئی!

حضرت بندگی مخدوم نے فرمایا کہ تمہاری
اعتباری معیت سے ہے یا حقیقی سے؟

اور پہلیاں غائب ہو گئیں۔ اور متحد سے کف
 جاڑی ہو گیا۔ اس حالت میں آپ نے اپنا
 اور اس وقت شروع کیا۔ بندگی میاں بڑے
 درمیان میں آگے۔ اور لباس اتارنے نہ دیا۔
 حضرت بندگی مخدوم نے فرمایا تو کون ہے کہ میرے
 اور دوست کے درمیان گھسا آتا ہے۔ بندگی
 میاں بڑے پر ہیبت طاری ہو گئی۔ پچھلے پیر
 لوٹ گئے اور اس واقعہ کے کچھ ہی دنوں بعد
 ان کا انتقال ہو گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس حالت
 میں حضرت بندگی مخدوم، فضا میں دو تین گز
 بلند بھی ہو گئے تھے۔ اس مجلس میں خضر بھی
 حاضر تھے۔ انہوں نے کہا کہ اگر ایسا ولی ہاتھ
 سے نکل گیا تو پھر لوٹ کر کہاں آئے گا۔ اس نے
 بندگی میاں بڑے درمیان میں آگے اور حضرت
 بندگی مخدوم کے دونوں قدم مبارک پکڑ لیے۔
 حضرت بندگی مخدوم نے فرمایا کہ تو کون ہے کہ
 میرے اور دوست کے درمیان آتا ہے۔ بندگی
 میاں بڑے پر ہیبت طاری ہو گئی پچھلے پیر
 لوٹ گئے اور اس واقعہ کے کچھ ہی دنوں بعد
 انہوں نے انتقال فرمایا۔

(۶۳) نقل ہے (مس) کہ حضرت بندگی
 مخدوم پرانی عید گاہ میں نماز پڑھ رہے تھے
 اور حضرت بندگی مخدوم نے

حضرت بندگی مخدوم نے فرمایا تو کون ہے کہ میرے
 اور دوست کے درمیان گھسا آتا ہے۔ بندگی
 میاں بڑے پر ہیبت طاری ہو گئی۔ پچھلے پیر
 لوٹ گئے اور اس واقعہ کے کچھ ہی دنوں بعد
 ان کا انتقال ہو گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس حالت
 میں حضرت بندگی مخدوم، فضا میں دو تین گز
 بلند بھی ہو گئے تھے۔ اس مجلس میں خضر بھی
 حاضر تھے۔ انہوں نے کہا کہ اگر ایسا ولی ہاتھ
 سے نکل گیا تو پھر لوٹ کر کہاں آئے گا۔ اس نے
 بندگی میاں بڑے درمیان میں آگے اور حضرت
 بندگی مخدوم کے دونوں قدم مبارک پکڑ لیے۔
 حضرت بندگی مخدوم نے فرمایا کہ تو کون ہے کہ
 میرے اور دوست کے درمیان آتا ہے۔ بندگی
 میاں بڑے پر ہیبت طاری ہو گئی پچھلے پیر
 لوٹ گئے اور اس واقعہ کے کچھ ہی دنوں بعد
 انہوں نے انتقال فرمایا۔

حضرت بندگی مخدوم نے فرمایا تو کون ہے کہ میرے
 اور دوست کے درمیان گھسا آتا ہے۔ بندگی
 میاں بڑے پر ہیبت طاری ہو گئی۔ پچھلے پیر
 لوٹ گئے اور اس واقعہ کے کچھ ہی دنوں بعد
 ان کا انتقال ہو گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس حالت
 میں حضرت بندگی مخدوم، فضا میں دو تین گز
 بلند بھی ہو گئے تھے۔ اس مجلس میں خضر بھی
 حاضر تھے۔ انہوں نے کہا کہ اگر ایسا ولی ہاتھ
 سے نکل گیا تو پھر لوٹ کر کہاں آئے گا۔ اس نے
 بندگی میاں بڑے درمیان میں آگے اور حضرت
 بندگی مخدوم کے دونوں قدم مبارک پکڑ لیے۔
 حضرت بندگی مخدوم نے فرمایا کہ تو کون ہے کہ
 میرے اور دوست کے درمیان آتا ہے۔ بندگی
 میاں بڑے پر ہیبت طاری ہو گئی پچھلے پیر
 لوٹ گئے اور اس واقعہ کے کچھ ہی دنوں بعد
 انہوں نے انتقال فرمایا۔

رضی اللہ عنہ سوال کرو کہ ارادت چسپت
 فرمودند کہ ترک عادت است۔ باز پرسید
 کہ ارادت چسپت ہے فرمودند از میں عالم نمی
 نائی۔ از کجا آدی و کجائی روی و باز سوال
 کرو کہ ارادت چسپت ہے و گفت سید محمد
 سخن رسمانہ مگو۔ فرمودند ہلہ بگویم ارادت
 چسپت و گفتند ارادت اینست خواستن
 حق از پیر۔ باز گفتند معنی دیگر بگویم کہ درہم
 در آید۔ ارادت خواستن مرید پیر را و
 گفتند هذا هو الحق، قد قلنا۔ عورت
 سلام کرد و گفت تمت کلمۃ ربک صدقاً
 وعدلاً۔ بیت ہے

کے بود ما ز ما جدا مانده

من و تو رفتہ و خدا مانده

تا آن کہ ببیند، از پیش غایب شد۔
 رد او کبریا بردوش و از ار عظمت در بر۔
 بدیں نمط آمد، سوال کرد، غایب شد۔

(۶۴) نقل است (ع) کہ روزے بعد
 فجر پیش حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ خواجہ
 حبیب اللہ ابوالمرشد مقبول الخضر شاہ
 ید اللہ قدس اللہ سرہ رفتند۔ حضرت بندگی
 مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند امشب ہمہ فرزند
 را بحضرت عزت برودہ بودم۔ ہمہ را باز گردانید

تک عادت ہے۔ فرمایا تو اسنی دنیا کی عادت
 کہاں سے آئی ہے اور کہاں جاتی ہے؟
 سوال کیا کہ ارادت کیا ہے؟ اور کہا سید
 محمد، رسمی بات نہ کہو، فرمایا، اچھا، کہاں
 ارادت کیا ہے اور فرمایا، ارادت کے معنی
 ہیں پیر سے حق چاہنا۔ پھر فرمایا، تو پیر سے
 معنی کہتا ہوں کہ سمجھ میں آئیں۔ ارادت
 کے معنی ہیں مرید کو پیر کی طلب۔ فرمایا، یہ
 حق ہے اور ہم نے کہہ دیا۔ عورت نے سلام
 کیا اور کہا، تیرے رب کی سیدھی اور سچی بات
 تمام ہوئی۔ شعر

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے سے جدا ہوں
 میں اور توجہ درمیان سے نکل گئے تو بس
 خدا ہی رہا۔

پھر دیکھا تو وہ عورت سامنے سے غایب ہو گئی
 کا ندھے پر ردائے کبریا، جسم پر لباسِ عظمت،
 بس اسی طرح وہ آئی تھی۔

(۶۴) نقل ہے (ع) کہ ایک روز فجر
 کے بعد خواجہ حبیب اللہ مقبول الخضر شاہ
 شاہ ید اللہ قدس اللہ سرہ حضرت بندگی
 کے پاس حاضر ہوئے۔ حضرت بندگی
 نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے کہا
 کہ اگر میں نے اپنے رب سے کہا

مقبول الخضر شاہ ید اللہ کو قبول اللہ
پکارا کرتے تھے۔

(۶۵) نقل ہے (ع) کہ حضرت بندگی محمدؐ
جب کبھی بیابانوں میں جاتے تو فرماتے،
عاشقوں کو سلام، محققوں کو پیام اور
محمد یوسف حسینی ایک ہمارے امام۔

(۶۶) نقل ہے (ع) کہ حضرت بندگی محمدؐ
نے فرمایا کہ میرا عقیدہ ہے کہ جیسی صورت
پر ہمیں پیدا کیا ہے ویسی صورت کا دوسرا
کوئی نہ آئے گا۔ خدا کی معرفت کی طرح
مردان خدا کی معرفت دریافت نہیں ہو سکتی۔
پھر یہ دو شعر پڑھے

وہم، حس، عقل اور قیاس
سب سے خدا شناس کا مزاج برتر ہے
عاشقوں کے درمیان ایسے پرند
ہیں موت سے پہلے قفس کے باہر اڑتے ہیں
(۶۷) نقل ہے (ع) کہ حضرت بندگی محمدؐ
کے قالب سے ہر رات ایک صورت برآمد
ہوتی۔ پانی لیتی، وضو کرتی، جو وظائف ہوئے
وہ بھی ادا کرتی۔ حضرت بندگی محمدؐ اس پر
الکفانہ فرماتے، اُٹھتے، وضو کرتے، اور پھر
تمام وظائف ادا کرتے تاکہ سنت نبویؐ کی

انہی واسطہ حضرت بندگی محمدؐ رضی اللہ
عنه مقبول الخضر شاہ ید اللہ را قبول
اللہ می گفتند۔

(۶۵) نقل است (ع) کہ ہر وقت کہ
بندگی محمدؐ در بیابانہا می آمدند می فرمودند
عاشقان را سلام۔ محققان را پیام۔ محمد
یوسف حسینی ما تو امامے۔

(۶۶) نقل است (ع) کہ حضرت بندگی
محمدؐ رضی اللہ عنہ فرمودند ما بدیں خوشیم
کہ ما را بدیں صورت فرستاد تا هیچ کس
در نیاید۔ معرفت مردان خداے دریافت
نشود چنان کہ معرفت اللہ و این دو بیت
خوانند۔ بیت

برتر از وہم و حس عقل و قیاس
چیت جز خاطر خداے شناس
در میان عاشقان مرغان درند
کز قفس پیش از اجل بیرون پرند
(۶۷) نقل است (ع) از قالب حضرت
بندگی محمدؐ رضی اللہ عنہ ہر شب صورتے
بروں می آمد۔ آب می ستند۔ وضو می کرد
انچہ وظائف بود ہم ادا می کرد۔ و حضرت
بندگی محمدؐ رضی اللہ عنہ ہم برو الکفانی
کردند۔ می خواستند۔ وضو می کردند۔ باز

وَمَا كَفَرَ إِلَّا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلِهِمْ

(۶۸) نقل است (م) کہ خواجہ حبیب اللہ

ابو المرشد مقبول المحضرت شاہید اللہ قدس سرہ العزیز می فرماید آن مخاطبات، آن تجلیات، آن بازیہا کہ با حضرت بندگی محمد رضی اللہ عنہ سر روز پیش از موت بود، نمی گویم از آن کہ مختصر با طاقت آن ندارند و فراخ گوشہا تنگ آید۔

(۶۸) نقل است (م) کہ خواجہ حبیب اللہ

ابو المرشد، مقبول المحضرت شاہید اللہ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ حضرت بندگی محمد کے انتقال سے تین دن پہلے جو مخاطبات، جو تجلیات اور جو بازیہا ہوئیں وہ میں بیان نہیں کر سکتا کہ اگر اختصار کے ساتھ بیان کروں تو وہ اس اختصار میں نہ سمائیں، اور اگر تفصیل سے بیان کروں تو تفصیل سننے والوں کو کم معلوم ہوں۔

(۶۹) نقل است (م) کہ حضرت بندگی

مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند توحیدے کہ من گفتہ ام بیچ کس در عالم نشسته است۔ و نخواہد گفت۔ توحید من و اے ہمہ توحید ہاست و فردا ہمیں توحید ما مارا نفع کند نہ آن کہ نشسته دیگر کہ نفع آن شرم است۔

(۶۹) نقل ہے (م) کہ حضرت بندگی

نے فرمایا کہ جس طرح توحید میں نے بیان کی ہے، دنیا میں کسی نے بیان نہیں کی ہے۔ اور نہ بیان کر سکے گا۔ میری توحید تمام توحیدوں سے آگے ہے۔ یہی توحید کل ہمیں فائدہ پہنچائے گی نہ وہ دوسری چیز جس کا نفع شرم ہے۔

(۷۰) نقل است (م) کہ خواجہ حسن بصری

در رہے می رفت۔ جو آنے ملاقات شد۔ چراغ بردست گرفته، سلام کرد۔ چراغ گشت۔ پرسید، یا شیخ این از کجا آمد بجارفت، خواجہ ساکت شد۔ او از پیش غایب شد۔ و بعضی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسن بصری را خواجہ می گفتند و حل مشکلات تمام کرده بودند۔ آخر از دست جو آنے الزام خورد۔ حضرت مولانا یوسف

(۷۰) نقل ہے (م) کہ خواجہ حسن بصری

جا رہے تھے۔ راستے میں ایک نوجوان سے ملاقات ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں چراغ تھا۔ اس نے خواجہ حسن بصری کو سلام کیا، چراغ بجھا دیا، اور پوچھا، اے شیخ یہ کہاں سے آیا اور کہاں گیا؟ خواجہ حسن بصری خاموش رہے۔ وہ نوجوان سامنے سے غایب ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض اصحاب نے حسن بصری کو خواجہ کہا ہے اور انہوں نے تمام

شاہید اللہ پرسید کہ سوال میں جو ال را
 جو الے ہست یا نہ ؟ مقبول حضرت شاہ
 ید اللہ گفتند، حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ
 عنہ می فرمودند اگر من بودم این جواب می
 وادم، از و آمد، بدور رفت، اِنَّا لِلّٰهِ وَ
 اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

مسئلیں حل کی تھیں۔ آخر انھیں ایک نوجوان
 کے ہاتھوں منہ کی کھانی پڑی۔ حضرت
 مولانا یوسف نے جو ایک مرد صادق، طالب او
 عالم ہیں، مقبول حضرت شاہ ید اللہ سے
 پوچھا کہ اس نوجوان کے سوال کا جواب بھی
 ہے یا نہیں؟ مقبول حضرت شاہ ید اللہ
 نے فرمایا، حضرت بندگی مخدوم فرماتے تھے کہ
 اگر میں ہوتا تو اس نوجوان کو جواب دیتا کہ
 ”اسی سے آیا، اور اسی کی طرف گیا، اِنَّا لِلّٰهِ
 وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

(۷۱) نقل است (مد) کہ امام فخر الدین
 رازی در را ہے می رفت یا عورتے ملاقات
 شد۔ گفت یا امام شنیدہ ام کہ در معرفت
 خداے عزوجل نہ صد و نودونہ کتاب تصنیف
 کردہ۔ سوال می کنم، جوابی بگو۔ امام گفت،
 پیرس۔ او آغاز کرد، این تصنیفات کہ
 کردہ قبل معرفت کردہ یا بعد معرفت
 است۔ اگر قبل معرفت است، آل زماں
 خود ہمہ جہل بود، چہ نوشتہ؟ و اگر بعد
 معرفت است، آل زماں او خود در بیان
 نمی آید و آنچه در بیان نمی آید، چہ نویسد؟
 امام فخر الدین گفت، جنازہ فخر الدین را بر
 دارید کہ بردست پیر زالے الزام خورد۔
 روز سے بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ
 بالائے حوض خاص نشستہ بودند۔ شخصے آمد۔

(۷۱) نقل ہے (مد) کہ امام فخر الدین
 رازی کہیں جاتے تھے۔ راستے میں ایک
 عورت ملی۔ اس نے کہا، اے امام، میں نے
 سنا ہے کہ خداے عزوجل کی معرفت میں
 آپ نے نو سو نواوے کتابیں تصنیف کی ہیں
 میں آپ سے ایک سوال کرتی ہوں، جواب دیجئے
 امام نے فرمایا، پوچھو۔ اس نے پوچھا کہ یہ جو
 کتابیں آپ نے لکھی ہیں، معرفت کے بعد لکھی
 ہیں یا معرفت سے پہلے۔ اگر معرفت سے پہلے
 لکھی ہیں تو وہ آپ کے جہل کا زمانہ تھا۔ کیا
 لکھا ہوگا؟ اگر معرفت کے بعد لکھی ہیں تو اس
 وقت معرفت بیان میں نہ سمانی ہوگی۔ اور
 جس بات کی بیان میں سمانی نہ ہو اس کے
 بارے میں کیا لکھا جا سکتا ہے۔ امام فخر الدین
 رازی نے فرمایا، فخر الدین کا جنازہ اٹھاؤ کہ ایک

پرسید، اے سید محمد، خدا کے رشتہ خانی
یا نہ؟ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہما ساکت
ماندند۔ بیچ جواب نہ اوند۔ او خندید۔ خدا
رامی شناسی باگفت، غایب شد۔

خواجہ حبیب اللہ ابو المرشد شاہ
ید اللہ می فرمودند، می دانید، ساکت چرا
ماندند؟ این جا جواب ہمیں سکوت است۔
بیاں ممکن نیست۔ اگر گوید شناختہ ام،
گوید چہ شناختہ و اگر گوید نہ شناختہ ام،
گوید چندین عمر چرا ضائع کردی۔ پس ضرورت
ساکت شوند۔ آن شاید ہم دانست کہ جواب
این مقام ہمیں سکوت است، خندید و رفت
چنانکہ گفته اند، مَنْ عَرَفَ اللَّهَ كَلَّ
لِسَانُهُ وَ مَنْ عِلْمَ جَهْلٍ وَ مَنْ جَهْلٍ
عَلِمَ۔ جہل این مقام علم است۔ بیت
ہرگز دل من ز علم محروم نشد
کم ماند ز اسرار کہ مفہوم نشد

بڑھیا سے اس نے منہ کی کھالی۔
ایک روز حضرت بندگی مخدوم مخوص خاک
کے اوپر بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص آیا،
اور اس نے پوچھا، اے سید محمد، آپ خدا کو
پہچانتے ہیں؟ حضرت بندگی مخدوم خاموش
رہے۔ اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ ہنسا اور
کہنے لگا، تو خدا کو پہچانتا ہے۔ یہ کہا اور غائب
ہو گیا۔

خواجہ ابو المرشد مقبول حضرت شاہ ید اللہ
فرماتے ہیں کہ جانتے ہو حضرت بندگی مخدوم
کیوں خاموش رہے؟ اسی سکوت میں اس
کا جواب ہے، بیان ممکن نہیں۔ اگر کہتے کہ
پہچانتا ہوں تو کہتا کیا پہچانا؟ اور کہتے نہیں
پہچانا، تو کہتا، اتنی عمر کیوں رائگاں کی، اس
لیے بالکل خاموشی اختیار کی۔ وہ بھی شاید
جان گیا کہ اس مقام کا جواب یہی سکوت ہے۔
اس لیے ہنسا اور چلا گیا۔ چنانچہ کہا گیا ہے
”جس نے اللہ کو پہچانا، اس کی زبان جو جہل
ہو گئی۔ جس کو علم حاصل ہوا اس نے درحقیقت
اپنی جہالت کا اعتراف کیا، اور جس نے اپنی
جہالت کا اعتراف کیا وہی صاحب علم ہوا۔ اس
مقام کا جہل علم ہے۔“

میرا دل ہرگز محروم نہ رہا
کم ہی رہے ایسے اسرار جو سمجھ میں آئے
(۷۲) حضرت بندگی مخدوم سے نقل ہے (م)۔

(۷۲) نقل است (م) از حضرت بندگی مخدوم

رضی اللہ عنہ - ثنوی سے

زہر عیادت برائے مریض
کہ بود دست ستمش طویل و عریض
چہ خود با مداد برستم بر او
بے نالہ و آہ ویدم درو
مرض را بگنتم ز دست مریض
چنین نالہ ات ہم ز دست مریض
و ما آن کہ در دست تو بر مریض
چنان نالہ پیدا شدہ در مریض
مرض گفت حقاً مریض چنان
کہ نالم ز جورش کجا در جہاں
چو ایوب باید کہ نالم ازو
ز صبرش چو رنجور گروم ازو
کہ در وقت شدت بگفت او چنین

خدا یا توئی ارحم الراحمین

(۷۳) نقل است ہم کہ حضرت بندگی
مخدوم رضی اللہ عنہ را سخاں جانوراں ہم
معلوم بود۔ چنانکہ می فرماید۔ ثنوی سے

بوقتی در آن راہ گجرات من
کہ می رستم آن دم ز کنبہات من
در آن سال امساک باراں بودہ
بسے از مواشی سقط می شدہ
نشیب درختاں فتادہ بودہ
زا جناس طیراں بمرودہ بدہ
شنیدم کہ زانے زبالائے سناخ

ثنوی سے -

ایک مریض تھا، اس کی بیماری بڑی لمبی
چوڑی تھی، ایک صبح میں اس کی عیادت کے
لیے گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ بہت زیادہ ہائے
واٹے کرتا تھا۔ میں نے مرض سے مخاطب ہو کر
کہا کہ کیا مریض کے ہاتھوں تو بھی ایسا ہی رہتا
ہے جیسے کہ تیری وجہ سے مریض نے یہ رونا دھونا
اختیار کیا ہے؟ مرض نے کہا، خدا کی قسم ایوب
جیسا مریض مجھے کہاں ملے گا کہ جس کے ظلم سے
میں آہ و زاری کروں۔ ان کے صبر سے مجھے بہت
تکلیف ہوتی تھی کہ وہ شدید تکلیف کے عالم میں
بھی یہی کہتے تھے کہ خدا یا تو ارحم الراحمین ہے۔

(۷۳) نقل ہے ہم کہ حضرت بندگی
مخدوم رضی اللہ عنہ کی زبان بھی جانتے تھے۔ چنانچہ
فرماتے ہیں۔ ثنوی سے

جس زمانے میں میں گجرات کے راستے
کنبہات سے گزر رہا تھا، اس سال بارش بہت
کم ہوئی تھی۔ اور اس کی وجہ سے چوپائے
مر رہے تھے، اور درختوں کے نیچے پڑے ہوئے
تھے۔ اجناس کی کمی کی وجہ سے پرندے بھی
بہت مر رہے تھے۔ میں نے ایک درخت کی ٹہنی
پر بیٹھ کر ایک کوسے کو رزق کی اس کثرت

چنان شکر گفتم ز رزق فراخ
 اللَّهُمَّ يَا وَاسِعَ الْمُعْظِمَةِ وَسِعَتِ عَلَيْنَا
 رِزْقًا بِفَضْلِكَ يَا رَحِيمًا يَا وَهَّابًا
 يَا كَرِيمًا يَا تَوَّابًا -

جانش جلال و جلالش جلال
 بہ تمثیل فہم نہ اہل کمال
 مصیبت بدہقانیوں است و در
 بزاغاں ہماں موجب شکر گرد

(۷۲) نقل است (سم) شتوی سے

شنیدم کہ منصور مرد ولی
 اتا یک بندہ بر حسین علی
 اگر چہ کہ در جمع ابدال بود
 و لیکن بہ از جملہ امثال بود
 چو در خدمت مصطفیٰ بد بسے
 ز مقدار عمرش چہ داند کسے
 کہ روزے بسید بکرد او کلام
 و این جانبستہ شدہ آن تمام
 بگفتا بہ منے خانہ عارف اگر
 بنوشد منی و مست آید بدر
 بعورات بدکارہ گردد بکار
 پچیزے ز عرفانش نقصان شمار
 چنان گفت منصور از وقت حال
 باذل بود آن کلام و مقال

پڑ اس طرح شکر ادا کرتے سنا بہ
 اے اللہ، اے مغفرت کو وسعت دینے
 والے، تو نے اپنے فضل و کرم کو ہم پر وسعت
 دے دی اے رحیم، اے عطا فرمانے والے،
 اے بخشنے والے،

اس کا جمال جلال ہے اور اس جلال
 جمال، اس بات کو اس تمثیل سے اہل کمال
 اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ جس چیز میں ہتھیانوں
 کے لئے مصیبت ہے، وہی چیز کو توں کے
 لئے موجب شکر بن جاتی ہے۔

(۷۲) نقل ہے (سم)۔ شتوی:

میں نے سنا ہے کہ منصور ولی حضرت
 حسین ابن علی کے اتالیق تھے۔ اگرچہ ان
 کا شمار ابدالوں میں ہوتا ہے، لیکن وہ
 اس طرح کے لوگوں میں سب سے بہتر تھے۔ وہ
 ایک مدت تک رسول اللہ صلعم کی خدمت
 میں رہے۔ ان کی عمر کا کسی کو بھی اندازہ
 نہیں۔ ایک دن انھوں نے سیدہ امراؤ خود
 حضرت خواجہ گیسو دراز بندہ نواز ہیں) سے
 جو کچھ کہنا، وہ تمام و کمال یہاں لکھا جا رہے۔
 انھوں نے کہا کہ اگر کوئی عارف شراب خانے
 میں شراب پیئے اور وہاں سے بدست ہو کر
 نکلے، بدکار عورتوں سے مسکھ کالا کرے تو یہ
 نہ خیال کرو کہ اس کے عرفان میں کوئی کمی
 ہوگی۔ منصور نے وقت حال کیا اچھی بات

بداں محلے چند وارد مقام
 نمود دست سید بیانش تمام
 نہ او خورد مئے رانہ او فعل کرد
 نمودار ظاہر نمود دست مرد
 چنانچہ کہ عیسیٰ علیہ السلام
 نہ مقتول بدکشتہ دیدش انام
 ازاں جمع باشد یکے در میان
 بہ مئے خانہ نشیند بہ بدکارگان
 کند ہر چہ مئے خوارگان می کنند
 کند بد ہر آنچه کہ شاں می کنند
 نموداری او خود نماید چنین
 حقیقت نہ او کار آید چنین
 نموداریش بہر سترے بود
 بد اندگان نیز کارے بود
 و لیکن برآں کس ممکن اعتماد
 نہ شاید کہ بروے کئی اعتقاد
 ازین طائفہ نیز باشند نگر
 نمایند گاہے بہ شکل دیگر
 تو اں گفت محل دیگر اں عمل
 شود مئے بدستش جو عین غسل
 مثل ہم از غیب شاہد بود
 کہ مئے خانہ گردیدہ مسجد بود

مئے غسل گرد بدستش، مئے کہہ مسجد
 شود۔ قنوی سے

۵۷
 کہی ہے کہ یہ کلام اور یہ بات دل سے نکلی
 ہے۔ اس کلام کے چند محل ہیں جن کو سید
 حضرت مخدوم خواجہ بندہ نواز نے تمام و
 کمال بیان کر دیا ہے۔ نہ اس نے شراب
 پی اور نہ اس نے بُرا فعل کیا، حالانکہ
 ظاہر میں یہ کام اسی سے ہوا۔ جیسے کہ عیسیٰ
 علیہ السلام قتل نہیں ہوئے، لیکن لوگوں
 نے انہیں قتل ہوتے دیکھا۔ وہ لوگوں
 کے درمیان شراب خانے میں اور بدکاروں
 میں بیٹھا ہوگا۔ وہی کرے گا جو شراب خوا
 کرتے ہیں اور وہی کرے گا جو یہ لوگ
 کرتے ہیں۔ اس کا ظاہر یہی دکھائے گا
 لیکن حقیقت میں اس سے ایسا کام نہ ہوگا۔
 اس کا یہ ظاہر ستر کے لیے ہوگا، اور جاننے
 والوں کے پاس یہ بھی ایک کام ہوگا۔
 لیکن ایسے شخص پر اعتماد نہ کرو اور ایسوں پر
 اعتماد نہ رکھو۔ اس گروہ کے لوگ ایسے
 بھی ہوتے ہیں کہ ہر وقت ایک نئی شکل میں
 نمودار ہوتے ہیں۔ دوسرے محل کے
 عمل بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ شراب
 بھی اس کے ہاتھوں میں شہد ہو جاتی ہے
 غیب سے مثل اس کا شاید ہے کہ اگر شراب خانہ
 دیکھا تو وہ مسجد ہو جاتی ہے۔

اس کے ہاتھ میں شراب شہد ہو جاتی ہے
 اور شراب خانہ مسجد ہو جاتا ہے۔ قنوی سے

دوسرا عارف اسی طرح فرض کیا۔ وہ
برے کام کا مرتکب ہوا۔ یعنی اس نے
شراب پی اور اجنبی عورت کے ساتھ
سویا۔ اس کی شرح میں بیان کرتا ہوں۔
بعض اہل کمال نے یہ بھی کہا ہے کہ ایسی
رجعت مقام ولایت کی دلیل اور نشان
ہے۔ مقام محبت میں چھوٹا سا گناہ بھی
محبت میں کمی کا باعث ہوتا ہے لیکن
مقامات عرفان میں گناہ اس کے کمال
کی دلیل بن جاتا ہے۔ محمد ابوالفتح گیسو
دراز اتباع نبوی کی دولت سے سرفراز
ہوا ہے۔ اور وہ علم یقین، فہم متین
اور حق تحقیق کے ساتھ اس طرح
بیان کرتا ہے ان عارفوں کے لیے
، دوزخ ہے جو راہ طریقت پر نہیں
چلتے۔ جو گفتار اور کردار سے بے راہ
ہو جاتے ہیں، یقین مانو کہ وہ دوزخ
میں جاتے ہیں۔ اس کے بارے
میں ان سے پرسش ہوگی اور ان پر
جلالی خداوندی کا ظہور ہوگا۔ فرمان ہوگا
کہ جو کچھ کیا میں نے کیا، اب بھی جو
چاہوں گا کروں گا دنیا میں بجلی اور
کشت کی صورت میں ایسا ہی عیاں
تھا۔ پہچانو، حلو اور اور پھر
دیکھو۔

دگر عارف فرض کر دم ہی
بفعل بدی مرتکب شدومی
کہ مئے خورد با جنیت بخت
از آن حال شری تو انم بگفت
کہ گفتند بعضی ز اہل کمال
چنین نیز آمد از ایشان مقال
کہ ان در مقام ولایت بد ان
برجت بود آن دلیل و نشان
مقام محبت گناہ قلیس
بنقصان حب است عصیان دلیل
و در مقامات عرفان بود
دلیل کمالش بہ عصیاں بود
محمد ابوالفتح گیسو دراز
بہ تبع نبی گشتہ او سرفراز
بعدم یقین نفہم متین
ز حق تحقیق بگفتہ چنین
بود دوزخ بہر آن عارفان
کہ راہ طریقت رفتند نشان
بگفتار و کردار بے راہ شوئند
یقین دان کہ ایشان بدوزخ بوند
دیں جا با ایشان مقالہ شود
بریشان ظہور جلالت شود
کہ من کردہ ام پرچہ کر دم ز پیش
کنوں مان کنم ہرچہ خواہم ز خویش
بدینا چنانچہ کہ بودم عیاں

سنو میں تحقیق سے سچی بات کہتا ہوں۔ اس راستے میں ٹھکر کی پیروی اختیار کرو۔ اگر آرام، امن اور قرار چاہتے ہو تو آپ ہی کے راستے پر ثابت قدمی سے چلو۔ پیغمبروں کی پیروی کے بغیر یہ ناممکن ہے کہ ٹھکانا جنت بنے۔ چنانچہ ثنائی نے کیا اچھے راستے کی نشاندہی کی ہے۔ کہتے ہیں راستے بے شمار ہیں، لیکن مقصود ایک ہے۔ اور جس راستے سے آؤ اس تک بے شک پہنچو گے۔ لیکن خار و خس سے پاک صرف پیغمبروں کی پیروی کا راستہ ہے۔

بکشت و تجلی بود، پیمان
شنا سید و سوزید ہم، سنگرید
دریں دوزخ و درد، اکنوں شوید
بتحقیق گویم تو از حق شنو
بتبع محمد دریں رہ برو
گر آرام خواہی و امن و قرار
تو در پے روی نہ قدم استوار
محالست بے تبع پیغمبران
کہ ما و اہل گرد و بدار الامان
چنانچہ ثنائی سنائے نمود
بہ صد سبل او سبیلے نمود
طرق بے شمار است مقصد یکے
بہر رہ کہ آئی رسی بے شکے
و لیکن رہ پاک از خار و خس
رہ تبع پیغمبران است و بس

جس شخص نے مصطفیٰ کا راستہ چھوڑ لیا
وہ آفتاب دیکھ لینے کے بعد سہا کیا دیکھے گا
مضمون ایک ابدال ہے اور ابدال
پر جو باندیاں ہیں وہ مضمون پر سے
استعمالی گئی ہیں۔ ان کی عمر کا حال اکثر
ہی کہ معلوم ہے کہ گئی ہے۔ وہ خود کہتے
ہیں کہ حسین ابن علیؑ کی میں نے اتالیقی
کی ہے۔ جب حضرت حسینؑ پیدا ہوئے تو
انہیں میرے گود میں دیا گیا۔ ایک روز

آں کسے گوید کہ راہ مصطفیٰ
آفتاب وانگہ کسے بیند سہا
منصوری کے از ابدال است۔ اور
از میاں ایشاں آزاد است یعنی پھینکا
کہ برایشاں ست، ازوے بر گرفتہ اند
عمر او واللہ اعلم تا چہ قدر باشد۔ او
گوید حسین بن علی رضی اللہ عنہما را اتالیقی
کردہ ام چونکہ حسینؑ را زادند در کنار
من زادند۔ روزے پیش حضرت محمدؐ

رضی اللہ عنہ گفت کہ عارف نے درخار آید، مے نوشد و مستان بروں شود، درخانہ عورت بدکارہ در آید، بداراں مباشر شود، ہیچ از معرفت و تجلیات و کشفیات او نقصان نپذیرد۔ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ و هو المشد فی العموم فرمودہ اند،

ایں سخن را چند نغمے ہست۔ محلے سیدی اعتراری و صحیحی۔ یکے ہمیں است کہ از قبیل و ما قتلوه ما صلبوه و لکن شبہ اللهم باشد۔ و اگر فرض کنم چنیں بود کہ مے را بعینہ خوردہ است و این کار را بر عورت بے گمانہ بفعله و جستہ کردہ است عرفاں و تجلیش کم نگشتہ۔ چنانچہ گفتہ اند معصیت در مقام ولایت دلیل بر مراجعت کند و در مقام محبت دلیل بر منفعت کند۔ و معصیت در مقام معرفت دلیل بر کمال کند۔ اما محمد حسینی بحق الحقیقت، بعلم یقین و فہم متین می گوید کہ دوزخی اند آنانکہ باتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نرفتہ اند۔ ہرچہ نفس ایشان تقاضا کردہ است از گفتار و کردار کم نکرودہ اند۔ ایشان را در دوزخ اندازند۔ با ایشان گویند، آ رہے، ہرچہ کردم من کردم، ہرچہ کنیم من کنیم۔ انیک من در کشف و ظہور سے بجلی ام، چنانچہ در دنیا بودم۔ ہر اید انید، ہر بیند، ایشناسید، بسوزید۔

انہوں نے حضرت مخدوم سے کہا کہ اگر کوئی عارف شراب خانے میں آئے، شراب پیئے اور وہاں سے مست ہو کر نکلے، بدکار عورت کے گھر جائے، اس سے مباشرت کرے تو اس کی معرفت، تجلیات اور کشفیات میں کمی نہ ہوگی۔ ہم سب کے مرشد حضرت بندگی مخدوم نے فرمایا، اس بات کے چند محل ہیں جیسے محل سیدی، اعتراری اور صحیحی۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ انہوں نے آپ کو قتل کیا نہ آپ کو صلیب دی لیکن وہ شبہ میں ڈال دیئے گئے، اگر فرض کیا کہ اس نے واقعتاً بر اکام کیا تو اس کے عرفان اور اس کی تجلی میں کمی نہ ہوگی۔ چنانچہ کہا گیا ہے کہ مقام ولایت میں معصیت، مراجعت کی اور مقام محبت میں منفعت کی دلیل ہے اور مقام معرفت میں معصیت کمال پر دلالت کرتی ہے۔ لیکن محمد حسینی حق الحقیقت علم عین اور فہم متین سے کہتا ہے کہ وہ لوگ دوزخی ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلعم کی پیروی نہیں کی ہے۔ جو کچھ ان کے نفس نے تقاضا کیا، اس کے پورا کرنے میں کمی نہیں کہیے انہیں دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ ان سے کہا جائے گا، ہاں، جو کچھ کیا، میں نے کیا، جو کچھ کرتا ہوں، میں کرتا ہوں۔ اب اس

۶۱
 اے عزیز، بناید این سخن بر تو مشکل شود۔
 امروز عارفان را سردرد می باشد، شکم
 درد می باشد، تب می باشد، وجع می
 باشد، دیگر دیگر و تجلی عرفان ہمہ باقی
 با او با این ہمہ درد آن عارف را می سوزد
 و با وجعی گرفتار شدہ نالہ وزاری می کند۔
 اے گرفتگی واد، البتہ می خواہد رنج بصحت
 بدل شود و کذالک۔ فردا، آمانا و صدقاً،
 روح ابو علی سینا برسد۔ فرماں آید، از
 رہ محمد آمدہ است یا خود می خواہد ہما پیوند
 گوید، خود می خواہم کہ بتو پیوند کنم۔ فرماں
 شود کہ بعد بعثت محمد، بر مارہ نیست جز رہ
 محمد۔ باز گردانید در ہاویہ نکال و عذاب
 بدارید۔ و عرفان او با او باقیست۔ آ
 درویش، دریں جہاں و در آن جہاں، بل
 من لا ذل کا بد آرام و قرار و بر خودداری
 و آسودگی جز با اتباع محمد نیست۔ بیت سہ
 مصطفیٰ وانکہ کسے گوید کہ رہ
 آفتاب وانکہ کسے بیند سہا

(۷۵) نقل است (مس) حضرت

کشف اور تجلی ظہوری میں ہوں جیسا کہ دنیا
 میں تھا۔ مجھے جانو، دیکھو، پہچانو اور جلو۔
 اے عزیز اس بات کے سمجھنے میں کچھ
 دشواری نہ ہونی چاہئے۔ آج عارف
 کے دردِ سر ہے، دردِ شکم ہے۔ بخاریہ
 درد اور دوسرے امراض ہیں، عرفان
 تجلی ان تمام دردوں کے ساتھ اسے جلاتی
 ہے اور درد میں مبتلا ہو کر وہ آہ وزاری
 کرتا ہے۔ اس پر وہ دل گرفتہ ہوتا ہے
 اور چاہتا ہے کہ اس کی تکلیف صحت
 میں بدل جائے۔ اسی طرح کل جب بو علی
 سینا کی روح کو حضور خداوندی میں لے گئے
 تو فرمان ہوا کہ محمد کے راستے آنے ہو یا
 اپنی کوشش سے ہم سے جڑنا چاہتے ہو۔
 ابو علی سینا کی روح کہے گی میں چاہتا ہوں
 کہ اپنی کوشش سے آپ سے وابستہ ہو جاؤ۔
 فرمان ہوا۔ محمد کی بعثت کے بعد راہ محمد
 کے سوا ہم تک پہنچنے والا کوئی نہیں۔ اس
 لیے جاؤ، اور دوزخ کے اسفل طبقوں
 کے عذاب میں ڈال دو۔ لیکن اس کا عرفان
 باقی ہے۔ اے درویش اس دنیا میں اور
 اس دنیا ہی میں نہیں بلکہ ازل سے لے کر
 ابد تک آرام و قرار، برو مندی اور آسودگی
 اتباع محبت کے سوا کسی اور چیز میں نہیں ہے۔
 (۷۵) نقل ہے (مس) کہ حضور

بندگی مخدومؑ کی اولیاء اور انبیاء کی روحوں سے ملاقات تھی۔ چنانچہ حضرت افضل الاولیاء حضرت علیؑ سے پوچھا کہ آپ کے عرس کی کیا تاریخ ہے؟ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ (۸/۱) ماہ مبارک رمضان ہے۔

بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ را با ارواح انبیاء و اولیاء ملاقات بود۔ چنانکہ روح حضرت افضل الاولیاء علی رضی اللہ عنہ را پرسید کہ عرس شما بکدام تاریخ است۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمودند کہ ہجرت ماہ مبارک رمضان است۔

(۷۶) نقل ہے کہ (مس) حضرت بندگی مخدومؑ میں وہ قوت تھی کہ جسے چاہتے اپنے سینے سے لگا کر اسے نعمت دے سکتے تھے اور لے سکتے تھے۔ جیسا کہ حضرت بندگی مخدومؑ اور سید جلال الدین بخاری کے واقعہ میں آپ نے پرٹھا ہوگا۔

(۷۶) نقل است (مس) بندگی مخدوم را قوتی بود کہ ہر کس را کہ کنار می گرفتند نعمت می دادند و ہم ستند۔ چنانچہ حکایت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ و حکایت سید جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہ خواندہ باشی۔

(۷۷) نقل ہے (سم) خود حضرت بندگی مخدومؑ سے : شنوی ایک روز میں موسم بہار میں بازار سے گزر رہا تھا۔ میں نے وہاں ایک گلزار کو دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک مست عورت بیٹھی ہوئی ہے اور ایک دنیا کو اس نے اپنی زلفوں میں باندھ رکھا ہے۔ حسن و لطافت میں اس کا چہرہ گلاب جیسا تھا اور اس کے رخسار لالہ جیسے اور چنبیلی جیسی بودینے والے لگاتے تھے۔ وہ بڑے ناز و انداز دکھانے والی عورت تھی اور بڑی عشوہ باز و عشوہ ساز تھی۔ بڑی شوخ چشم اور عیارہ تھی۔ نخر دکھانے والی مکارہ تھی۔ بہتے وقت اس کے

(۷۷) نقل است (سم) از بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ۔ شنوی بیازار دیدم رخ گلزار بروزے گزشتم بوقت بہار بہ دیدم زنی مست بنشہ بود جہاں در خم زلف بر بستہ بود بحسن و لطافت رخس چوں گلے عذارش سمن بوئے لعلش لبے زنی شیوہ باز و بے عشوہ ساز لبے نازبانے بے عشوہ باز زنی شوخ چشم و عیارہ کرشمہ نمائے و مکارہ لبش وقت خندہ جواب حیات شود زندہ از خندہ او موات

کند خندہ اش بندہ آزادہ را

بود رونق از لبش بادہ را

ہم از قاب قوسین لبانش نشان

ز نور رخس نور چشم بداں

بداں نور بینم اگر سوئے او

بنورش تو اں دید ہم روئے او

رخ او نشان الوہیتیش

زستاں بیاں ربوبیتیش

ز انوار قدسی بروتابش

ز الطاف سبحانش آرایش

باعزاز و اکرام بنشستہ بود

بہر سوئے جلنے فروبتہ بود

بدوکان تنبول تکیہ زدہ

بہ برگ لبش جہاں سپاری شدہ

بزرگ رخس جان مردم فدائے

بداں چونہ گرد در دل مبتلائے

ہر آنکس کہ دیدہ شدہ مبتلائے

ز عشاق جا نہا بروشد فدائے

جینش ز لاموت رمرے نمود

لبش از جمال انور رزے نمود

ز نظارہ چمنے کہ گردش بند

چہ گویم ہمہ مبتلا لبش بند

ز عشقش نفس ہریکے می زنی

کہ ہریک بدعوی قرینیش شد

بہ برگ لب و رنگ رخسار او

دلہم چوں نگردد بیدار او

ہونٹ آپ حیات جیسے تھے کہ مردہ بھی اس
کی ہنسی سے زندہ ہو جاتا تھا۔ اس کی ہنسی
آزاد کو اپنا غلام بنا لیتی تھی اور اس کے
ہونٹوں سے شراب کی رونق بڑھتی تھی۔
اس کے لب قاب قوسین کی نشان دہی کرتے
تھے۔ اس کے چہرے کے نور سے آنکھوں کو نور
حاصل ہوتا تھا۔ اس نور سے اس کی طرف
دیکھا جائے تو اسی کا چہرہ دکھائی دیتا تھا۔
اس کا چہرہ الوہیت کی نشان دہی کرتا تھا۔
اور اس کی چھاتیاں ربوبیت کا بیان تھیں۔
اس کا چہرہ انوار قدسی سے جگمگا رہتا تھا اور خدا
کی عنایتوں سے تزیین و آرایش پائے ہوئے
تھا۔ وہ بڑی شان و شوکت کے ساتھ بیٹھی
ہوئی تھی اور ہر طرف سے جانیں اس پر فدا
ہو رہی تھیں۔ وہ ایک پان کی دوکان میں بیٹھی
تھی اور پان کی لالی سے اس کے ہونٹ سرخ
تھے۔ اس کی خوبصورتی پر لوگ فدا تھے اور
بڑی طرح اس پر فریفتہ تھے۔ جس نے بھی اس
دیکھا وہ سو جان سے اس پر فدا ہو گیا۔ اور
عاشقوں کی جانیں اس پر تصدق ہونے لگیں۔
اس کی بیانی ہوت کا راز کھولتی تھی اور اس کے
ہونٹ جمال خداوندی کی جھلک دکھاتے تھے۔
اس کو دیکھنے کے لئے جتنا اس کے گرد بکراٹتے
تھے کیا کہوں سب ہی اس پر کس بڑی طرح فریفتہ
ہو جاتے تھے۔ ہر شخص اس کی محبت کا دم بھرتا
تھا اور اس دعوے کے ساتھ ہر اس کے قریب ہونا

ہونا چاہتا تھا۔ اس کے نیکھڑیوں جیسے ہونٹوں
 اور اس کے رُخ رنگین کو دیکھنے کے لئے میرا ہی
 دل کیوں نہ تڑپتا۔ ہر شخص اپنی جان پر کھیلنے
 تیار ہو گیا کیونکہ اس میں ہر ایک کو اپنا دلبر مقصود
 نظر آتا تھا۔ جب اس نے مجھے اپنی طرف بلا یا تو
 میں نے سب کا قاصد بننے کا ارادہ کیا۔ اس آن
 میرے دل میں خیال آیا کہ وہی مرشد ہو سکتا
 ہے جو اس سے گزر جائے۔ دل میں اس خطرے
 کے پیدا ہوتے ہی وہ راحت مجھ سے چھین گئی۔
 اسی آن اس نے بلند آواز سے ہم کو پکارا اور
 اپنی محبت سب کے دلوں میں بٹھادی۔ کہا میں
 وہ ہوں کہ سارا عالم میرے زیر فرمان ہے۔
 میں شاہِ عشق ہوں اور تو میرا سلطان ہے۔ تو
 میری جان ہے اور دنیا میری جان ہے۔ تو میرا
 ہے اور دنیا میری ہے۔ جب اس کی یہ باتیں
 میرے کانوں تک پہنچیں تو مجھے اپنے آپ پر قابو
 نہ رہا۔ اختیار کی لگام میرے ہاتھ سے نکل گئی
 اور میرا جوڑ جوڑ ڈھیلا بڑ گیا۔ اس کی قربت
 کی دولت حاصل کرنے کے لئے میں نے اس کی
 طرف بڑھنا چاہا۔ اسی آن میں نے اس فتنہ
 انس و جان کو یہ کہتے سنا۔ ”اے جانِ جان“
 اگرچہ میری تمنائے تجھے بے تاب کر دیا ہے پھر
 بھی اتباعِ رسول کو اپنا شعار بنا، رک جا،
 ٹھیر جا۔ یہ سنتے کے باوجود اپنے دل کی آرزو
 کے مطابق اپنی جان اس پر نثار کرنے کے لئے میں
 نے شوخی سے اس کی طرف قدم بڑھانا چاہا۔

زہریک شدہ جاں سپاری برد
 چوں دیدند مقصود دل را در
 ہمیں کر د دعوت بسوئے خدم
 بقصد تمامیش قاصد شدم
 ہماں لحظہ در خاطرم در گزشت
 بود مرشد آن کس کہ زمین برگزشت
 از میں خطرہ وقعہ نشد ساعتی
 ہمیں باز ماندم از آن راحتے
 ہماندم باو از نار احوالند
 بد لہا ہمہ قصد خود را نشانند
 من آنم کہ جملہ بفرمان من
 منم شاہ عشق تو سلطان من
 تو جان منی و جہاں جان من
 تو آن منی و جہاں آن من
 چہ نہیں قول او چوں بگو شتم شدہ
 ز نام تملک ز دستم شدہ
 عنان و جاہت ز دستم رفت
 ہمہ بند بندم ز من برگزست
 ہمیں خواستم تا بوشش روم
 کہ با دولت قربت او شوم
 ہماں دم شنیدم کہ از جان جان
 بگفت است آن فتنہ انس و جان
 فقہ گفت بر تیغ رائے رسول
 میانزد من گرچہ گردی بلول
 بشوئی خدم خود شتم ساہم
 بقصد دل خود باو جان دم

چہ بینم زدکان نے آن نگار

نہ نظارہ بازار و نے آن دیار

نہ آن یار پر کار و یاران او

نہ آن گفت گوے نہ دوران او

خود ایسارہ ماندم بھیرت دران

نہ بد آنچہ من بردہ بودم گماں

بخود پختہ کردم خیال چنان

کہ مقصود جانم ہمیں شد عیال

بدیم کہ آن پختہ ام خام شد

محمد از آن وہم بے کام شد

ہم خورد و دوچار آن دم بکے

کہ او اہل تحقیق بد بیشکے

کہ بے خویش پر نیش درویش بود

درد در مندے و دل ریش بود

زمن ہر چہ گزشتہ بدراست گفت

ز بحر حقیقت جنیں در بسفت

یکانہ ترا این سہ گانہ نمود

کہ عشق ازل این نشانہ نمود

یکانہ بجانہ یکانہ ترا

نمودہ بصورت سہ گانہ ترا

کہ تا تو باشی نہ بینی دگر

چنانچہ کہ بیدی تو شکل و صبر

بباید نماید نباید رود

نہ دیگر بدان شکل پر آشوب

(۷۸) نقل است (اسی خدمت شیخ

علاء الدین النذی رحمۃ اللہ علیہ چنان اعتقاد

بر بندگی مخدوم رضی اللہ عنہم را بر بندگی

نہ بندگی خداوند است

کیا دیکھتا ہوں کہ نہ وہ دوکان ہے اور نہ وہ

حسینہ ہے۔ نہ وہ نظارہ ہے اور نہ وہ مقام

نہ وہ اس کے جاں باز دوست۔ نہ وہ اور

نہ گفتگو کا سلسلہ۔ میں ہی اکیلا حیرت زدہ

وہاں کھڑا تھا اور مجھ کو کچھ گزرا تھا اس کا نشان

وگمان بھی نہ تھا۔ میں نے یہ خیال پختہ کر لیا

تھا کہ میرا مقصود جاں و ہی ہے جو عیال

ہو گیا۔ میں نے سوچا کہ میں پختہ ہو گیا ہوں

بس اسی لمحہ میں خام ہو گیا۔ اسی وہم کی وجہ

سے محمد اپنی مراد کو نہ پاسکا۔ اسی آن کسی نے

مجھے پکار کر آگاہ کیا کہ وہ بے شک کوئی اہل تحقیق

تھا اور اپنے آپ سے برہم درویش تھا۔ اہل

کے اندر کوئی دل ریش و درمند چھپا ہوا تھا۔

جو کچھ مجھ سے غلطی ہوئی تھی اسے درست کیا

اور بحر حقیقت کے یہ موتی پرو گیا۔ بجانہ نے

تجھے اس طرح سہ گانہ دکھایا اور عشق ازل نے

تجھے اپنا نشانہ بنایا۔ بجانہ بجانہ نے

تجھے سہ گانہ کی صورت میں اپنے آپ کو دکھایا

تاکہ تو پھر کسی اور کو نہ دیکھ سکے۔ جیسی غلطی

و صورت تو نے دیکھی ویسی شکلیں اور صورتیں

تجھے دکھانا ہے۔ ان کے چہرے تیرے درمندانہ

کیونکہ یہ ان شکلوں کی وہ نظارہ ہیں اور نہ وہ

(۷۸) نقل ہے اسی کہ حضرت شیخ

علاء الدین النذی کو بندگی مخدوم سے اس

وجہ اعتقاد تھا کہ حضرت مخدوم سے دوسرے

مخدوم رضی اللہ عنہ، نبود۔ بارہا حضرت بندگی
مخدوم رضی اللہ عنہ می خدمتے و خدمت
شیخ علاء الدین رونے خویش برکف پائے
مبارک حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ
می داشتندے و می گفتندے۔ چون
حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ بیدار
می شدندے خدمت شیخ را با این حال
می دیدندے و می گفتندے، چرا ہم جنین
می کنی؟ خدمت شیخ می گفتندے، اے
امیر سید محمد، ترا کس شناخته است۔
من شناخته ام۔ زیرا کہ لا یعرف الجوهرا
الابجوهری۔

(۷۹) نقل است (سی) سلطان

فیروز بہمنی را فرزندان می شدندے و
ہم در خرد سالگی نقل می گشتندے۔
روزے سلطان فیروز پیش حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ با تہاس پیوست کہ فرزندان
من نمی زیند۔ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ
و حائے بکنند تا بزیند۔ حضرت بندگی مخدوم
رضی اللہ عنہ فرمودند کہ چنداں فرزندانے
خواہد تما کہ تو میربانی ایشان کردن تنگ
خواہی آمد۔ بعد چند گہے پسر در خانہ سلطان
آمد۔ جبریل نام درویش بود۔ بر سلطان
آمد و گفت، این پسر مرا بدہند۔ در خانہ
خود خواہم داشت۔ یک اسپ تازی نیز
بدہند راست خواہم کرد وقتے کہ کتب
شاہزادہ خواہد شد بریں اسپ سوار خواہم کرد۔

خلفاء کو اس درجہ اعتقاد بندگی مخدوم
سے نہ تھا۔ بارہا ایسا ہوا ہے کہ حضرت
بندگی مخدوم سوتے تھے اور شیخ علاء الدین
اپنا چہرہ حضرت بندگی مخدوم کے تلووں
پر رکھ کر سو جاتے تھے۔ جب حضرت بندگی
مخدوم بیدار ہوتے اور حضرت شیخ علاء الدین
کو اس حال میں دیکھتے تو فرماتے یہ سب کیوں
کرتے ہو۔ شیخ فرماتے، اے امیر سید محمد،
تمہیں کسی نے نہیں پہچانا۔ میں نے تمہیں
پہچانا ہے، کیونکہ جوہری کی قد جوہری کے
سوا کوئی نہیں جانتا۔

(۷۹) نقل ہے (سی) کہ سلطان

فیروز شاہ بہمنی کے لڑکے پیدا ہوتے لیکن
کم سنی ہی میں مر جاتے تھے۔ ایک روز
سلطان فیروز نے حضرت مخدوم نے فرمایا کہ
تجھے اتنے فرزند ہونگے کہ تو ان کی کثرت سے
تنگ آجائے گا۔ کچھ دنوں بعد سلطان کے
گھر لڑکا پیدا ہوا۔ جبریل نامی ایک درویش
تھا۔ وہ سلطان سے ملا۔ اور اس سے کہا
کہ اس لڑکے کو مجھے دے دے۔ میں اسے
اپنے گھر میں رکھوں گا۔ ایک تیز عربی گھوڑا
بھی دے۔ جب شاہزادہ کی کتب نشینی
ہوگی تو اس گھوڑے پر وہ سوار ہوگا۔
سلطان ایسا ہی کیا۔ حضرت بندگی مخدوم نے
کو غیرت آئی۔ کچھ باتیں کہیں۔ یہ باتیں سلطان
کے کانوں تک پہنچیں۔ چند ہینوں کے بعد
ایام شیر خوارگی ہی میں سلطان کا لڑکا مر گیا۔

سلطان فیروز شاہ بہمنی کی امیر سید محمد سے

سلطان ہم چناں کرد۔ آخر حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ را غیرت آمد۔ چیرے سخن
گفتند۔ بسمع سلطان ہم رسیدہ بود۔
میاں چند ماہ در ایام شیر خوارگی آل پسر
سلطان نقل کرد۔ بندگی میاں برہ شنیدند
و گفتند، کسے دادہ بودند یعنی بندگی مخدوم
رضی اللہ عنہ، باز خود ستیند۔ آل درویش
از روی سلطان شرمندہ و مخدول شد۔
سلطان باز بزاری و فروتنی پیش حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ بالتماس پیوست و
عذر خواست۔ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ
عنہ باز ہماں لقب دادند۔ آخر ہچناں
شد کہ از میربانی کردن تنگ آمد بود۔
(۸۰) نقل است (مہ) سلطان را
معتاد بود کہ دوبارہ بر بندگی مخدوم رضی اللہ
عنہ برائے ملاقات می آمدے۔ وقت
بیرون شدن لشکر و وقت از بازگشتن
لشکر۔ روزے بھی بیرون آمدہ برائے
و داع استمداد بندگی مخدوم رضی اللہ
عنہ نیز آمد۔ ملاقات کرد و بازگشت۔
جلال متوکل نام درویش بود۔ برو نیز
رفت و از نیز دعائے استمدادے خواست۔
حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ را استماع
شد۔ فرمودند، الحمد للہ، بار از گردن
من دور کرد۔ این سخن حضرت بندگی مخدوم
رضی اللہ عنہ نیز بسمع سلطان رسید۔
بر دست خواص دواں گفتہ فرستاد کہ

بندگی مخدوم میاں بٹسے (حضرت سید اکبر
حیثی) نے بھی یہ خبر سنی تو فرمایا کہے دیا
تھا۔ یعنی بندگی مخدوم نے اسے واپس لے
لیا۔ اس درویش کو سلطان کے آگے
شرمندگی اور پشیمانی اٹھانی پڑی۔ سلطان
نے پھر رو رو کر فروتنی اور عاجزی کے ساتھ
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ سے التماس
کیا، اور اپنی کھلی حرکت پر معذرت
پیش کی۔ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ
نے پھر وہی بات دہرائی۔ آخر وہی ہوا کہ
بچوں کی کثرت سے تنگ آ گیا تھا۔

(۸۰) نقل ہے (مہ) کہ سلطان کا
قاعدہ تھا کہ دوبارہ حضرت بندگی مخدوم
کی خدمت میں ملاقات کے لئے حاضر ہوا
کر تا تھا۔ ایک تو شکر لے کر باہر جاتے
وقت اور ایک شکر لے کر واپس آتے
وقت۔ ایک بار سلطان اسی غرض سے
بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ سے رخصت ہونے اور
کی دعا کی درخواست کرنے کے لئے آیا
اور آپ سے مل کر چلا گیا۔ جلال متوکل
نامی ایک درویش تھے۔ فیروز شاہ ان
سے بھی ملنے گیا اور ان سے بھی مدد کی
دعا کی درخواست کی۔ حضرت مخدوم نے
یہ بات سنی تو فرمایا، الحمد للہ، اس نے
میری گردن سے یہ بھاری بوجھ اتار لیا۔
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کی یہ بات بھی سلطان کے
کانوں تک پہنچی۔ اور اس نے اپنے خاص

بار من بر بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ است
 نہ بر دیگر و غمنا بریں آمدہ بود۔ بزیا رت گاہ
 خودی را تم در میان راء غناہ او بود۔
 بقدرت ملاقات کریم۔ در آن ہا کہ
 حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ آمدہ
 بود حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ اسع
 ہم کردہ بودند کہ دریں بار تو مرو۔ برادر
 خود را بفرست یعنی سلطان احمد را تا آخر
 خود رفت۔ قصہ مشہور است۔ در آن
 ہم فتح نہ شد۔ بحضور گشتہ ہر میت باز
 گشت۔ ہر کہ بر صاحب ولایت بخلوصیت
 توجہ نگیرد مقصود او بر نیاید، این چہ باشد۔

(۸۱) نقل است (مد) بار ہا حضرت
 بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ بتاسف تمام
 نوی فرمودند افسوس کہ حق تعالیٰ و درنا
 اصعب و اشہد ما را پیدا کرد۔ اگر در
 عبد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 و صحابہ کرام و تبع تابعین و جنید و مشہور
 بودے کار ہا در من از کار ہائے ایشان کم تر
 نبودے۔ انہیں جا قاضی احمد دبیر عرضہ
 داشت کہ دریں زمانہ اصعب اگر ہم
 جو بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ مبعوث شدہ
 ہوتے خلیفہ را بفرستے خدا سے تعالیٰ
 دعوت کہ کردے و راہ کہ نمودے۔

آدمیوں کو دوڑنا اور کھلوانا کہ میرا بوجہ تو
 حضرت بندگی مخدوم نے پہلے کسی اور پر نہیں
 میں غمنا ہاں بھی گیا تھا۔ اپنے محل کو لوٹتا
 تھا، درمیان میں جلال متوکل کا گھر تھا۔
 ان سے بھی ملاقات کر لی۔ جس سلسلہ میں
 سلطان حضرت بندگی مخدوم کے پاس آیا
 تھا، اس سلسلہ میں حضرت بندگی مخدوم نے
 نے سلطان کو منع فرمایا تھا کہ اس بار تم خود
 نہ جاؤ۔ اپنے بھائی یعنی سلطان احمد کو بھیجو۔
 لیکن وہ خود ہی ہم پر چلا گیا مشہور قصہ ہے۔
 اس ہم میں فتح حاصل نہ ہوئی شکست
 اٹھا کر لوٹا۔ جو بھی صاحب ولایت کی بات
 پر خلوص کے ساتھ توجہ نہیں دیتا، اس کا
 مقصود حاصل نہیں ہوتا، اس کی کیا

حیثیت ہے۔
 (۸۱) نقل ہے (مد) کہ حضرت بندگی
 مخدوم نے نہایت درجہ افسوس کے ساتھ
 بار ہا یہ فرماتے تھے کہ افسوس حق تعالیٰ نے
 ہمیں بڑے سخت اور بڑے زمانے میں
 پیدا کیا۔ اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم یا صحابہ کرام یا تبع تابعین یا
 جنید یا مشہور کے زمانے میں ہوتا تو میرے
 کام ان کے کاموں سے کم نہ ہوتے۔ اس
 پر قاضی احمد دبیر نے عرض کیا کہ اگر بندگی
 مخدوم افسس سخت اور کڑے زمانے میں
 نہ بھیجے جاتے تو مخلوق کو خدا کی طرف کون
 دعوت دیتا۔ پھر عرض کیا کہ حضرت بندگی

مخدوم رضی کے صدقے میں مجھے جو کچھ عطا ہوا ہے، یعنی عالم الہیات و غیوبات سے جو کچھ عطا ہوا ہے اس کی بنا پر میں جانتا ہوں کہ منقذین میں حضرت بندگی مخدوم کے مرتبے کو کوئی پہنچے ہیں۔ چنانچہ خود بندگی مخدوم کا یہ قطعہ اس پر دلالت کرتا ہے۔

قطعہ

عشق بازی کے بارے میں محمد سے پوچھو کہ اس نے خود اپنے جد امجد احمد (صلعم) سے پوچھا۔

آپ نے فرمایا، 'اے میرے لایق بیٹے، آخر میں سے میرے فرزند پر کہ وہ ایسے کام پرفاخر کیا گیا۔'

(۸۲) نقل ہے (مہ) کہ دہلی میں حضرت بندگی مخدوم کا جو گھر تھا، اس کے اندر بیٹھے ہوئے ہی آپ تہجد کا وقت پہنچان لیتے تھے۔

(۸۳) نقل ہے (مہ) کہ جس وقت بندگی مخدوم نکلیں کہ تشریف لائے، سلطان فیروز شکر کے کسی مہم پر گیا ہوا تھا۔ بندگی مخدوم کے استقبال کے لئے حاضر ہونا اس کے لئے ممکن نہ ہوا۔ اپنے بیٹے معین شاہ اور خواجہ جہاں نامی ایک وزیر اور ایک مولانا حسین صدر نامی اور ایک غلام کو اپنے ساتھ لے گیا اور یہ عرض کر دیا کہ میں انہوں کے خلاف صرف آرا

باز عرضہ داشت کہ از صدقہ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ چیزے کہ بندہ را عطا کردہ اند یعنی از عالم الہیات و غیوبات از ال می نام کہ بہ قدم بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ از میاں متقدمان کہ بودہ باشد۔ چنانچہ قطعہ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ بر این دلالت می کند

قطعہ

محمد را بہ پرس از عشق باری کہ او از جد خود احمد بہ رسید بگفت اے کو دک شایستہ من زہے کارے کہ آں فرزند بگزید

(۸۲) نقل است (مہ) کہ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ را خانہ نہ بود دہلی بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ از دروں خانہ وقت تہجد می شناختند۔

(۸۳) نقل است (مہ) وقتیکہ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ در گنبرگ آمدند سلطان فیروز برائے لشکر بروں آمدہ بود۔ آن سلطان را بر بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ ممکن نشد پیر خویش حسن شاہ را اوریکہ دیگر خواجہ جہاں نام ویک مولانا حسین صدر نام را فرستاد۔ والنہاس گفتہ فرستاد کہ من بر کفار بروں آمدہ ام۔ اگر باز خواہم گشت ایشان خوش نمانند

شد و بیشتر خواہند آمد۔ از من بندگی مخدوم
 رضی اللہ عنہ را غم دین اسلام بیشتر است۔
 ایساں ہمہ بر بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ
 التماس مذکور کردند و بندگی مخدوم رضی اللہ
 عنہ چیزے حکایت با ایساں کردند۔ بعد
 گفتند کہ یک چیزے من پیش شما می گویم۔
 آن شما بر سلطان بگوئید کہ این ملک را
 حق تعالی بوالہ من کرده است۔ تا آن
 زماں کہ سلطان با من نیکو خواہد ماند تحقیق
 این ملک ازو نخواہد رفت۔ اشارت
 بسوئے حضار سلطان فیروز کردند و گفتند
 کہ اگر این ہم با من نیکو خواہد ماند این را
 از من ہم ملک رفتن تدہم۔ ایساں سلطان
 آندند و آنچه بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ گفتہ
 فرستادہ بودند ہمہ گفتند۔ سلطان
 برائے خدمت کاری حضرت بندگی
 مخدوم رضی اللہ عنہ تقصیرے نہ امت۔
 اما آخر وقت ازو چیزے زاد۔ بندگی
 میاں کلمتہ اللہ را کشانید۔ چنانچہ قصہ
 مشہور است بالاکرشتہ است۔ و
 چیز یاد دیگر ہم ازو صادر شد۔ بعدہ
 بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ ملک ازو کشیدہ
 سلطان احمد را دادند قصہ بطول است
 چنانچہ آن ہم مشہور است۔

(۸۴) نقل است (مما کہ روزے

ہوں۔ اگر لوٹ آؤں تو انہیں بڑی خوشی
 ہوگی اور وہ آگے بڑھ آئیں گے۔ حضرت
 بندگی مخدومؒ کو مجھ سے زیادہ دین اسلام
 کی فکر ہے۔ سلطان کے بھیجے ہوئے لوگوں
 نے یہ باتیں حضرت بندگی مخدومؒ کی خدمت
 میں عرض کیں۔ بندگی مخدومؒ نے ان سے
 ادھر ادھر کی باتیں کیں اور اس کے بعد فرمایا
 میں ایک بات تم لوگوں سے کہتا ہوں۔ یہی
 بات تم سلطان سے کہہ دینا کہ حق تعالیٰ
 نے یہ ملک میرے حوالے کیا ہے۔ جب تک
 سلطان میرا خیال رکھے گا، حق یہ ہے کہ
 یہ ملک اس کے ہاتھ سے نہ نکلے گا۔ اس
 کے بعد سلطان کے بھیجے ہوئے لوگوں کی
 طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اگر یہ لوگ
 بھی مجھ سے اچھے رہیں تو انہیں بھی اس
 ملک سے جانے نہ دوں گا۔ یہ لوگ سلطان
 کے پاس آئے اور جو کچھ بندگی مخدومؒ نے
 کہا تھا، وہ سب کہا۔ سلطان نے حضرت
 مخدومؒ کی خدمت میں کوئی کوتاہی نہ کی۔
 لیکن آخر میں ایک بات ہو گئی۔ بندگی میاں
 کلمتہ اللہ کو مراد والا۔ چنانچہ مشہور واقعہ ہے
 اور اوپر گزر چکا ہے۔ اس کے سوا اور بھی
 کچھ باتیں اس سے صادر ہوئیں۔ اس کے
 بعد بندگی مخدومؒ نے اس سے ملک چین
 لیا اور سلطان احمد کو دے دیا۔ یہ بڑا
 طویل قصہ ہے اور وہ بھی بہت مشہور ہے
 (۸۴) نقل ہے (مما کہ ایک روز

۱۷
 ماور ملک عائشہ بی بی بتول دختر بندگی
 مخدوم رضی اللہ عنہ آمدہ بحزن و بگریہ
 گفت اشما پیش بندگی مخدوم رضی اللہ
 عنہ از من بگذرانید کہ جنیں استماع شد
 است کہ پسر این ضعیفہ در شکر رفتہ بود
 آنجا مرد۔ بی بی بتول بر حضرت بندگی
 مخدوم رضی اللہ عنہ آمدہ عرض کردند
 حکایت ماور ملک عائشہ۔ این ہم گفت
 کہ فلاں ضعیفہ از کردہ پسر خویش بسیار
 تعلق و اندوہ دارد۔ بندگی مخدوم رضی اللہ
 عنہ فرمودند بی بی بتول را کہ مادر اورا
 بگوشہ تعلق و اندوہ می کنی۔ پسر تو در
 بہشت می گردد و میوہ ہائے بہشت می
 خورد بدین طریق تسلی دل آن حزن و اندوہ
 کردند۔ حضرت شاہ من اللہ محمد محمد الحسینی
 گیسو دراز می فرمایند کہ ایشان مالک الاطلاق
 اند۔ ہر چه داند بکنند و ہر چه خواهند بہند

ماور ملک عائشہ بندگی مخدوم کی صاحبزادی
 بی بی بتول کے پاس آئی اور روتے پیٹتے
 کہا کہ آپ حضرت بندگی مخدوم کی خدمت
 میں میری طرف سے عرض کیجئے کہ یہ سننے
 میں آ رہی ہے کہ اس ضعیفہ کا بیٹا شکر کے
 ساتھ گیا تھا، وہاں وہ مارا گیا۔ بی بی
 بتول نے حضرت بندگی مخدوم سے مادر
 ملک عائشہ کی یہ بات عرض کی۔ اور یہ
 بھی کہا کہ وہ ضعیفہ اپنے بیٹے کے اس
 انجام سے بہت دیکر اور رنجیدہ ہے۔
 بندگی مخدوم نے بی بی بتول سے فرمایا کہ
 اس کی ماں سے کہو کہ تو کیوں اتنا غم و اندوہ
 کرتی ہے۔ تیرا بیٹا بہشت میں گھومتا پھرتا
 ہے اور جنت کے میوے کھاتا ہے۔ اس
 طرح سے اس کے غم و اندوہ کو تسکین
 دی۔ حضرت شاہ من اللہ محمد محمد الحسینی
 گیسو دراز فرماتے ہیں کہ وہ مالک الاطلاق
 ہیں۔ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور جسے جو
 چاہتا ہے دیتے ہیں۔

(۸۵) نقل است (۱۷) کہ بندگی
 مخدوم رضی اللہ عنہ ہر روز کے نیم نمانے
 تک پیش نمی خوردند۔ و در خانقاہ رسم
 بودہ است کہ یک سیر آرد و را بہشت نمانے
 تک می کردند۔ و کوزہ عرس بندگی شیخ
 نصیر الدین پر آب می آوردند و در آن
 مضمضہ می کردند و چیزے می نوشیدند

(۸۵) نقل ہے (۱۷) کہ بندگی مخدوم
 ایک چھوٹی روٹی وہ بھی ادھی سے بڑھ کر
 نہ کھاتے تھے۔ آپ کی خانقاہ میں یہ رسم
 تھی کہ ایک سیر آٹے میں آٹھ چھوٹی چھوٹی
 روٹیاں بنا لی جاتی تھیں۔ حضرت بندگی
 شیخ نصیر الدین کے عرس کا کوزہ پانی سے
 بھر کر لاتے۔ اس میں سے تھوڑا سا مضمضہ

باز مضمضہ می کر وند می انداختند۔ آن
خوردن بود و این آشامیدن۔

(۸۶) نقل است (مہ) روزے یہ
زیارت سیومی مادر شیرخان آنجائے
بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ رفتہ بود۔ بعد
زیارت مادر شیرخان بگریہ و حزن تمام
آمد و در پائے مبارک بندگی مخدوم رضی اللہ
عنہ افتاد۔ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ او
را متعلق دیدند۔ فرمودند چرا گریہ می کنی۔
تعلق مکن۔ ہمیں زمان مادر ترا ہم زانو
فاطمہ صلوات اللہ علیہا کرزند۔

(۸۷) نقل است (مہ) کہ ملک زادہ
در وہلی بود۔ مرید بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ
شدہ بود۔ بدیہے رفتہ بود۔ آنجا بنا مشروغ
مشغول شد۔ الغرض لیتے اور رسید۔
او نقل شد۔ مردمان خبر نقل او پیش
بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ گفتند۔ بندگی مخدوم
رضی اللہ عنہ فرمودند چرا پیش من توبہ کرہ
رفتہ بود، بر آں مانند۔ مادر بندگی مخدوم
رضی اللہ عنہ گفتند چرا پسر او را دعا بد
کردی اور مرد است۔ حضرت بندگی مخدوم
رضی اللہ عنہ گفتند ما ما پیش من توبہ
کرد رفت۔ و آنجا شکست و بر آں مانند
من حکتم۔ مادر بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ
گفتند اسے تجھب شدہ اسے سستہ محبت
ایں زمان ہر کہ مرید تو شود او کشتہ شود۔

دمنہ میں پانی کو پھرا کر کئی کرنا کرتے اور
تھوڑا سا پانی لیتے اور پھر کلی کر دیتے۔ یہ ان
کا کھانا تھا اور یہ ان کا پینا۔

(۸۹) نقل ہے کہ (مہ) ایک روز
بندگی مخدوم شیرخان کی ماں کے فاطمہ
سیوم میں اس کے گھر گئے۔ زیارت
کے بعد شیرخان رونے پٹنے لگا۔ اور بندگی
مخدوم کے قدموں پر گر پڑا۔ بندگی مخدوم
نے اس کا غم دیکھ کر فرمایا، کیوں روتا ہے
غم نہ کر، ابھی ابھی تیری ماں کو حضرت
بنی فاطمہ صلوات اللہ علیہا کے پہلو میں
بٹھا دیا گیا ہے۔

(۸۷) نقل ہے (مہ) کہ وہلی میں
ایک ملک زادہ تھا۔ حضرت بندگی مخدوم
کا مرید ہوا۔ اور اس کے بعد کسی گانو کو
چلا گیا۔ وہاں شرع کے خلاف کاموں میں
مشغول ہوا۔ اسے کوئی روگ ہوا اور
وہ مر گیا۔ اس کے مرنے کی خبر لوگوں نے
بندگی مخدوم کی خدمت میں عرض کی۔
بندگی مخدوم نے فرمایا، میرے سامنے
جو توبہ کر کے گیا تھا اس پر قائم کیوں نہ
رہا۔ بندگی مخدوم کی والدہ نے بھی کہا کہ
کیوں تم نے اس کے بیٹے کے لئے بد دعا
کی کہ وہ مر گیا۔ حضرت بندگی مخدوم نے
فرمایا، اماں وہ میرے سامنے توبہ کر کے
گیا تھا۔ وہاں جا کر اس نے توبہ توڑ دی۔
اس پر قائم نہ رہا تو میں کیا کروں۔ بندگی مخدوم

کی والدہ نے فرمایا، اے سید محمد، یہ تو عجیب بات ہوئی کہ جو بھی تمہارا مرید ہو جائے وہ ناراجائے، اس کے بعد بندگی مخدوم نے فرمایا کہ میں نے یہ کام ترک کیا۔ بندگی مخدوم نے چھ مہینوں تک دست بیعت دینا ترک کر دیا۔ کسی ایک کو بھی مرید نہ کیا اور سماع بھی نہ سنا۔ ایک روز آپ دہلی شہر کے باہر عید گاہ میں مشغول تھے۔ ایسے میں آپ نے حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اگر تشریف فرما ہو گئے ہیں۔ بندگی مخدوم نے پوچھا، یا رسول اللہ، کیا آپ نے سماع سنا ہے اور مرید فرمایا ہے؟ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں میں نے سماع سنا ہے اور دست بیعت دیا ہے۔ پھر بندگی مخدوم نے التماس کیا کہ میرے حق میں کیا حکم ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تیرے لئے بھی میں کہتا ہوں کہ سماع سن اور مرید بھی کیا کر۔ اس کے بعد پھر بندگی مخدوم نے یہ کام شروع کیا۔

(۸۸) نقل ہے (امہ) کہ شیخ بابو

دولت آبادی ایک بہت بڑے بزرگ تھے۔ جہانے اور مارنے والا شیخ ایسے ہی کو کہہ سکتے ہیں۔ بندگی مخدوم کے والد سے بڑی محبت رکھتے تھے۔ کیونکہ وہ بھی شیخ نظام الدین کے مرید تھے۔ ایک دفعہ بندگی مخدوم کے والد شیخ بابو کے گھر گئے

بعدہ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ گفتند من ترک این کار کردم۔ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ شش ماہ ترک دست بیعت کردند بیچ یکے مارید نرفتند و سماع نشنیدند۔ روزے در نما گاہ دہلی بیرون شہر مشغول بودند۔ و رات وقت حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم را دیدند کہ آمدہ نشستند و بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ پرسیدند کہ یا رسول اللہ شماع شنیدہ اید و مرید گرفتہ اید۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند، آہے سماع کردہ ام و دست بیعت دادہ ام۔ باز بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ التماس کردند در حق من چه اشارت است۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند ترا ہم می گویم کہ سماع بشنو مریدان بگیر۔ باز حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ این کار شروع کردند۔

(۸۸) نقل است (امہ) کہ شیخ بابو

دولت آبادی مرد بزرگ عظیم القدر بود شیخ نجیبی و میت اور اتواں گفت۔ باید بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ محبت تمام بود۔ از آنکہ ایشان ہم مرید شیخ نظام الدین بودند۔ وقتے پدر بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ در خانہ شیخ بابو

رفتہ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ نیز برابر بود۔
 بجز دیدن و نظر افتادن بر بندگی مخدوم
 رضی اللہ عنہ شیخ بابو آغاز کرد و گفت
 خداوندزادہ، این پسر شماس است، پدربندگی
 مخدوم رضی اللہ عنہ گفتند، آری آری
 شیخ پسر شماس است۔ گفت عجب پسر
 حق تعالی شماسزادہ است و صفت این
 و بیان مقامات این کہ تواند گفت بعالم
 این عالم این عاشق این صاحب
 کشفات این صاحب تجلیات این
 بر عرش کرمی و کذا لک سخن ہائے چند
 گفت و این ہم گفت آن قدر کہ مار معلوم
 شد و نظر افتاد بقدر خوش گفتم۔ ازین
 ہم مقام ہائے اعلیٰ علیہین وارد و مر نظر
 نمی افتد از ان خود چہ حکایت کنم۔

(۸۹) نقل است (مہ) کہ روزے

بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ جلوس فرمود
 بودند۔ نیم دانگے بدست گرفته بہ زیر
 رانی نمودند و می گفتند کہ این نیم دانگ
 کہ از مزانہ سلطان است، بگراد ہم
 ہمہ دویدند۔ پھر کہ می گفت کہ ماہ ابد ہند
 هیچ کہ ام را ندانند، مگر بدست میاں
 روح اللہ دادند۔ آخر اقامت میان روح اللہ
 منازعہ و خطاب دولت خانی مشدد وار
 دیوان بادشاہ استقامت یافت۔

(۹۰) نقل است (مہ) کہ روزے

بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔
 جیسے ہی شیخ بابو نے آپ کو دیکھا اور
 آپ پر ان کی نظر پڑی، پوچھا کہ حضور، کیا
 یہ آپ ہی کے فرزند ہیں؟ بندگی مخدوم
 کے والد نے فرمایا، ہاں، اسے شیخ، یہ
 میرا ہی بیٹا ہے۔ کہا، حق تعالیٰ نے آپ
 کو عجیب بیٹا دیا ہے۔ اس کے وصف اور
 اس کے مقامات کون بیان کر سکتا ہے۔
 عالم یہ، عالم یہ، عاشق یہ، صاحب کشفات
 یہ، صاحب تجلیات یہ۔ یہ عرش و کرسی
 ایسی ہی چند باتیں کہیں اور یہ بھی کہا کہ
 جتنا ہم کو معلوم ہوا، اور ہماری نظر جاگی
 اتنا ہی ہم نے بیان کیا۔ اس کے سوا بھی
 اعلیٰ علیین میں مقام رکھتا ہے۔ جہاں تک
 میری نظر نہیں جاتی، وہاں کی بات کیسی
 کروں۔

(۸۹) نقل ہے (مہ) کہ ایک روز

بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ شریف فرماتے۔ ہاتھ
 میں نیم دانگ (ایک سکہ) تھا۔ اسے اپنے
 پوتوں کو دکھایا۔ اور فرمایا، یہ نیم دانگ
 سلطان کے خزانے کا ہے۔ اسے کسے دوں؟
 سب دوڑے۔ ہر ایک نے کہا، میں دیکھتے۔
 کسی کو نہ دیا۔ میاں روح اللہ کے ہاتھ میں
 رکھ دیا۔ آخر کار میاں روح اللہ نے دولت
 خاں خطاب پایا اور بادشاہ کے دربار میں
 ملازم ہوئے۔

(۹۰) نقل ہے (مہ) کہ ایک روز

حضرت سید کمال الدین پٹوچی بر بندگی
مخدوم رضی اللہ عنہ خواستند کہ مقراض
پر سرش رواں کنند۔ سرش مخلوق دیدند۔
فرمودند مرد شیخ است۔ بعد چند سالے
در عهد حضرت خواجہ حبیب اللہ الوالمشہد
مقبول الخیرت شاہید اللہ محمد محمد الحسینی
گیسو دراز آمد۔ ملحق شدند و خلافت
و اذکار با دیگر ہم گرفتند۔ بعدہ چنان
شیخ عظیم القدر شدند کہ زبان از او صاف
آں قاصر است۔

حضرت سید کمال الدین پٹوچی نے حضرت
بندگی مخدوم سے درخواست کی کہ ان کے
سر پر قینچی چلائی جائے (حضرت بندگی
مخدوم کا دستور تھا کہ مرید کرتے وقت کانوں
کے قریب کچھ بال قینچی سے کاٹ دیتے تھے منجم)
حضرت بندگی مخدوم نے ان کا سر منڈھا
ہوا دیکھ کر فرمایا، مرد شیخ ہے۔ چند سالوں
کے بعد وہ حضرت خواجہ حبیب اللہ الوالمشہد
مقبول الخیرت شاہید اللہ محمد محمد الحسینی
گیسو دراز کے زمانے میں آئے۔ آپ سے
تلقین حاصل کی۔ خلافت لی اور اذکار
اور دوسری چیزیں بھی حاصل کیں۔ اس
کے بعد ایسے عظیم القدر شیخ ہوئے کہ ان
کے اوصاف بیان کرنے سے زبان قاصر ہے۔

(۹۱) نقل است (مما کہ وہی سے آئے

ہوئے جس وقت بندگی مخدوم گنگر گہ کے
قریب ایک موضع میں جس کا نام چھوٹی
ہے فرود آئے ہوئے۔ یہاں سے جاہا کشمیر
میں چلے گئے۔ گنگر گہ کے تمام لوگ اکابر
اشرف اور مسعودی لوگ اصناف سب
کے سب بندگی مخدوم سے ملنے کے لئے
دوڑ پڑے۔ بہت سے اکابر اور اشرف
بندگی مخدوم کے یہ واقعہ دیکھ کر حیرت
منا ہوئے کہ آپ کی قسم کیا ہے کہ اس
دنوار ہو گیا۔ یہ لوگ اپنے اپنے گھر
جنگل کے باہر بندگی مخدوم کے پاس
کے منتظر ہوئے۔ یہ واقعہ

(۹۱) نقل است (مما کہ وقتیکہ بندگی

مخدوم رضی اللہ عنہ از وہی آمدہ تریب
گنگر گہ رسیدند موضع مخصوص کہ چھوٹی
نام است آنجا فرود آمدہ می خواستند کہ
درون شہر در آیند۔ خلق گنگر گہ کہ اذکار
و اشرف و ارباب و کاسبان ہر یکے برا
ملاقات بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ آمدند۔
از اکابر و اشرف بسیارے کہ بر پائے بندگی
مخدوم رضی اللہ عنہ می افتادند کہ کاسبان
بے چارگان را کہ انرا قدم بوسی نہ نمودند
از ہر یکے اہل طایفہ بیرون صحرا براہ بندگی
مخدوم رضی اللہ عنہ منتظر بودند۔ استناد
بامید آں کہ پالکی حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ

۷۶
 بہ این راہ خواہد گزشت ما پاپوسی کنیم میان
 ایشان طایفہ کمان گراں نیز بامید سے
 این علامتہ استاودہ بودند۔ مولانا داؤد
 نام میر گمان گراں بود۔ خاطرش این آرزو
 فتاد کہ مرید بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ
 شوم۔ بتو چہ تائے و عقیدہ خالصہ طبع
 بر بست۔ فجاءة و بعثہ پالکی بندگی مخدوم
 رضی اللہ عنہ نظر مبارک بسوے ہر یکے
 نگرستند و دیدند بدست مبارک اشارتے
 کردند۔ طایفہ کمان گراں سر خدمت کردند۔
 فرمودند کہ از طرازان خویش کہ میان
 کمان گراں فلاں جوان کہ استاودہ است
 اشارت بمولانا داؤد کردند۔ فرمودند
 اور ابگو کہ من این جا کہ بروم جائے کہ
 قرار خواہم گرفت تو آں جا بیا من ترا
 مرید خواہم گرفت۔ بشیندن این مولانا
 مذکور سر بر ز میں آورد۔ اعتقاد و رغبت
 کامل گشت۔ القصہ بعد از فرود آمدن
 بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ مولانا مذکور
 بر بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ آمد و بشرف
 ارادت مشرف گشت۔ فرمایشش کہ
 در اول ارادت آمد کردند و بعد از ادا
 دادند۔ مولانا مذکور بعد از چند روز
 اور او مرتب بجا آورد و بعد از ادا بندگی
 مخدوم رضی اللہ عنہ تلقین ذکر و حلقی
 کردند و زیارت پیراں کہ رفتہ بود تھے
 و فتوحے نیز مولانا و اشرف و آں این کہ

۴۴
 راہ گزشت بندگی مخدوم

رہے کہ جب حضرت بندگی مخدوم کی پالکی
 اس راستے سے گزری تو ہم بھی پاپوسی
 کر لیں گے۔ ان ہی میں کمان گروں کا گروہ
 بھی تھا۔ وہ بھی اسی امید میں ایک طرف
 کھڑا ہوا تھا۔ کمان گروں کے امیر مولانا
 داؤد نامی تھے۔ ان کے دل میں خیال آیا
 کہ بندگی مخدوم کے مرید ہو جائیں۔ انھوں
 نے پوری توجہ اور بچے عقیدے کے ساتھ
 یہ آرزو کی۔ یک بیک غیر متوقع طور پر بندگی
 مخدوم کی پالکی اس راستے سے گزری۔
 بندگی مخدوم کی نظر مبارک سب پر پڑتی تھی۔
 کمان گروں کے گروہ کو دیکھا تو دست مبارک
 سے کمان گروں کے گروہ کی طرف اشارہ کیا۔
 وہ بھی حاضر ہوئے۔ آپ نے اپنے خادموں
 میں سے کسی سے فرمایا کہ کمان گروں میں جو
 فلاں جوان کھڑا ہے، اس سے کہو کہ میں
 جب یہاں سے چلوں، اور جہاں بھی جا کر
 ٹھہر جاؤں، تم وہاں آنا۔ میں تمہیں اپنا
 مرید کروں گا۔ اتنا سنتے ہی مولانا داؤد
 نے سر زمین پر رکھ دیا۔ اور ان کا اعتقاد اور
 ان کی رغبت اور بچی ہو گئی۔ قصہ مختصر بندگی
 مخدوم کے قیام فرمانے کے بعد مولانا داؤد
 بندگی مخدوم کے پاس آئے اور شرف ارادت
 سے مشرف ہوئے۔ اول ارادت میں جو فریاد
 ہوتی ہے وہ بندگی مخدوم نے فرمائی۔ اس
 کے بعد انھیں دو حلقی ذکر کی تلقین کی۔ پیر
 کی زیارت کے لئے نکلے تو مولانا داؤد کو فتح داؤد

پیش بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ عرضہ می کرد
 کہ بندہ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ در آستانے
 زیارت بود کہ می بیند کہ مردے بکتر پوشے
 ریشے درازے طویل القدامد چہار نغزک
 و دو صد برگ خوب بردست من داد و
 گفت این را بسید محمد بدہ و این گفت
 و رفت۔ من بہ تعجب شدم و گفتم کہ این
 مرد کدام است و این نغزک غیر منکام از
 کجا است۔ ہمہ آوردہ پیش بندگی مخدوم
 رضی اللہ عنہ نہاد۔ بعدہ بندگی مخدوم رضی اللہ
 عنہ فرمودند اے داؤد، می دانی آن کدک
 شخص بودند؟ آن خواجہ خضر بودند کہ بدلا
 صورت ترا نمودار شدند و رفتند۔

فتوح بھی حاصل ہوئے۔ اور وہ اس
 طرح کہ بندگی مخدوم سے عرض کیا کہ آستانے
 زیارت میں بندگی مخدوم کے غلام نے
 دیکھا کہ طویل قامت، لمبی ڈاڑھی والے،
 بکتر پوش ایک پیر مرد آئے، انھوں نے
 چار آم میرے ہاتھ میں دئے اور کہا یہ
 سید محمد کو دے دینا۔ یہ کہا اور چلے گئے
 میں حیران رہ گیا اور میں نے اپنے آپ
 سے کہا یہ کون تھے اور یہ بے موسم آم
 کہاں سے لانے تھے۔ اس کے بعد یہ آم
 بندگی مخدوم کے سامنے رکھ دئے۔ اس
 کے بعد بندگی مخدوم نے فرمایا، اے داؤد
 جانتے ہو، وہ کون شخص تھے؟ وہ خواجہ
 خضر تھے، جو ایسی صورت میں تمہیں کھاد
 اور چلے گئے۔

(۹۲) نقل ہے کہ (مہ) جب کوئی حضرت
 بندگی مخدوم کے پاس آتا اور عاجزی کرتا
 اور کہتا کہ میرا فلاں بیٹا، یا بیٹی، یا ماں
 یا باپ یا قرابت داروں میں کوئی اور
 بیمار ہے اور شدید تکلیف میں مبتلا ہے،
 حضرت بندگی مخدوم اس کے لئے دعا
 فرماتے تاکہ وہ اس مرض سے چھٹکارا پائے
 اور خدا اسے حیات دے۔ اگر اس کی نہ
 حیات اور صحت ہوتی تو حضرت بندگی مخدوم
 خود اس کو بشارت دیتے۔ ورنہ اس سے
 فرماتے کہ اے عزیز، حق تعالیٰ نے مجھے شیخ
 بنایا ہے۔ اپنی خدائی مجھے نہیں دی ہے۔

(۹۲) نقل است (مہ) کہ کسے بر
 حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ می آمد
 و عجزے می کردند سے و می گفتے کہ فلاں
 پسر من یا دختر من یا مادر من یا پدر من
 یا کسے دیگر از اقرباء من مریض است۔
 مرض صعب دارد۔ حضرت بندگی مخدوم
 رضی اللہ عنہ البتہ دعائی خواند برائے او
 تا او ازین مرض بہد و خداے اور احیا
 بہد۔ اگر حیات و صحت او بودے خود
 او را بشارتے می فرمودند و اگر نہ او
 را می گفتندے کہ اے عزیز، بحق تعالیٰ
 مرا شیخی داد اما خدائی خود نداد۔

(۹۳) نقل است (مہ) کہ بندگی
مخدوم رضی اللہ عنہ رخصت سے درحالت خوش
بودند کہ از حق تعالیٰ خطاب افضل کما شئتہ
عطا شد۔ یعنی ہرچہ دانی و خواہی بکن جو لہ
شرع پائے بند تو نیست۔ مہذا حضرت بندگی
مخدوم رضی اللہ عنہ بجا اب پیوستند و گفتند
ہرچہ شود کوشود اما اتباع نبی نکرارم و
بر آں باشم۔ قدم بر قدم اوروم۔ ہرچہ او
کند و فرماید آں کنم و از ہرچہ باز آرد بد آں
اقدام نہ نمایم۔ مثنوی۔

محمد ابوالفتح گیسو دراز
بتبع نبی گشتہ او سرفراز
انیس نبی و جلیس علیؑ

بیا سترینہاں از و شد جلی

(۹۳) نقل ہے (مہ) کہ ایک روز بندگی
مخدوم پر کیفیت طاری تھی کہ حق تعالیٰ کی
طرف سے ”افضل کما شئت“ کا خطاب
عطا ہوا۔ یعنی یہ اختیار عطا ہوا کہ تم جو جانو
اور جو چاہو کرو۔ شرع کی بیڑی تمہارے
پیروں میں نہ ہوگی۔ اس پر حضرت بندگی
مخدوم نے جواب دیا اور عرض کیا، چاہے
کچھ ہو جائے، میں نبی کی پیروی نہ چھوڑوں گا
اسی پر قائم ہوں اور آپ کے قدم بر قدم
چلوں گا۔ جو آپ فرماتے ہیں وہی کروں گا۔
جس کام سے آپ منع فرماتے ہیں وہ نہ کروں گا۔
مثنوی:

محمد ابوالفتح گیسو دراز اتباع نبوی کی وجہ
سے سرفراز ہوا ہے۔ وہ انیس نبی اور جلیس
علیؑ ہے اور اسی سے بہت سے سترینہاں عیا
ہوئے ہیں۔

(۹۴) نقل ہے (مہ) کہ حضرت بندگی
مخدوم کی سلطان احمد کو نصیحت تھی کہ
میں نے جو کچھ تیرے حق میں کیا اس سے تو
خوب واقف ہے۔ میرے لوگوں میں ہر
اس شخص کے ساتھ جو موافق شرع ہو
رعایت کرنا۔ خدا کی پناہ، اگر میرے فرزند
میں سے کوئی شرع کے خلاف کام کرے تو تو بھی
اس کی مخالفت اختیار کرنا۔

(۹۵) نقل ہے (مہ) کہ بندگی مخدوم
نے فرمایا کہ ہمارے مرید تین طرح کے ہیں۔
ایک وہ جس نے بظاہر ہمارے ہاتھ پر بیعت کی

(۹۵) نقل است (مہ) کہ بندگی مخدوم
رضی اللہ عنہ را با سلطان احمد این نصیحت
بود کہ آنچه من در حق تو کرده ام تو نیکومی
دانی۔ کسان مارا رعایت کنی۔ ہر کہ بر
شرع باشد موافق او شو۔ العیاذ باللہ
اگر کسی از فرزندان من مخالف شرع باشد
تو نیز مخالف او باش۔

(۹۵) نقل است (مہ) کہ بندگی مخدوم
رضی اللہ عنہ فرمودند کہ مریدان ما بر سه
نوع اند۔ یکی آنکہ ظاہر دست بدست ما دان

وطا قیہ ارادت پوشید۔ مرید رسمی شدہ بازگشت۔ نہ او مارا داند نہ ما اور ایچاہ کسے است کہ برگردن ما بار او نیست و دیگرے باشد کہ در امور اعتقاد ثابت و براینیاں فرمائش شیخ راسخ۔ این عزیز نیز برگردن ما هیچ بارے نہ نہادہ باشد۔ و سیوم آن کہ در امور اعتقاد بشر ایط موجود و در احوال آتیاں با مرید مقصود۔ برائے این چنین مسکین مارا تعلق برائے رہائش او باشد۔

مریدی کا طاقیہ (مرید کرتے وقت جو ٹوپی پہنا جاتی تھی وہ طاقیہ کہلاتی تھی مترجم) پہنا اور رسمی طور پر مرید ہو کر لوٹا۔ ہم نے اس کو جانا اور نہ اس نے ہم کو پہچانا۔ نہ وہ ہم کو دیا گیا اور نہ ہم اس کو۔ وہ بیچارہ ایسا ہے کہ اس کا بوجھ ہماری گردن پر نہیں۔ دوسرا مرید وہ ہے کہ جو اعتقادات میں پکا ہے۔ اور شیخ جو کچھ فرمائش کریں، ان کو پورا کرتا ہے۔ اس عزیز نے بھی ہماری گردن پر کوئی بوجھ نہیں رکھا۔ تیسرا مرید وہ ہے کہ جس نے امور اعتقاد میں شرائط کو ملحوظ رکھا اور تمام کاموں میں پیر کے حکم کو اپنا مقصود بنایا، ایسے مسکین کی نجات کی ہم کو بڑی فکر ہوتی ہے۔

(۹۶) نقل است (مہ) از حضرت

شاہ من اللہ کہ علم باطن بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ را احاطت کہ تو ان کرد و بدو کہ رسد۔ اما علم ظاہری بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ از کتب ملقط کہ تفسیر کلام اللہ ساخته انداز آن کس معلوم کند کہ علم ظاہری بچہ حد است۔ در آن کتاب در ہر آیتہ اقوال مشائخ کبار آوردہ پس آن ملقط کردہ خاصہ خودی فرماید۔ از آن ملقط یکے ملقط در تفسیر این آیت است اننا اشتری من المؤمنین انفسہم بیانا خاصہ خویش کردہ اند و بر آیات سوال مشہور است انما قال انفسہم و نقل

(۹۶) حضرت شاہ من اللہ سے نقل

ہے کہ (مہ) حضرت بندگی مخدوم کے باطنی علم کا کون احاطہ کر سکتا ہے۔ اور اس تک کون پہنچ سکتا ہے۔ البتہ آپ نے کتب ملقط سے کلام اللہ کی جو تفسیر مرتب فرمائی ہے، اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ آپ کا علم ظاہر کس درجہ کا تھا۔ اس کتاب میں آپ نے ہر آیت کے لئے مشائخ کبار کے اقوال نقل کئے ہیں۔ ان کا انتخاب پیش کرنے کے بعد خود اپنا خیال بیان فرمایا ہے۔ ان ملقات میں سے ایک ملقط اس آیت کی تفسیر کا ہے اللہ تعالیٰ خریدتا ہے مومنوں کے نفسوں کو۔ پھر اپنا خیال بیان فرمایا ہے

قلوبہم۔ ہم از آں کہ نفس و قلب تفاوتے
 رود۔ یکے لطیف و دوم کثیف بود۔ قلب
 کہ لطیف است اور اہر کہے تواند خرید کرد
 اما نفس کہ کثیف است لا یشتر بہا
 الا اللہ برائے اس را آنجا حکایت
 آوردند۔ بعضے از اولیاء اللہ را وقتے
 شام مشئی و مرور سے در اسواق باشد۔
 برائے آں کہ کاسبان و مسکیناں کہ
 در بازار نشسته اند کالائے کہ پیش ایشان
 باشد ہمہ می آیند و ہرچہ نفس و لطف
 باشد آں گیرند۔ چیزے از آں کالائے
 کثیف بر ایشان ماند و ایشان منتظر و
 مترصد این باشند کہ کسی بیاید این را
 از ما بخرد بستاند و برد۔ مارا ازین غلط
 شود تا برویم در خانہائے خویش تا فرزند
 خویش چیزے بخوریم و اندکے فرائع گزیم
 این اولیاء اللہ را اگرچہ با آں کالائے
 کثیف دروے غرضے و مقصودے
 نبود معہذا بخرند تا این بیچارگان ازین
 خلاصی یابند۔ در خانہ ہائے خویش روند

اور آیات سوال کے سلسلہ میں مشہور ہے
 خداوند عالم ”ان کے نفس“ فرماتے ہیں
 ان کے قلوب نہیں فرماتے۔ کیونکہ نفس
 اور قلب میں بڑا فرق ہے۔ ایک لطیف
 ہے اور دوسرا کثیف۔ قلب جو لطیف ہے
 اس کو ہر شخص خرید سکتا ہے۔ لیکن نفس
 جو کثیف ہے اسے خدا کے سوا کوئی نہیں
 خریدتا۔ اس کی وضاحت کے لئے اس
 جگہ ایک حکایت بیان فرمائی ہے۔ بعض
 اولیاء اللہ کو شام کے وقت بازاروں
 میں گھومنا پھرنا پڑتا ہے تاکہ جو صنعا
 اور جو غریب بازار میں بیٹھے ہیں اور
 اپنے سامنے اپنا سامان دھرے ہوئے
 ہیں، وہ ان سے خرید لیں۔ جو اچھی اچھی
 اور نفیس چیزیں ہوتی ہیں لوگ انہیں
 خرید لیتے ہیں اور جو گھٹیا مال ہوتا ہے
 وہ ان کے پاس بچ رہتا ہے۔ اور وہ
 منتظر رہتے ہیں کہ کوئی آئے، ہم سے یہ
 سامان لے لے۔ اور ہم کو اس سے نجات
 دلائے تاکہ ہم گھر جائیں، اپنے گھر جا کر
 اپنے بال بچوں کے ساتھ کھائیں پیئیں۔
 اور ہمیں کچھ دیر فراغت نصیب ہو۔
 ان اولیاء اللہ کو اس کثیف سامان سے
 غرض اور مقصود نہیں ہوتا۔ اس کے
 باوجود وہ اسے خرید لیتے ہیں تاکہ یہ بیچارے
 ان سے نجات حاصل کریں اور اپنے
 گھروں کو جائیں۔

(۹۷) نقل ہے (مس) کہ حضرت
بندگی مخدوم نے ایک خطیب کے لئے
سلطان فیروز سے کہلایا کہ جس خطیب
کو تم نے بر طرف کر دیا ہے، اسے پھر سے
مامور کر لو۔ سلطان نے آپ کی بات
مان لی۔ لیکن جمعہ کے روز اس خطیب
سے نہیں بلکہ دوسرے خطیب سے خطبہ
دینے کے لئے کہا۔ جمعہ کی نماز ادا کرنے
کے بعد اس خطیب نے بندگی مخدوم
کی خدمت میں عرض کیا کہ اسے خطبہ
پڑھنے کے لئے نہیں کہا گیا۔ بندگی مخدوم
نے فرمایا، اس نے خطبہ دینے کی خدمت
سے موقوف کیا، ہم نے اس کا نام ہی خطیب
سے نکال دیا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا سلطان
اس سے لے کر سلطان احمد کو عطا کی
چنانچہ یہ مشہور واقعہ ہے۔

(۹۸) نقل ہے (مس) کہ جس
وقت بندگی مخدوم نے گنبرگ پہنچے سلطان
فیروز نے قاضی راجہ اور خواجہ احمد دبیر
کو یہ دیکھنے کے لئے بھیجا کہ آپ کس مرتبہ
کے ہیں۔ آیا ہم ان کی خدمت میں حاضر
ہوں یا ان کو اپنے پاس طلب کریں۔ یہ
لوگ بندگی مخدوم کی خدمت میں حاضر
ہوئے۔ یہاں جو کچھ دیکھا اس کے بعد
قاضی راجہ نے اپنی تقاضات سے خواجہ احمد
دبیر نے اپنے عہدہ سے استعفاء دے دیا۔
اور سلطان فیروز کے پاس کہلایا کہ خدا

(۹۷) نقل است (مس) کہ
حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ سلطان
فیروز را گفتہ فرستادند بعد التماس
خطیب کہ اور ادور کردہ بود ہموار ابرا
لیکن۔ قبول کردہ روز جمعہ اور اتہ فرمودہ
و دیگرے را فرمود۔ بعد اذائے جمعہ
آن خطیب بخدمت بندگی مخدوم رضی اللہ
عنہ گزرا نید کہ خود را خطبہ فرمودند۔
بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند او ترا
از خطابت دور کردہ ما نام اور از خطبہ
دور کردیم۔ ہچماں شد۔ اور ادور
کردہ بسطان احمد دادند چنانچہ مشہور
است۔

(۹۸) نقل است (مس) وقتے
کہ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ بہ گنبرگ آمدند
سلطان فیروز قاضی راجہ و خواجہ احمد دبیر
را فرستاد کہ بہ بند کہ چہ مرتبہ دارند۔
آیا کہ ما بخدمت ایشان آئیم یا ایشان
را بطلبیم۔ ایشان بخدمت حضرت
بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ رفتند۔ دیدند۔
قاضی راجہ از عہدہ تفتائے خود و خواجہ
احمد دبیر از عہدہ خود باز آمدند۔ سلطان
فیروز گفتہ فرستاد کہ خداے تعالیٰ
خواستہ بود کہ مسلمان شویم یا نہیں

مرد سے رافرستاد کہ با بخدمت او
ماندیم۔ عہدہ نایاں برہر کہ بخواہسید
بسیارند۔

(۹۹) نقل است (۹۹) چند بدلا
کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم
در شب معراج از حق تعالی برائے محافظت
و نگاہداشت امت خواستہ بودند۔
ایشان تا روز قیامت معین و محافظ
امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم باشند۔
سمہ لغز از بدلا، مذکور را حضرت بندگی محمد
ہوالمشرفی انعموم رضی اللہ عنہ ربیتا
کردہ و ارشاد فرمودہ بخدا رسانیدند۔
در اسرار، سمر کہ منظوم کردہ جدا میں مؤلف
اند ہیں کہ زیر این نوشتہ شدہ است
معلوم خواہد شد۔

مثنوی

بیک حلقہ ابدال اندر طواف
بامر خداوند کریم مرصاف
ہماں جمع ابدال گرد حرم
کہ بودند اندر طواف قدم
بیدند شخصے ہم از جمع شان
با عتادہ از یادداشتہ آن
بگردند قسمت روایش ز پیش
ندیدند اورا جو در جمع خویش
چو بعد از ادای طواف حرم
بناوند در جہت و بولیش قدم

چاہا کہ ہم مسلمان ہو جائیں۔ ایسے مرد کو
یہاں بھیجا ہے۔ ہم اس کی خدمت میں
رہ گئے ہیں۔ آپ ہمارا عہدہ جسے چاہیں
دے دیں۔

(۹۹) نقل ہے (۹۹) کہ حضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب
معراج میں حق تعالیٰ سے عرض کیا کہ چند
ابدالوں کو امت کی نگہبانی اور محافظت
کے لئے مقرر کیا جائے کہ یہ روز قیامت
تک امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے
معین و محافظ رہیں۔ مذکورہ ابدالوں
میں سے تین ابدالوں کو حضرت بندگی محمد
نے جو سب کے مرشد ہیں، تربیت کر کے
اور ارشاد فرما کر خدا تک پہنچایا۔ کتاب
اسرار میں جو سمر اس کتاب کے مؤلف کے
جدا بجد کا منظوم کردہ ہے، اور ذیل میں
درج کیا گیا ہے، اسے دیکھئے، یہ حقیقت
واضح ہو جائے گی۔ کتاب اسرار سے حضرت
مخدوم کی مصنفہ کتاب ”اسرار الاسرار“

مراد ہے۔ مترجم

مثنوی

ابدالوں کا ایک حلقہ خدا کے حکم سے
طواف کرتا، ہوا مصاف میں مشغول تھا۔
تمام ابدال حرم کعبہ کے گرد جمع تھے اور
طواف قدم کر رہے تھے۔ اس آثناء میں
انہوں نے دیکھا کہ ان میں کا ایک شخص
کہیں گر پڑا۔ جب وہ چلنے لگے اور اس کو

انہوں نے اپنے درمیان نہ پایا تو طوافِ حرم کے بعد اس کو تلاش کرنا شروع کیا۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ ایک جگہ پڑا ہوا ہے اور اس کی ٹیکٹلی ایک کھڑکی پر لگی ہوئی ہے۔ یہ لوگ اس کے نزدیک پہنچے اور اس سے کہا کہ اپنا حال ہم سے کہو۔ اس سے پوچھا کہ تجھ پر کیا افتاد پڑی ہے کہ طواف چھوڑ کر یوں پڑا ہوا ہے۔ اس نے جواب کے لئے منہ کھولا اور کہا کہ اس پر بڑی سخت مصیبت ٹوٹ پڑی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جو کچھ افتاد تجھ پر پڑی ہے اس کا حال کہنا چاہئے اور اپنے بھائیوں اور ساتھیوں سے کوئی بات نہ چھپانی چاہئے۔ تیرے درد کا درماں ہو جائے گا اور تیرے کام کی چارہ سازی ہو جائے گی۔ اس نے درماں کی امید میں زبان کھولی اور اپنے درد کا حال تفصیل کے ساتھ بیان کیا۔ اس نے کہا، جب میں تمہارے ساتھ طواف میں فریض ادا کر رہا تھا کہ ناگاہ میری نظر اس غرفہ پر پڑی۔ اور اس میں مجھے چودھویں کے چاند کی ایک شکل نظر آئی۔ میں نے اس گلغزار کا پاک چہرہ دیکھا اور اس کی محبت میں میں گم پڑا جب میری روح کے پرندے نے غذا پائی تو یکبارگی میرے ہوش اڑ گئے۔ میرے دل کے پروبال فوج لئے گئے اور وہ بے چارہ پھر پھر اکر رہ گیا۔ یسین کر اس کے رقیب

دیدند اور کہ افتادہ بود
دو چشم سوئے عرفہ بہنہ سادہ بود
رسیدند ایشاں بہ نزدیک او
بگفتند ازین حال با ما بگو
چہ افتادت اسیں از چہ افتادہ
ز شرط طواف از چہ افتادہ
زباں را بپاسخ برایشاں کشاد
کہ اسیں سخت کارے پیش افتاد
بگفتند البتہ باید بگفت
زا خواں و خلاف نباید نہفت
کہ تدبیر درماں دردت شود
ہمچہ چارہ سازی کارت شود
بامید درماں زباں را کشود
از آں حالت درد تبیاں نمود
چو اندر اداء فرایض بودم
کہ ہم باشما در طوافی شدم
کہ ناگاہ ازین غرفہ دیدم بروں
چو ماہ دو ہفتہ نمود از دروں
بدیدم رخ پاک آں گلغزار
بہ عشقش تمام دریں جان زار
چو اسیں مرغ روح چیاں قوت یافت
بیکبار ہوشش تمامی شتافت
دلہم را پروبال بگستہ ماند
بہ بیچارگی تن بافتادہ ماند
بگفتند یاراں گزشتہ گزشت
باین بچہ بازی نباید نشست

بگفتا کہ قدرت ندارم کنوں
 کہ پارا نتوانم نہ سادوں بروں
 زمین بر طرف شد جو ہوش و خبر
 نہ خیزے نہ دستم بر آید نہ شر
 کنوں از سر من شما بگزید
 بشرط عبادت شما در شوید
 از و در گزشتہ اندر طواف
 چو دیدند در حال او انحراف
 یکے لور دیں قلب پاراد بود
 دوم آنکہ منصور آزاد بود
 سوم سعدیہ قفل شکن بودہ
 ہمہ جمع اندر دعائش شدہ
 بگردند دست دعا را بلند
 سوئے قبلہ کہ اس حاکم ارجمند
 کہ ستر ضمار تو دانستہ
 تو احوال باطن شناسندہ
 توئی عالم کل جبرای توئی
 کہ دانستہ سر اخف توئی
 بدیدیم شخصے ازیں جمع ما
 بافتادہ گرچہ تخیر و زجا
 ز فرماں شد او از عبادت بنامد
 ز طاقت شدہ او ز طاعت نامد
 بجایش گزیم شخصے دیگر
 نہ جمع خود اورا کمینش بد
 جو ایے شنیدند ایشاں ز غیب
 گزالی حال اورا بگزید عیب
 کہ بادرد عشق من او ساختہ
 دل و جان خود را کنوں با حتمہ

۸۴
 نے کہا جو مجھ سو ہوا اب اس بچہ بازی
 میں تیرا بیٹھا رہنا مناسب نہیں۔ کہا،
 اب مجھ میں اتنی سکت نہیں کہ یہاں سے
 ایک قدم بھی اٹھاؤں۔ اب کہ میرے ہونے
 و جو اس سب جاتے رہے ہیں، مجھ سے
 نہ کوئی خیر کا کام ہو سکتا ہے اور نہ شر کا۔
 اب تم مجھے تو بخش ہی دو اور مجھے اپنے
 حال پر چھوڑ کر اپنی عبادت میں لگ جاؤ
 جب رفیقوں نے اس کی حالت میں یہ
 تبدیلی دیکھی تو اسے اپنے حال پر چھوڑ کر
 پھر طواف میں مشغول ہو گئے۔ ان میں
 ایک نور الدین پازار قطب تھے۔ دوسرے
 منصور آزاد تھے اور تیسرے سعد الدین
 قفل شکن تھے۔ پھر سب نے مل کر اپنے
 ساتھی کے لئے دست دعا بلند کیا۔ قبلہ رو
 ہو کر انھوں نے کہا کہ اے حاکم ارجمند
 تو ہی دل کی چھپی ہوئی باتوں کا جاننے
 والا ہے۔ تجھ ہی کو باطن کا حال معلوم ہے۔
 تو ہی کل اجزا کا عالم ہے اور تو ہی چھپے
 ہوئے رازوں کا جاننے والا ہے۔ ہماری
 جماعت نے دیکھا کہ ایک شخص ایسا گرا کہ
 پیر اپنے پیروں پر کھڑا نہ ہو سکا۔ وہ احکا
 کی بجا آوری اور عبادت گزاری سے بھی
 معذور ہو گیا۔ اس کی طاقت زائل ہو گئی
 اور وہ طاعت و بندگی سے جاتا رہا۔ اس
 کی جگہ ہم اپنی جماعت سے ایک دوسرے
 شخص کو پیش کرتے ہیں۔ تو اس بندہ عاجز

گراؤ عشق پہ موشی گرد کے
 نہ جرمے نویند از دے بسے
 پیشش روید بفرماں شوید
 بدال درد مندی بدرماں شوید
 بگویند کان از حم السراحیں
 بہ رحمت نظر کردہ گفتہ چنین
 چو ما خواستیمش کہ قربت دیم
 کہ از خواں عشقم نصیبت دیم
 جمال خود اور انمودیم ما
 چنین مبتلائیں بکریم ما
 دلت را کہ بر جودی زائمش
 تمثل کہ بنودی زائمش
 ترا خواست اوتا ببردہ دلت
 ز تو پردہ ات را ہی بردت
 بشکل نمودہ کہ ہر صالے
 بہ بیند چو اورا شود طالعے
 نہ تنہا بافتادہ دردو بلا
 رخس ہر کہ دیدہ شدہ مبتلا
 رسیدند ایشان بامہ خدا
 بر آن شخص افتادہ از خود جدا
 بگفتند اے مرد صاحب نظر
 بمرزودہ رسیدیم ہم خوش خبر
 خداوند تو بر تو رحمت نمود
 بگفتہ دلت را ہر آن کو رود
 ز تو از تو با تو قریب است او
 تو در پیش بنگر قریب است او
 مراد دل خویش باما بگو
 از و ما چہ خواہی تو باما بگو

۸۵
 کو رہائی دے دے۔ انہوں نے اپنی اس
 التجا کا جواب غیب سے سنا کہ اس کے
 اس حال کی برائی نہ کرو۔ کیونکہ ہم نے
 اپنا درد عشق اس میں ڈال دیا اور اس
 کو دل و جان باختہ بنا دیا۔ اگر کوئی عشق
 سے بے ہوش ہو جائے تو اس کے حساب
 میں کوئی جرم نہیں لکھا جاتا۔ اس کے
 پاس جاؤ۔ اور اس کی درد مندی کا
 درماں کرو۔ کہتے ہیں کہ اس ازحم الراحمین
 نے اپنی رحمت کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے
 چاہا کہ اس کو قربت بخشیں اور اپنے
 عشق کے خواں سے حصہ دیں۔ اس لئے
 ہم نے اپنا جمال اس کو دکھایا۔ اور اس
 کو اس طرح مبتلا کر دیا۔ اس کا دل کس
 نے لیا ہم جانتے ہیں۔ کس نے تمثل دکھایا
 ہمیں معلوم ہے۔ اس نے تجھے چاہا، تیرا
 دل لے لیا۔ اور تجھ سے پردہ چاک کر دیا
 ایسی شکل دکھائی کہ کیسا ہی صالح دے
 دیکھتا طالح بن جاتا۔ اکیلا وہی درد و بلا
 میں مبتلا نہیں ہوا، جو بھی اس کا رخ
 دیکھتا مبتلا ہو جاتا۔ یہ لوگ خدا کے
 حکم سے اس بے حال شخص کے ہر کہے کو
 پہنچے۔ اور اس سے کہا کہ اسے مرزودہ
 نظر ہم تجھے خوش خبری سنانا چاہتے ہیں
 تیرے خداوند نے تجھ پر رحمت نازل کی
 اور یہ بتایا کہ اس کا دل اسی لئے لیا ہے۔
 وہ تیرے ہی پاس اور تیرے ہی ساتھ ہے۔

اور نظر اٹھا کر دیکھ تو وہی تیرا قیب ہے۔
اپنے دل کی مراد ہم سے کہہ کہ تو اس سے
کیا چاہتا ہے۔ کہا میں اس ہنگار کا چہرہ
دیکھنا چاہتا ہوں اور شوق تمام کے ساتھ
اسے اپنے آغوش میں لینا چاہتا ہوں۔
انہوں نے کہا سینہ کشادہ رکھ، اور آنا
کو آغوش میں لینے کا منتظر رہ۔ ان کے کہنے
کے مطابق وہ وصال کا منتظر رہا۔ سینہ پر
سے ہاتھ ہٹائے اور ہمہ تن چشم انتظار
بن گیا۔ وہی دلبر ایک تے لباس میں بصد
ناز و کرشمہ نمودار ہوا۔ اس نے اس کے
دونوں ہاتھ پکڑ لئے، اور اسے اپنی طرف
کھینچا۔ اس کے شوق کی کوئی حد نہ رہی۔
وہ بڑی شائستگی اور بڑے سلیقے سے
عاشق کی آغوش میں آگیا اور عاشق سے تمام
درد و غم کا فور ہو گیا۔ فانی ان اللہ
دے شک میں ہی اللہ ہوں، اس نے کہا اور
چڑا گیا۔ اور عاشق پر بھی فنا نے پوری طرح
قبضہ کر لیا۔ چونکہ دوئی ان دونوں کے
درمیان آڑے آرہی تھی اس لئے وحدت
نمایاں ہوئی۔ درد احدیت نے ایسا سر
اٹھایا کہ اس کے درماں کی کوئی صورت
نہ ہو سکی۔ عاشق کے درد سے وہ بہت
پریشان ہوا۔ اور کہا کہ کوئی اس کے
درد کا علاج کرے۔ وہ پریشان ہوا
اور رات بھر نہ سو سکا۔ کیونکہ اس کے
درد کی کوئی دوا نہ کی جاسکتی تھی۔ کسی نے

بگفتا بد بینم رخ آن نگار
شوق تماشش بگیم کنار
بگفتند سینہ کشادہ بدار
ز بہر کنارش بکن انتظار
بفرمودہ شان نمودار مثال
طمع پیشش نمود بہر وصال
چو برداشت دستاں سینہ کشاد
شدش چشم در انتظار مراد
بہ ناز و کرشمہ بسیار پدید
ہماں دلبرش بالباس جدید
دو دستش گرفت اور نمود در کشید
شدہ در تعالق بشوق مزید
کرشمہ کناں او باہستگی
فرازندہ سینہ بشائستگی
در آمد بہ عاشق در آغوش کرد
غم و درد عاشق فراموش کرد
فانی ان اللہ بگفت و برفت
فنا ہم بعاشق تمامی گرفت
دوئی چونکہ رہستہ جنت در میا
ز وحدت برآمد نشان عیال
چناں درد وحدت بر آورد سر
کہ در بانہی صورت بد بیند فکر
شدنا بند و عاشق پریشان رہے
کہ در بانہی باید مگر اندکے
پریشان رہے گشت و مر شب سخت
کہ درماں در پیشش نواند تکفت
کے گفت اور افاں مرشد است
کہ درماں درد دست برآں مرشد است

کہا کہ اس کا فلاں شخص مرشد ہے اور اس کے درد کا درماں اسی مرشد کے پاس ہے۔ اسی کے پاس اس زہر کا تریاق موجود ہے۔ مرشد و ہدایت میں اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ اور اس کی خدمت میں حاضر ہوں اور اس کے کمال سے فائدہ اٹھائیں۔ تکرے تکرے دل کو اس کے ذریعے جوڑیں اور اسی کے خرقہ کا پیوند بن جائیں۔ ان میں سے ایک خریدیں آہنگر تھے۔ دوسرے چھو خیاط تھے۔ تیسرے پارہ روز اسفندیار تھے۔ یہ سب کے سب نور دین پاٹے زاد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کہا، اے شیخ اہل رشاد، ہم فلاں سے استفادہ کرنا چاہتے ہیں اور فلاں کے غلام اور مرید ہونا چاہتے ہیں۔ نور الدین پاٹے زاد نے جو اپنے وقت کے قطب تھے، ان سائلوں سے فرمایا کہ پہلے کمال کا نشان اس میں تلاش کرو۔ اگر اس میں وہ نشان پاؤ تو اس کے بندے اور غلام بن جاؤ۔ ذکر اور عبادت کے ذریعے وہ اس شخص کے حالات کی تفتیش میں لگ گئے انھوں نے دیکھا کہ ایک بہت روشن ہودج ہے اور ایسا روشن ہے کہ ستارہ بھی اس کے آگے ٹھہر جائے۔ اس کی شعاعوں کے آگے سونچ ایک کرن دکھائی دیتا تھا اور اندازہ۔ اس ہودج کے اندر ایک شخص بیٹھا ہوا تھا اور قدس کی ساری صنعتیں اس میں موجود تھیں۔ ہودج

کہ تریاک میں زہر وارد ہے
 در ارشاد متشش نباشد کے
 باتا بخدمت پیشش روم
 تثبت بذیل کمالش کتیم
 دل پارا را بخیر ما و زیم
 کہ پیوند با حشر قہ اور کتیم
 یکے بود آہنگر فخر دین
 تویم بود خیاط جو بہ بینا
 سیوم پارہ روز سے بد اسفندیار
 بر شد بگردن شاں افتخار
 بر فتنہ بر نور دین پاٹے زاد
 بگفتند کہ اے شیخ اہل رشاد
 تثبت بذیل فلاں می کشیم
 مرید و غلام فلاں می شویم
 چنان گفت آن قطب بر سایاں
 نشان کمالت بجوئی در آل
 بیابید روے اگر آن نشان
 شوی بندہ و بردہ او بجاں
 ذکر و بطاعت ملازم شدند
 بہ تفتیش حالش مداوم شدند
 بدیدندیکے ہودج بس میر
 بود ما پیشش چو مان و پیر
 کہ خود از شعاعش بود ذرہ
 بہ پیشش چو بیضا شود ذرہ
 شدہ منزل و صورتش اندرو
 کہ فیضے ہم از قدس پیدا برو
 ندائے ز اجزائے ہودج بدہ
 زانی انا اللہ عدا می شدہ

ذره ذرہ سے انی انا اللہ بے شک میں ہی
 اللہ ہوں) کی صدا آرہی تھی۔ بڑی شان
 و تمکنت کے ساتھ وہ صورت ہودج سے
 برآمد ہوئی۔ انہوں نے دیکھا کہ یہ صورت
 اسی شیخ کی ہے اور وہ ہودج سے نکل کر
 ان کی طرف آئی۔ ایک چراغ کی طرح وہ عورت
 روشن تھی اور ایک شمع تھی کہ جل رہی تھی۔
 فرشتے اس ہودج کے حامل تھے اور سب
 کے سب خدا کے ذکر سے مسرور تھے۔ فقہ
 استوی العرش (پس وہ عرش پر قائم ہوگی)
 کا مفہوم ظاہر ہوا۔ تمثال کی صورت اختیار
 کر کے وہ صورت باہر نکلی۔ حامل ارواح کا
 منظر دکھایا۔ نیلی رنگ کی ایک چادر ان لوگوں
 پر ڈال دی۔ خدا ہی بہتر جانتا کہ ان سے
 کیا چیز سلب کر لی۔ اس کی تاویل خدا کے
 سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ یا اس کا علم ہے
 تو بس اسخان علم ہدیٰ ہی کو ہے۔ صورت
 جو بے زوالہ کی طرح تھی پانی ہو کر تخیل ہو گئی۔
 کہا، ہم نے کے شوق تمام چھا گیا۔ اور جب
 پانی جم گیا تو ہماری مراد پوری ہو گئی۔ زوالہ
 ہم ہی تھے اور جب وہ جم کر برف ہو گیا تو
 باہم ہو گیا۔ یہ جو کچھ انہوں نے عالم رویا
 میں دیکھا تو بڑے جوش کے ساتھ اس
 قطب کے پاس آئے۔ جب اس قطب نے
 ان سے باتیں سنیں تو کہا اس کی نشانیوں
 میں سے ایک نشانی یہی ہے۔ دوسری نشانی
 بھی تلاش کرنی چاہیے۔ پہلی نشانی جیسی
 پھر اس میں نہ ملے گی۔ درویش گویا جینس پر

بہ تمکین جلوسی ہودج نمود
 ز قدوس و سبح مخرج نمود
 بدیدند کما شیخ پید ابگشت
 در آمد بہودج ز آنجا گزشت
 چراغی ازاں جنس افروختہ
 بخود شمع زان سو در سوختہ
 ظایک کہ حال ہودج بند
 بذکر خدا ہم مفرح بند
 فقہ استوی العرش ظاہر شدہ
 ز جنس تمثال چو باہر شدہ
 دگر حامل ارواح منظر نمود
 بیاورد چادر برنگ کبود
 بران پرد و چادر بانداخت او
 خدا دانش تاجہ در باخت او
 نداند تاویل آن جز خدا
 دگر را سخاں بعلم ہدا
 مگر صورتی ہمچو زوالہ بدہ
 ہم از آب جو بیخ بستہ شدہ
 بگفتا گرفت بشوئی تمام
 چو آبے فرو رفتہ مارا بکام
 چو زوالہ سراسر ہمہ مابہ
 بہ پیوستہ تا با ہمہ ماشدہ
 ہر آنچه کہ دیدند رویا ز خویش
 بر بردند ایشاں بر آن قطب پیش
 چو آن قطب شنید ز ایشاں چنین
 بگفتا یکے از نشانشیں ہمیں
 نشانش دوم ہم باید بخت
 نیابند درویش چو آن ہم بخت

سوار رہتا ہے۔ اور روہیں اس کے منہ سے جاتی رہتی ہیں۔ ان ہی سے کسی کو وہ جلا دیتا ہے۔ جب انھوں نے یہ شان بھی اس میں دیکھ لی تو اس کے مرید ہونے کا ارادہ کیا۔ اس قطب نے کہا کہ اس شخص کے پاس جاؤ اور اس کے آستانے کے ملازم بن جاؤ۔ اس کی بارگاہ کے بھکاریوں میں شامل ہو جاؤ اور اپنے دردِ دل کی دوا اسی سے مانگو۔ یہ تینوں اس شخص کی خدمت میں پہنچے تو عشق کا ہنگامہ ان میں بپا تھا۔ جب اس درو کا قصہ اس کے سامنے پیش ہوا تو اس نے تمام باتیں اول سے آخر تک سنیں جب اس شیخ نے درو کا یہ احوال سنا تو وہ ٹھنڈی آہیں بھرنے لگے۔ یہ ٹھنڈی آہیں ایسی تھیں کہ ان سے ایک دنیا جل جائے اور اس سر زخم کے جوش سے کوئین کو گرمی حاصل ہو۔ پھر شیخ نے کہا، احلام کے ساتھ اس کے راستے کو اختیار کرو۔ اسی راستے سے اپنے مقصود تک تمہارا پہنچ جانا ممکن ہے۔ یہ لوگ اس سید سے وابستہ ہو گئے۔ اور دل و جان سے اس کے مرید ہو گئے۔ سید نے بڑے لطف و کرم سے فرمایا کہ اس زخم کے درد کا مرہم میرے پاس ہے۔ چونکہ اس کا چہرہ حقہ تمہارے نصیب میں ہے اس لئے میں یہ جنس تمہیں دوں گا۔ اپنے سر سے ہستی کا بوجھ اتار دو۔ اس کے بعد آسانی کے ساتھ

کہ ورویش برمیش را کب شود
ہمچو می زارواح پیشش رود
یکے پیش او ہم ندائے کند
ز صدق ز عدل انوائے کند
چو ایساں بدیدند بدیں شاں در
بگردند قصد ارادت برو
ہماں قطب فرمود پیشش روید
کہ در آستانش بخدمت شوید
یکے از گدایاں در گہ شوید
کہ دردِ دل خود پیشش برید
رسیدند در خدمتش آل سہ تن
کہ بوند در عشق اندر فتن
چو آل قصہ درد شد پیش او
بگفتند از ہر چہ بد پیش او
چو بشنید آل شیخ احوال در
دما دم بر آورد پس آہ سرد
جہانے بسوزد ازاں سر زرش
پو کوئین در جوش ازاں گبرمش
بگفتا یا خلاص دین رہ شوید
تو امید کہ رہے بمقصد برید
سید نمودند پیوند شاں
مریدش بگفتند ایساں جاں
بفرمود سید از ہم لطف خویش
بدست من است مرہم درد زرش
نصیبے ازیں با چو داریم پیشش
شمارا ازاں جنس آریم پیشش
ز سر بار ہستی فرو بر نہید
پس انکہ بمقصد سبک سری رسید

تم نے مقصود تک پہنچ
 جاؤ گے۔ ہماری آنکھوں میں بٹھو اور خدا
 کے جمال کا مشاہدہ کرو۔ اب میں کھول کر
 کہتا ہوں کہ یہ مرشد جن کے مرید ابدال ہو
 کون تھے۔ یہ مرشد ابوالفتح صدر دین ہیں۔
 اور یہ اہل یقین کے قطب کے سردار ہیں۔
 وہ گیسو دراز کے لقب سے لقب ہیں اور علم
 نبی سے سرفراز ہیں۔ میں ان ہی کے ادنیٰ پیرو
 میں ہوں۔ ان کے بہت معمولی مریدوں میں
 میرا شمار ہے۔ میں عشق کے بھنور میں پھنس
 گیا تھا اور کھلے چھپے عشق میں مبتلا تھا۔ اس
 غرقہ میں جو خوبصورت شکل دکھائی دی تھی
 اس پر سو جان سے عاشق ہو گیا۔ میں ایسے
 تشل کا مبتلا ہو گیا تھا جو شاید ہی دوبارہ کسی
 کو دکھائی دے۔ انہوں نے مجھے بھنور سے
 کھینچ کر دریا میں ڈال دیا۔ اور میری پوری
 ہستی کو ساحل سے لگا دیا۔ اب میں پیراک
 بن کر ہاتھ پیرا مارتا ہوں اور قعر فنا میں
 نے قدم رکھا ہے۔ نہ مجھ سے بات کہی جاسکتی
 ہے اور نہ ہی چپ رہا جاتا ہے۔ بس
 مینڈک ہی کی طرح یہاں ڈوبنا ہے۔ اگر
 خاموش رہوں تو غم کے مارے مرا جاتا
 ہوں اور کہوں تو کوئی میری بات سمجھ نہیں
 سکتا۔ اس دنیا کی بادِ سموم میرے لئے
 بادِ نسیم ہے اور اسی دنیا کے ایک گھونٹ
 میں مست ہو جاتا ہوں۔
 مجھے محمد ابوالفتح کہتے ہیں۔ اور ترک اللہ
 کے لقب سے مجھے جانتے ہیں۔ محمد محمد

در آید در چشم ما بنگرید
 جمال خدا را شما بنگرید
 بتصریح گویم کہ مرشد کہ بود
 کہ ابدال پیوند با او نمود
 محمد ابوالفتح آل صدر دین
 کہ او سرور قطب اہل یقین
 لقب بگیسو دراز است او
 بعلم نبی سرفراز است او
 ہم از پیروانس کمینہ منم
 ز مستر شدانس کمینہ منم
 بافتادہ بودم بگرداب عشق
 عیاں و کتمان نمودم بنفسق
 در آل غرقہ دستے بہ ز بیش اندم
 باخلاص باروز اول بدم
 تشل بشکل بنوع نمود
 خیال مجازہ از دم برزدود
 شدم مبتلائے تشل بے
 دوبارش نشانش نہ بیندکے
 زورطہ کشیدہ بہ دریا بہرزد
 ہمہ ہستیم را بہ ساحل پیرد
 شناور شدہ دست و پائے ندم
 چو تلاح خواہم قعرشش روم
 پدریائے معنی چو غوطہ زدوم
 قعر فنا بر نہادم و قدم
 نگھان تو انم نہ ساکت بدن
 بقرقاب چوں غوک باید شدن
 سلوت او کنم خود بہیرم ز غم
 بگفتن در آل اب حاجت ہم

ایک ہی ہیں۔ تکرار سے کہا اور آگے بڑھا۔
 میں ہجر وصال کی باتوں سے دُور ہوں۔
 اس کے نام کے سوا اور کیا کمال رکھتا ہوں۔
 میں نہ رہوں گا، لیکن یہ نظم رہ جائے گی
 اور اسے محمد کے نام سے پڑھا جائے گا۔
 ساقی کا وہی گھونٹ میرے حلق میں
 پہنچاؤ تاکہ روزِ حشر میں اسی کا مزہ چکھوں۔

سوم از انکہ نیش شدم
 بیک جرحہ اور ہمیش شدم
 محمد ابوالفتح خواند مرا
 لقب بترک اللہ دانند مرا
 محمد محمد محمد کے
 بتکرار گفتہ شدہ پیشگی
 فرود رفتہ ام خود بہ ہجر وصال
 جز این نام دیگر چہ دارم کمال
 منام دے نظم ماند بے
 بنام محمد بخواند کسے
 ہماں جرحہ ساقی بکام رساں
 کہ تا روز حشر ہم نام چشماں

(۱۰۰) نقل است (مہ) کہ فخر الدین
 آرینگر و چچو خیاط و اسفندیار پارہ دوزہر
 سہ نفران از ابدالان مذکور قطب را پر سید
 می خواہم کہ ارادت بہ سید محمد آریم، چہ
 ارشاد است۔ قطب فرمودند صبر کنید۔
 من در لوح محفوظ کہ ام الکتاب عبارت از
 دوست بہ بنیم۔ در آن اگر مکتوب باشد
 شمارا فرمایم۔ بعدہ قطب در لوح محفوظ
 کرد۔ دید کہ در آن جا ولی الاکبر الصادق
 محمد الحسینی الحسنی گیسو دراز نوشتہ اند۔
 ابدالان مذکور را فرمود کہ بروید مرید سید
 محمد بشوید، ارادت بہ او آوری۔ ایشاں
 مرید حضرت بندگی مخدوم و ہوا المرشد فی العجم
 رضی اللہ عنہ شدند و تشبیت بذیل بندگی
 مخدوم رضی اللہ عنہ کردند بخدا رسیدند۔

(۱۰۰) نقل ہے (مہ) کہ مذکورہ ابدالوں
 یعنی فخر الدین آرینگر، چچو خیاط اور اسفندیار
 پارہ دوز نے قطب سے پوچھا کہ ہم سید محمد
 کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتے ہیں، کیا حکم
 ہوتا ہے؟ قطب نے کہا میں ذرا لوح محفوظ
 میں دیکھ لوں کہ ام الکتاب یہی ہے۔ اگر
 اس میں لکھا ہوا ہو تو تم سے کہوں۔ اس
 کے بعد قطب نے لوح محفوظ پر نظر ڈالی۔
 دیکھا کہ اس پر ولی الاکبر الصادق
 محمد الحسینی الحسنی گیسو دراز لکھا ہے۔ ان
 ابدالوں سے کہا کہ جاؤ اور سید محمد کے
 مرید ہو جاؤ۔ اور ان سے ارادت پیدا
 کرو۔ یہ لوگ سب کے مرشد حضرت
 بندگی مخدوم کے مرید ہو گئے۔ اور حضرت
 بندگی مخدوم کے دامن تربیت سے فیض پا کر

خدا تک پہنچ گئے۔

(۱۰۱) نقل ہے (مس) کہ ایک رات
خواجہ احمد دبیر حضرت مخدوم کی خدمت
میں حاضر تھے۔ ان کی زبان سے یہ بات
نکل گئی کہ مجھے ایک ایسی جگہ اور ایک
ایسے مقام پر لے گئے۔ یعنی اس محل کے
دربار حضرت افضل الاولیاء حضرت
مر تضای تھے اور اس محل کے فرانس حضرت
امام حسن اور امام حسین تھے۔ بندگی مخدوم
کو غیرت آئی۔ وہ محل محمد حسینی ہے۔ تو
کہاں اور غصہ سے کچھ اور باتیں بھی فرمائی۔
کچھ ہی دنوں بعد حضرت بندگی مخدوم سے
جدا ہو کر رحمت حق میں پہنچ گئے۔ اور صیبا
کہ آپ نے فرمایا تھا، اسی طرح مارے
گئے۔

(۱۰۲) نقل ہے (مس) کہ سید محمود
واعظ ایک کامل مرد بزرگ تھے۔ ان کے
وعظ سے مخلوق کو حد درجہ ذوق اور لذت
حاصل ہوتی تھی۔ بعض اپنے کپڑے بھاڑ
لیتے تھے اور بعض ان کی مجلس میں جان
دے دیتے تھے اور بعض بے ہوش ہو جاتے
تھے۔ انہوں نے سنا کہ حضرت بندگی مخدوم
سجدہ کراتے ہیں۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ
آپ کس مرتبہ کے ہیں، آپ کی خدمت میں
حاضر ہوئے۔ خود ہی سجدہ کرنے لگے اور
معبود، معبود کہنے لگے۔ حضرت بندگی مخدوم
نے فرمایا، خوند میرا ایسا نہ کہئے۔ پر تو معبود

(۱۰۱) نقل است (مس) یک شب
خواجہ احمد دبیر خدمت حضرت مخدوم رضی اللہ
عنه بودند۔ این سخن از زبان ایشان بدر
آمد کہ خود را بجائے برده بودند و محلے
چینی و چینی یعنی دربان آل محل حضرت
افضل الاولیاء حضرت مر تضای رضی اللہ عنه
و فرانس آل محل حضرت امام حسن رضی اللہ
عنه و امام حسین رضی اللہ عنه نمودند بندگی
مخدوم رضی اللہ عنه را غیرت آمد۔ فرمودند
آل محل محمد حسینی است تو کجا و چند سخن با
تہر فرمودند۔ در میان چند روز حضرت بندگی
مخدوم رضی اللہ عنه بر حمت حق پیوستند
و چنانچہ فرمودہ بودند ہمچنان کشتہ شدند۔

(۱۰۲) نقل است (مس) سید
محمود واعظ مرد بزرگ و کامل بودند۔ وقت
گفتن وعظ او خلق را ذوق تمام و لذت
بہ کمال داشت بعضے مردم جامہ پارہ کردے
و بعضے مردہ از مجلس او بیرون شدے۔
و بعضے مردم بے ہوش شدے۔ آخر الامر
شنیدند کہ بندگی مخدوم رضی اللہ عنه سجدہ
می کنانند۔ بخدمت آمدند کہ بہ بنیم چه مرتبہ
است۔ آخر خود ہم سجدہ می کردند و معبود
معبود گفتند۔ بندگی مخدوم رضی اللہ عنه
فرمودند کہ خوند میر چینی مگوئید۔ پر تو معبود
مگوئید۔ چند روز بخدمت حضرت بندگی

کچھ دن حضرت بندگی مخدوم کی خدمت میں رہے اور خلافت بھی مانگی۔ حضرت بندگی مخدوم نے نہ دی۔ ایک دن آپ خوش خوش بیٹھے تھے، انھیں جاننا عطا فرمائی۔ سید محمود واعظ نے جاننا اپنی پیٹھ پر ڈال لی اور جھومتے ہوئے کہنے لگے، یہی خلافت ہے۔

(۱۰۳) نقل ہے دمس کہ جب سید محمود واعظ کی سلطان احمد سے ملاقات ہوئی تو سلطان احمد نے ان سے پوچھا کہ آپ نے شاہ نعمت اللہ ولی کو دیکھا ہے۔ انھیں آپ نے کیسا پایا؟ سید محمود نے کہا کہ وہ مرد باغبان ہیں۔ پھر حضرت بندگی مخدوم کے بارے میں پوچھا۔ سید محمود واعظ نے کہا کہ وہ عارف عشق کے زبردست درخت ہیں۔ اس درخت کی جڑیں زمین میں پھیلی ہوئی ہیں اور اس کی ٹہنیاں آسمان سے باتیں کرتی ہیں۔ جو بھی آتا ہے اس درخت کے سایہ میں بیٹھتا ہے اور اس کا پھل کھاتا ہے۔ سید محمود واعظ نے اور بھی کچھ باتیں کہیں جو آپ نے بھی سنی ہوں گی۔ سلطان کو یہ جواب پسند نہ آیا کہ وہ خود بھی شاہ نعمت اللہ ولی کا مرید تھا۔ لیکن چونکہ اپنے پیر سے کہیں زیادہ حضرت بندگی مخدوم پر اعتقاد رکھتا تھا اس لئے کچھ نہ کہا۔ بعض کہتے ہیں کہ سلطان نے سید محمود واعظ کو بتا دیا

مخدوم رضی اللہ عنہ ماندند و طلب خلافت نیز کردند۔ و حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ ندادند۔ آخر الامر یک روز خوش حالی نشسته بود و مصطفیٰ را دادند۔ سید محمود واعظ مصطفیٰ بر پشت خود انداختہ چرخ زد و گفتند کہ خلافت ہمین است۔

(۱۰۴) نقل است دمس کہ وقتے سید محمود واعظ سلطان احمد ملاقات کردند۔ سلطان احمد پرسیدند کہ حضرت شاہ نعمت اللہ ولی را دیدند؟ چوں یافتند؟ سید محمود گفتند کہ مرد باغبان است۔ و از بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ ہم پرسیدند۔ سید محمود واعظ گفتند کہ او عارف گراں بارے درخت عشق است کہ بیخ ہائے او بر زمین رفته و شاہائے او با آسمان پیوستہ۔ ہر کہ آید زیر سایہ آن درخت نشیند و بار آن بخورد و چیرے دیگر ہم فرمودند، چنانچہ شنیدہ یاستی۔ سلطان را اگر چه خوش نہ آمد کہ خود مرید بود۔ اما چونکہ اعتقاد از پیر خود بر بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ بیش از پیش داشت، بیچ نہ گفت۔ و بعضے می گویند کہ سید محمود واعظ را جلدہ کردہ۔ سید محمود واعظ پیر سلطان احمد را گفتند کہ بعد از یک ماہ مرا بطلب۔ سلطان بعد یک ماہ مرد۔ سلطان علامہ الدین پیر او طلب کردہ خود پیشواری رفتہ دزدی پائی

برہموشی خود گرفتہ آورد۔

سپرد کر دیا۔ سید محمود و اعطی نے سلطان احمد کے بیٹے سے کہا کہ ایک مہینے کے بعد مجھے پھر طلب کرنا۔ ایک مہینے کے بعد سلطان احمد کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بیٹے سلطان علاء الدین نے سید محمود کو طلب کیا۔ خود آگے بڑھ کر ان کی پالکی کا ڈنڈا اپنے کاندھے پر رکھ لیا۔

(۱۰۴) نقل ہے (مہ) سلطان فیروز لڑائی پر جاتے وقت حضرت بندگی مخدوم سے ملنے کے لئے آیا۔ اجازت طلب کی۔ بندگی مخدوم نے فرمایا کہ تم نہ جاؤ۔ سلطان احمد کو بھیجیو۔ بڑا امر ار کیا کہ مجھے ہی جانے دیجئے۔ میرے گئے بغیر کام نہیں بنے گا۔ فرمایا، جاؤ، تم جانو اور منتظار رکھو۔ لیکن فتح نصیب نہ ہوگی۔ ایک اور شخص بھی سلطان فیروز کے ساتھ تھا۔ اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ کام اس کے سر ہوگا۔ آخر سلطان فیروز خود کافروں کے مقابلہ کے لئے گیا۔ پہلے دونوں طرف سے جنگ ہوئی۔ سلطان فیروز کو تھوڑی بہت فتح بھی حاصل ہوئی۔ اپنے چند غلام حضرت مخدوم کی خدمت میں بھیجے اور لکھا کہ ایسی فتح حاصل ہوئی ہے۔ حضرت بندگی مخدوم نے لکھوا بھیجا کہ کام اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ اس کے بعد دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل صف آرا ہوئے۔ ایسی لڑائی ہوئی کہ بادشاہ نے اپنا چھتر

(۱۰۴) نقل است (مہ) سلطان فیروز بوقت رفتن عزرا بھت ملاقات بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ آمد۔ رضا خواست۔ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند تو مرو۔ سلطان احمد را بفرست۔ بسیار تکرار کرد کہ رضا بدہید۔ بے رفتن من کار ہر انجام نمی شود۔ فرمودند برو و تو دانی۔ اما فتح نخواہد شد۔ ویکے دیگرے ہمراہ سلطان فیروز بود۔ فرمودند کار بر سر این خواہد شد۔ آخر خود بر کفار رفت۔ مقدمہ طرہین جنگ کردند۔ چیزے فتح شد۔ چند غلامان بخدمت مخدوم رضی اللہ عنہ فرستاد و نوشت کہ فتح چہیں شد۔ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ نوشتہ فرستادند کہ کار بنیتر است۔ بعد از آن سردو لشکر جنگ ایستادند تا جنگ شدہ کہ بادشاہ چھتر خود بر سر آنکس کہ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودہ بودند کہ کار بر سر است بر سر او داشتہ خود گریخت۔ او کشتہ شد۔ چنداں لشکریاں کشتہ شدند کہ بگرو و نہا

موئے بند شکر یاں کفار بردند۔ ہر کہ سخن
اولیا، نشو و خطا یابد۔

اس شخص کے سر پر لگوادیا جس کے بارے
میں حضرت بندگی مخدوم نے فرمایا تھا کہ کلام
اس کے سر ہوگا اور خود کھاگ نکلا۔ وہ
آدمی مارا گیا۔ اتنے زیادہ سیاہی مائے
گئے کہ کچھ حساب نہیں۔ جو اولیاء کی بات
نہیں مانتا، نقصان اٹھاتا ہے۔

(۱۰۵) نقل ہے (دی) حضرت بندگی

مخدوم نے عالم مجذب میں فرمایا ع

لے ابو الفتح تو خدائی کے قابل ہے!
بندگی میاں بڑے نے کئی طرح اس قول
کی تشریح کی ہے۔ یعنی یہ کہ خدا بڑا ہے۔
ابو الفتح جو خدا میں فنا ہو گئے ہیں واضح
طور پر صاحب فتح و فتوحات ہیں۔ خدا
کے فضل و کرم کے دروازے ان پر کھلے
ہوئے ہیں۔ وہ کلام کی ابتدا فنا سے کرتے
ہیں اور اپنے آپ کو مقام بقا میں پاتے
ہیں۔ اس مقام کا حکم یہی ہے جو اس میں
فنا ہو گیا باقی ہو گیا۔ جو فنا ہو گیا وہ باقی
اور جو باقی رہ گیا فنا ہو گیا۔ کیونکہ فنا ہونا
ہی اصل ہے۔ وہی مطلق باقی بقا مباح
درجات مقامات فنا میں چلنے والا ہے۔
فنا سے بقا اور بقا سے فنا میں بدلتا رہتا
ہے۔ یہاں تک کہ بتدریج حق کے سوا اور
کچھ باقی نہیں رہتا۔ اور فانی مطلق بن
جاتا ہے۔ یعنی جب فانی حقیقت محض میں
دوڑتا ہے تو خدا سے باقی سے کہ اتحاد و صفات
سے عبارت ہے، حقیقت عبدیت بقا کا فائدہ

(۱۰۵) نقل است (دی) بندگی مخدوم

رضی اللہ عنہ در حالت خود فرمودند۔

ابو الفتح! خدائی را تو می شانی!
چند طریق بندگی میاں برہ معنی آن فرمودند۔
یعنی خدائے بزرگ است۔ ابو الفتح کہ
در فنا کے خدائی بوضوح صاحب فتح
و فتوحات است و ابواب فضل و کرم
خدای برد فتوحات افتتاح کلام فنا
می کند و خود را در مقام بقا، آں می انگند
کہ بر حکم کما فی فنی بقی و کما بقی فنی فنا
فی فنا، ہماں مطلق باقی بقا مباح در
درجات مقامات فنا روندہ است از فنا
بہ بقا و از بقا بہ فنا لونیات شوندہ۔
کہ از مقام بقا سے از حالے بحالے می
گرد و تا آن کہ بتدریج بہیج باقی حق فانی
مطلق می گردد۔ یعنی چون فانی بخص
حقیقتہ می ستابد باقی بخدائے کہ
عبارت از اتحاد و صفات فایده بر
حقیقتہ عبدیتہ بقا می یابد۔ و در ایجاد
از یاد اتحاد و در خدائی بخدائی خودیافتہ
است۔ خدائی ہم ازینجا است کہ آن

فنائے ہم در حق گفت بلسان بقائے
ابوالفتح خدائی را تو می شانی۔

حاصل کرتا ہے۔ اور از دیاد اتحاد کی وجہ سے عالم ایجاد اور خدائی میں اپنے اندر خدائی پاتا ہے۔ خدائی اس لئے ہے کہ اس فانی نے حق بات بقا کی زبان سے کہی کہ اسے ابوالفتح تو خدائی کے قابل ہے۔

دوسرے یہ کہ انھوں نے اولاً خدا کی خدائی سے اپنی فنا مانگی ہے۔ یہ فنا اپنی عبدیت کی وجہ سے طلب کی ہے۔ وہ اپنے مولا کی عبدیت میں ہیں۔ اور باقی خدائی بقا سے ہے کہ اس کے سوا باقی سب خدائی ہے۔ کیونکہ یہ گزارش نمائی حقیقت سے بعد ہے اور یہ کہ کثرت لازمہ وحدت ہے۔ دوئی کی نظر سے اسم باقی مشہور ہے۔ اور وہ عبد فانی فی الواقع عیانی در میان میں آنے والی صورت کو اس میں گم کر کے خدائی میں اپنی خدائی تلاش کرتا ہے۔ اور حد درجہ مسرت کے عالم میں فخر کے ساتھ تو خدائی کے قابل ہے کہتا ہے۔

دوسرے یہ کہ اگر ایسا ہی ہے تو ہذا آئی کہ ہویدا ہے۔ یعنی ہویدا کی ہویدالی اپنی نمود کے لئے طلب خدائی میں ہے۔ اپنی طلب میں پھر خدائی۔ اس لئے از خود رفتہ ہو کر استفہام کے طور پر اپنے آپ کو خدائی کے قابل کہتا ہے۔

دوسرے یہ کہ جب تو جانتا ہے کہ اس قابل ہے کہ خدا ہو جائے، حالانکہ تو فنا ہے اور جو کچھ تو ہے تو دکھائی دیتا ہے۔

دیگر آں کہ نام اولاً خدائی خدا فنا خود خواستہ است باقی ازاں فتنائی بسبب عبدیت خواستہ است کہ او من عبودیت مولائی است۔ و باقی بہ بقا خدائی است کہ من غیر اور از جدائے است۔ زیرا کہ آں گزارش نمائی بحقیقتہ منفقود است۔ و از روئے آں کہ کثرت لازمہ وحدت است بنظر دوئی اسم باقی مشہور است۔ و آں عبد فانی بالواقع عیانی در میان نہ صورت باں گم شدہ در خدائی خود را ہم خدائی جوید۔ و از پس طرب بزبان عجب خود را خدائی را تو می شانی گوید۔

دیگر اگر بحسب بود آں و ندائی در ربود ہویدالی۔ اعنی ہویدالی ہویدا نمودنش خود را در طلب خدائی در طلب باز بجدائی ہم بر آشفتنہ و ازیرائے نام بمعنی استفہام خود را خدائی را تو می شانی گفت خود را۔

دیگر آنکہ تا دانی تو در قابلیت آئی کہ بجد اشوی۔ فانی و آنچه توئی در نمائی ہم بلسان نشان مؤتو قبل آن تو لقا

سننے برائی۔ درصفتہ در آئی کہ دریں صفت برائی کہ بزبان عیان من ہم بحق فرمائی ابو الفتح خدائی را تو می شائی۔

دیگر آں کہ اگر اثرے از آن شہود خدائی وجود بقائی بر بود فنائی تا بود خود بنائی۔ یعنی لمعات توالی فیض متعالی تو آن را نشائی۔ چوں برق سحاب سیمیائی بحق فرمائی خدا را تو می شائی۔

دیگر ابو الفتح محمد را کہ از محمد بردہ و بطور پردہ اعنی محمد مطلق فنا احد گشتہ است و از صفات بشریات خویش گشتہ است۔ ہماں احد منظور است کہ در منظر محمد بظہور است۔ کشف رفع حجاب حد کردہ ببحر میت حرم احد ہمیش در آدرند۔ اگر چہ ہر چہ بینی و بوی ہم فہم خویش بگزینی احد درائے آنت و منزہ از ہر گمان است۔ احد احد است کہ بے نشان است و در شان کل یوہر ہو فی شانہ در شان است۔ فاما چوں محمد را بینی چہ بینی کہ خدائی را شایان است۔ اعنی بصفۃ خدائی کہ تخلقتوا باخلاق اللہ و تصفو بصفاتہ موصوف گشتہ بعیانست۔ ولذا قال الکرمیر

اس لئے اپنی زبان سے مر جاؤ تم موت آنے سے پہلے کہتا ہے۔ اس لئے ایسی صفت تجھ میں پیدا ہو جاتی ہے تو زبان عیاں سے حق کہہ سکتا ہے کہ اے ابو الفتح تو خدائی کے قابل ہے۔

دوسرے یہ کہ اگر تو شہود خدائی کی نشانی ہے تو وہ وجود خدائی ہے تیرا وجود بقائی بود فنائی ہے۔ اسی لئے بود دکھائی دیتا ہے۔ یعنی خداوند متعال کے فیض کا تو مستحق نہیں ہے۔ سحاب سیمیائی کی طرح حق سے کہتا ہے تو خدائی کے قابل ہے۔

دوسرے یہ کہ ابو الفتح محمد کو محمد سے لے کر احد کے سپرد کیا گیا۔ یعنی محمد مطلق فنا احد ہو گیا ہے۔ اپنے صفات بشریات سے گزر گیا ہے۔ وہی احد منظور ہے جو منظر محمد میں ظہور پذیر ہوا ہے۔ حجاب وحدت کا پردہ اٹھا کر محرمیت احدیت کے عرم میں اسے لایا گیا ہے۔ ہر گمان سے منزہ۔ احد احد ہے جو بے نشان ہے۔ کل یوم ہو فی شانہ اسی کی شان میں آیا ہے۔ لیکن جب محمد کو دیکھو تو یہ دیکھو گے کہ خدائی کے قابل ہے یعنی خدا کی صفت ”خدا کے اخلاق سیکو اور ان سے متصف ہو جاؤ۔“ کا وصف رکھتے ہوئے عیاں ہیں۔ اس لئے خداوند کریم نے اپنے نبی سے کہا کہ

بے شک آپ عظیم اخلاق والے ہیں۔ یہ اسم صفتِ خدائی ہے اور وہ اس صفتِ خدائی سے متصف۔ اس میں کونسی تعجب کی بات ہے اگر وہ کہتے ہیں ہیں کہ خدائی کے تو قابل ہے۔ یعنی خدا کی صفت سے متصف ہونا تجھے زیب دیتا ہے۔

کرامتوں اور خوارقات کے مسئلے میں یہ ایک سو پانچ نقلیں معتبر کتابوں سے نقل کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایکس (۲۱) معتبر راویوں سے سنی ہوئی ہیں۔ ہر نقل کی ابتداء میں کتاب کی علامت کے حرف لکھ دئے گئے ہیں۔ ”سم“ کی علامت ”سم“۔ خاتمہ کی علامت ”خا“۔ دیوانہ کی علامت ”دی“۔ جوامع الکلم کی علامت ”جوا“۔ محبت نامہ کی علامت ”مح“۔ شاہ من اللہ کے ملفوظ کی علامت ”مہ“۔ سیر کی علامت ”سی“۔ مولود منظوم کی علامت ”مو“۔ مسموع روایت کی علامت ”مس“ ہے۔

لَبِيْهِ اِنَّكَ لَعَلٰى خَلْقٍ عَظِيْمٍ اِسْمُ كِفَايَةِ صِفَتِ خَدَائِيْ وَاَوْبِدِيْنَ صِفَتِ خَدَائِيْ مَوْصُوْفِيْنَ بِاِسْمِ جِهْ اَنْدَاكُ فَرَايِدِ خَدَائِيْ رَاوِيْ شَائِيْ۔ اَهْمِيْ مَوْصُوْفِ بَصِفِ خَدَائِيْ شَدَنْ تَرَامِيْ شَائِيْ۔

وہیں صد و بیچ نقل کرامات و خوارقات از کتب معتبر منقولست۔ مگر بست و یک نقل کہ مسموع از ثقات است و بر سر ہر نقل نام کتاب بعد امت حرف نوشتہ شدہ است۔ علامت سمر ”سم“ و علامت خاتمہ ”خا“ و علامت دیوان ”دی“ و علامت جوامع الکلم ”جوا“ و علامت محبت نامہ ”مح“ و علامت ملفوظ شاہ من اللہ ”مہ“ و علامت سیر ”سی“ و علامت مولود منظوم ”مو“ و علامت نقل مسموع ”مس“

۱۰ میاں بندگی حضرت سید محمد اکبر حسینی نے حضرت بندگی مخدوم کے اس قول کی جو شرح فرمائی ہے وہ بڑی ادق، بڑی مشکل اور بڑی نازک بحث ہے۔ کاتبوں کی بے احتیاطی کی وجہ سے اس کی عبارت اور بھی گنجانگ اور بے ہوشی سے ہو گئی ہے۔ مترجم کو کھلا اعتراض ہے کہ یہ پوری بحث اس کی فہم سے بالاتر ہی رہی۔ جیسا بھی ترجمہ اس سے بن پڑا وہ یہاں پیش کر دیا گیا ہے۔

حاشیہ

الاسماء

نوڈونہ نام حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ
 محمد، خاضعہ احمد، نور چشم احمد، ابو الفتح
 ابو المشائخ، ابو البرکات، خواجہ عبدالذہب
 سلطان العاشقین، امام المتقین، قطب،
 غوث، قطب و غوث، گیو دراز، خواجہ
 بندہ نواز، پیر پیران، امیر امیراں، عامر
 سینہ پائے ویراں، عالم بر عالم، خلا
 نبی آدم، گوہر دریائے قدم، سید جید،
 مرشد مشید، استاد الاساتذہ، خاتم
 الولاہیت، جامع الشریعت و الحقیقت،
 ولی الاکبر، قطب الاقطاب، صاحب دل،
 کامل، باذل، عادل، قابل، مقبل، متکلم،
 مستحق، متوکل، خیر الاخیار، کعبۃ الاحرار،
 بحر الاسرار، دریائے رحمت، آسمان عظمت،
 عرش عزت، لالہ باغ رسالت، رہ ناما
 طریقت ہدایت، مالک الملک و لاہیت،
 عیسیٰ دم، مبارک قدم، حسنی، حسینی،
 منت جام تجلیات، کاشف الاسرار کشفوا،
 جان صاحب دلال، مقبل مقبلان،
 دہندہ بے منت، بخشندہ جنت، عالم
 جہائے یاران، کارکشائے بے کاران،
 خداوند خداوند گھاران، پناہ گناہ گھاران،

حاشیہ

نام

حضرت بندگی مخدوم کے سنانوں کے نام

(۱) محمد (۲) احمد (۳) نور چشم احمد
 (۴) ابو الفتح (۵) ابو المشائخ (۶) ابو البرکات
 (۷) خواجہ صدر الدین (۸) سلطان العاشقین
 (۹) امام المتقین (۱۰) قطب (۱۱) غوث
 (۱۲) قطب غوث (۱۳) گیو دراز (۱۴)
 خواجہ بندہ نواز (۱۵) پیر پیران (۱۶) امیر
 امیران (۱۷) عامر سینہ پیران (۱۸) عالم
 بر عالم (۱۹) خلاصہ نبی آدم (۲۰) گوہر
 دریائے قدم (۲۱) سید جید (۲۲) مرشد
 مشید (۲۳) استاد الاساتذہ (۲۴)
 خاتم الولاہیت (۲۵) جامع شریعت و
 حقیقت (۲۶) ولی الاکبر (۲۷) قطب الاقطاب
 (۲۸) صاحب دل (۲۹) کامل (۳۰)
 باذل (۳۱) عادل (۳۲) قابل (۳۳) مقبل
 (۳۴) متکلم (۳۵) مستحق (۳۶) متوکل
 (۳۷) خیر الاخیار (۳۸) کعبۃ الاحرار (۳۹)
 بحر الاسرار (۴۰) دریائے رحمت (۴۱) آسمان
 عظمت (۴۲) عرش عزت (۴۳) لالہ باغ
 رسالت (۴۴) رہ ناما طریقت ہدایت
 (۴۵) مالک ملک و لاہیت (۴۶) عیسیٰ دم
 (۴۷) مبارک قدم (۴۸) حسنی (۴۹) حسینی

حکیم، کریم ابن الکریم، رحیم، حکیم، الفائز،
 الفائق، العاشق الصادق، الحادق الام
 النابی، المانع الضار، چراغ خاندان،
 شمع جهان، نادره زمین و آسمان، مخدوم
 جهان، سلیم القلب، کریم الطریقین، ابو الحسن
 عارف فلک المعارف، المنظر علی الاعداء،
 پاک، بے باک، قتال، دشمن پائمال،
 ابن بنت رسول اللہ، قرۃ عین نبی اللہ،
 نور اللہ، وجہ اللہ، کرم اللہ، فضل اللہ،
 سر ذات اللہ، جمال اللہ، جلال اللہ، کلام اللہ،
 لسان اللہ، الفاعل اللہ، القابل من اللہ،
 الآخذ عن اللہ، الحاضر مع اللہ، الماشی
 فی اللہ، القائم باللہ۔ اللہ، اللہ، اللہ،
 لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

۱۰۰
 ۵۰) مست جام تجلیات (۵۱) کاشف الماسر
 کشفات (۵۲) جان صاحب دلائل (۵۳)
 مقبل مقبلاں (۵۴) دہندہ بے منت۔
 ۵۵) بخشندہ جنت (۵۶) حامل جفائے
 یاران (۵۷) کارکشائے بے کاران (۵۸)
 خداوند خداوند گاران (۵۹) پناہ گناہ گاران
 ۶۰) حکیم (۶۱) کریم ابن کریم (۶۲) رحیم
 ۶۳) حکیم (۶۴) الفائز (۶۵) فائق (۶۶)
 عاشق صادق (۶۷) حادق امرناہی (۶۸)
 مانع ضار (۶۹) چراغ خاندان (۷۰) شمع جهان
 ۷۱) نادرہ زمین و آسمان (۷۲) مخدوم جہاں۔
 ۷۳) سلیم القلب (۷۴) کریم الطریقین (۷۵)
 ابو الحسن (۷۶) عارف فلک معارف (۷۷) منظر
 علی الاعداء، (۷۸) پاک (۷۹) بے باک (۸۰) قتال
 ۸۱) دشمن پائمال (۸۲) ابن بنت رسول اللہ
 ۸۳) قرۃ عین نبی اللہ (۸۴) نور اللہ (۸۵) وجہ اللہ
 ۸۶) کریم اللہ (۸۷) فضل اللہ (۸۸) سر ذات اللہ
 ۸۹) جمال اللہ (۹۰) فیض اللہ (۹۱) جلال اللہ
 ۹۲) کلام اللہ (۹۳) لسان اللہ (۹۴) الفاعل اللہ
 ۹۵) القابل من اللہ (۹۶) الآخذ عن اللہ (۹۷)
 الحاضر مع اللہ (۹۸) الماشی فی اللہ (۹۹) قائم
 باللہ۔ اللہ، اللہ، اللہ،
 لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔
 کنیت : ابو الفتح۔
 لقب : صدر الدین۔ گیسو دراز۔
 مخاطب : ولی الاکبر صادق۔
 والد : سید یوسف مشہور بہ سید راجو۔

الکنیتہ : ابو الفتح۔

الملقب : صدر الدین گیسو دراز۔

المخاطب : ولی الاکبر صادق۔

الاب : سید یوسف المشہور بہ سید راجو۔

عرس ، ہفتم ماہ شوال المکرم -
الام : خوانزا ملک انحنہ - عرس
دوازدهم ماہ ربیع الاول -

المولد - دہلی مبارک - چہارم ماہ رجب
۱۲۳۰ھ - ثلاث عشرین سبج مایہ بیت
بدلی چو شد تولد چون محمد

رسیدہ نام دہلی تا بفرقہ

دو سالہ صغیر بودند کہ روانہ از دہلی بسوے
دولت آباد شد - بستم ماہ مبارک رمضان

بود در سنہ ثمان و عشرین و سبج مایہ - در
عہد محمد تعلق - چہار ماہ در راہ گرفت - روز

پنجشنبہ - ہفتم ماہ محرم در سنہ تسع و عشرین
و سبج مایہ در دولت آباد رسیدند - چونکہ

پانزدہ سال تمام شد باز بدلی ہمراہ حضرت
مخدومہ والدہ مراجعت فرمودند - چونکہ نوزدہم

سال تمام شد ، بعضے گویند چونکہ شانزدہم
سال تمام شد ، و بعضے گویند کہ در دہلی چہارم

ماہ رجب بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ را شانزدہم
سال بنیاد شد ، روز استقلال پیوند خواجہ

نصیر الملک والدین محمود اودھی کردند و یازدہ
سال و بعضے گویند چہار دہ سال بندگی پیر

مانند - و بفرمان پیر علم ہم حاصل کردند -
چونکہ سی سالہ شدند خواجہ نصیر الملک الدین

محمود اودھی حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ
را جائے نشین خود کرد و سجادہ خود بایشاں

پیر دہ رخت ہستی را از دنیا بسوے عقب
بردند -

والد کا عرس : ساتویں شوال -

والدہ : خوانزہ ملک انحنہ -

عرس : بارہویں ربیع الاول -

جائے ولادت : دہلی مبارک - تاریخ

ولادت - چوتھی رجب ۱۲۳۰ھ ہجری - شعرہ

جب دہلی میں محمد جیسے بزرگ پیدا ہوئے

تو دہلی کا نام فرقد ستارہ سے بھی اونچا ہوا

دو سال کے چھوٹے بچے ہی تھے کہ دہلی سے

دولت آباد کے لئے روانہ ہوئے - رمضان

کی ۳۰ تاریخ تھی اور ۲۵ ہجری کا سال یہ محمد

تعلق کا عہد تھا - راستے میں چار مہینے صرف

ہوئے - پنجشنبہ ۲۶ محرم ۱۲۳۰ھ کو دولت آباد

پہنچے - جب پندرہواں سال پورا ہوا

تو پھر حضرت مخدومہ والدہ محترمہ کے ساتھ

دہلی لوٹے - جب انیسواں سال پورا ہوا

اور بعض کہتے ہیں کہ دہلی میں چوتھی رجب

کو بندگی مخدومہ کو سولہواں سال پورا

ہوا تو استقلال کے روز حضرت نصیر الملک

محمود اودھی کے مرید ہوئے - بعض کہتے

ہیں کہ آپ چودہ سال پیر کی خدمت میں

رہے - پیر ہی کے فرمائے پر آپ نے تحصیل

علم کیا - جب بندگی مخدومہ تیس سال کے

ہوئے تو حضرت نصیر الملک والدین محمود

اودھی نے آپ کو اپنا جانشین مقرر کیا اپنا

سجادہ آپ کے سپرد کیا اور رخت ہستی سمیت

عقبہ کی طرف روانہ ہو گئے -

۱۰۲
 السجادگی : حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ
 عنہ در دہلی بعد وفات شیخ روز چہارم بجائے
 سجادہ پیر نشیند و چہا سال دست
 بیعت بخلق کشاوند۔ و بعدہ از دہلی سوئے
 گلبرگہ روان شدند۔ سه سال در میان
 راه ماندند۔ بیعت۔

دو سال و بست در گلبرگہ بودند
 درے کشف و کرامت را کشودند
 العمر : صد و پنج یا سه سال۔

المصنفات : صد و بست و پنج کتاب۔
 ساختمہ۔ اما در گلبرگہ ہی کتاب تصنیف کردند۔
 الوقات : در سنہ خمسین عشرین ثمان
 مایہ۔ بیعت۔

شش و دہ بود از ذوات تعدہ تاثیر
 و در شنبہ وقت اشراق آن پیر جانگاہ
 بستہ رحمت ہستی را از دنیا
 خرامیدہ بسوئے دار عقبہ
 یگانہ خلق بگذشت آن قطب زمانہ
 کز و ناسش بماندہ خبا و دانہ
 ید اللہ بن محمد بن محمد
 نشستہ بر سر سجادہ جد
 ز سر شد تازہ باز آن رسم و آیین
 گرفت از ذات او بس تقویت دید
 القبر : در گلبرگہ۔ بیرون قلعہ۔

النسب : محمد بن یوسف بن علی بن
 محمد بن یوسف بن حسین بن محمد بن علی

سجادگی : شیخ کی وفات کے چوتھے
 روز حضرت بندگی مخدوم دہلی میں اپنے پیر
 کے سجادہ پر بیٹھے۔ پچاس سال تک
 مخلوق کو اپنا دست بیعت دیتے رہے پھر
 دہلی سے گلبرگہ کی طرف روانہ ہوئے۔ تین
 سال راستے میں رہے۔ شعر
 بائیس سال گلبرگہ میں رہے
 اور کشف و کرامات کا دروازہ کھولے رکھا۔
 عمر : ایک سو پانچ سال یا ایک سو
 تین سال۔

تصانیف : ایک سو پچیس کتابیں لکھیں۔
 ان میں سے تیس کتابیں گلبرگہ میں تصنیف فرمائی
 وفات : سنہ ۸۲۵ ہجری۔
 اشعار

ذیقعدہ کی سولہ تاریخ تھی اور دو شنبہ کا
 روز تھا کہ اشراق کے وقت اس پیر جانگاہ
 نے دنیا سے اپنا سامان باندھا اور دار البقا
 کی طرف سدھارے۔ مخلوق میں یگانہ
 و قطب زمانہ چلے گئے۔ لیکن ان کا نام
 رہتی دنیا تک باقی رہے گا۔ ید اللہ بن
 محمد بن محمد ان کی جگہ سجادہ
 پر بیٹھے۔

وہ رسم و آیین پھر نئے سرے سے جاری
 ہوئے اور ان کی ذات سے دین کو بڑی تقویت پہنچی
 مزار : گلبرگہ میں قلعہ کے باہر
 نسب : محمد بن (۱) یوسف بن (۲) علی بن
 (۳) محمد بن (۴) یوسف بن (۵) حسین بن (۶)

بن حمزہ بن داؤد بن زید بن ابی الحسن جندی
بن حسین بن ابی عبد اللہ بن محمد بن عمر بن
یحییٰ بن حسن بن زید مظلوم بن علی بن العابدین
بن حسین السبط الشہید بن ابی الحسن العلی
الوصی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ومن اولادہ

محمد بن (۷) علی بن (۸) حمزہ بن (۹) داؤد
بن (۱۰) زید بن (۱۱) ابی الحسن جندی بن (۱۲)
حسین بن (۱۳) ابی عبد اللہ بن (۱۴) محمد بن
(۱۵) عمر بن (۱۶) یحییٰ بن (۱۷) حسین بن (۱۸)
زید مظلوم بن (۱۹) علی بن العابدین بن (۲۰)
حسین السبط الشہید بن (۲۱) ابی الحسن
العلی الوصی بن (۲۲) ابی طالب رضی اللہ عنہ
ومن اولادہ -

المخلافات والارادۃ بخلافت ارادۃ
خواجہ صدر الدین ابوالفتح ابوالاکبر الصادق
جعفر الثانی محمد الحسینی گیسو دراز خواجہ ابراہیم
الثانی نصیر الملت والدین محمود اودھی است
عرس خواجہ نصیر الملت والدین پندرہم ماہ
رمضان المبارک است در سنہ سبع
خمس سبع مایہ - اما حضرت بندگی مخدوم
رضی اللہ عنہ ہفقدہم ماہ رمضان می کنند
ووقات خواجہ نصیر الدین شب پنجشنبہ
بعد گذشتن از شب ہجدهم ماہ رمضان
ہشاد و دو سال عمر داشتند بعد پنجاہ
سال بر سر سجادہ شہینت اجلاس
فرمودند - سی و دو سال ارشاد نمودند
و خلافت و ارادت خواجہ نصیر الدین خواجہ
اولیاء سلطان العاشقین رحمۃ العالمین
خواجہ نظام الدین محمد بدونی است -
و عرس خواجہ نظام الدین محمد بدونی دوازدهم
شہر ربیع الآخر - و خلافت و ارادت خواجہ
نظام الدین خواجہ فرید الدین شکر باریق

خلافت و ارادت : خواجہ حمد اللہ
ابوالفتح ، ولی الاکبر صادق ، جعفر ثانی محمد
الحسینی گیسو دراز مرید تھے ابراہیم ثانی نصیر
الملت والدین محمود اودھی کے - خواجہ
نصیر الملت والدین کا وصال ۱۸ رمضان
مبارک ۱۰۵۰ ہجری کو ہوا - لیکن حضرت
بندگی مخدوم ان کا عرس ۱۵ رمضان
کو کیا کرتے تھے - خواجہ نصیر الدین کی وفات
پنجشنبہ کے روز سو پلوں میں رمضان کی رات
گزرنے کے بعد ہوئی - بیاسی سال عمر پائی -
حضرت بندگی مخدوم نے بیاسی سال
کی عمر میں شیخ کے سجادہ پر متمکن ہوئے -
بتیس سال تک ارشاد فرماتے رہے -
خواجہ نصیر الدین فرید اور خلیفہ تھے خواجہ
اولیاء سلطان العاشقین ، رحمۃ العالمین
خواجہ نظام الدین محمد بدونی کے - خواجہ نظام الدین
محمد بدونی کے عرس کا روز ہے بارہویں کی رات
خواجہ نظام الدین فرید اور خلیفہ تھے خواجہ
فرید الدین ، شکر باریق ، حریق الحبت مسعود

اجود صحنی کے۔ خواجہ فرید الدین کے عرس کا روز ہے پانچویں محرم ۶۴۲ ہجری۔ خواجہ فرید الدین مرید اور خلیفہ تھے خواجہ قطب الدین بختیار وکیل الباب الاوشی کے۔ خواجہ قطب الدین کے عرس کا روز ہے چودھویں ربیع الاول۔ خواجہ قطب الدین مرید اور خلیفہ تھے خواجہ معین الدین حسن سجری کے۔ خواجہ معین الدین کے عرس کا روز ہے چھٹی رجب۔ آپ کی وفات کا سال ہے ۶۵۵ ہجری۔ خواجہ معین الدین مرید اور خلیفہ تھے خواجہ ابوالانوار عثمان ہارونی کے۔ خواجہ عثمان کے عرس کا روز ہے پانچویں شوال۔ بعض کہتے سولہویں شوال ہے۔ خواجہ عثمان مرید اور خلیفہ تھے خواجہ حاجی شریف زندگی کے۔ خواجہ حاجی شریف کے عرس کا روز ہے تیرھویں رجب۔ بعض کہتے ہیں کہ باسیویں رجب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ بیسویں رجب ہے خواجہ حاجی شریف مرید اور خلیفہ تھے خواجہ قطب الدین مودود چشتی کے۔ خواجہ قطب الدین چشتی کے عرس کا روز ہے پہلی رجب۔ خواجہ قطب الدین مودود چشتی مرید اور خلیفہ تھے خواجہ ناصر الدین کے۔ خواجہ ناصر الدین کے عرس کا روز ہے تیسری رجب۔ خواجہ ناصر الدین مرید اور

مسعود اجود صحنی است۔ و عرس خواجہ فرید الدین پنجم ماہ محرم است ۶۴۲ھ و خلافت و ارادت خواجہ فرید الدین خواجہ قطب الدین بختیار وکیل الباب الاوشی و عرس خواجہ قطب الدین چہارم شہر ربیع الاول است۔ و خلافت و ارادت خواجہ قطب الدین خواجہ معین الدین حسن سجری است۔ و عرس خواجہ معین الدین ششم ماہ رجب است۔ و وفات ایشان در سنہ خمس و خمیس ستہ مائتہ است۔ و خلافت و ارادت خواجہ معین الدین خواجہ ابوالانوار عثمان ہارونی است۔ و عرس خواجہ عثمان پنجم ماہ شوال است۔ بعضے می گویند شانزدہم ماہ شوال۔ و خلافت و ارادت خواجہ عثمان خواجہ حاجی شریف زندگی است۔ و عرس خواجہ حاجی شریف زندگی سیزدہم ماہ رجب است۔ و بعضے گویند سبت و دوم ماہ رجب است و بعضے می گویند ستم ماہ رجب۔ و خلافت و ارادت خواجہ حاجی شریف زندگی خواجہ قطب الدین مودود چشتی است۔ و عرس خواجہ قطب الدین مودود چشتی غرہ ماہ رجب است۔ و خلافت و ارادت خواجہ قطب الدین مودود خواجہ ناصر الدین است۔ و عرس خواجہ ناصر الدین چشتی دہم ماہ رجب است۔ و خلافت و ارادت خواجہ ناصر الدین خواجہ ناصر الدین چشتی است۔ و عرس خواجہ ناصر الدین

خلیفہ تھے خواجہ قدوۃ الدین ابو محمد ہشتی کے۔
 خواجہ قدوۃ الدین ابو محمد ہشتی کے عرس کا
 روز ہے پہلی جمادی الآخر۔ بعض کہتے ہیں
 نویں جمادی الثانی ہے۔ خواجہ قدوۃ الدین
 ابو محمد ہشتی مرید اور خلیفہ تھے خواجہ ابو
 اسحاق ہشتی کے۔ خواجہ ابو اسحاق ہشتی
 کے عرس کا روز ہے چوتھی ربیع الاول اور
 بعض کہتے ہیں کہ چودھویں ربیع الاول ہے
 خواجہ ابو اسحاق مرید اور خلیفہ ہیں خواجہ
 ابو ابراہیم اسحاق علودینیوری کے۔
 خواجہ ابو ابراہیم اسحاق دینیوری کے
 عرس کا روز ہے چوبیسویں محرم۔ خواجہ
 ابو ابراہیم اسحاق دینیوری مرید اور خلیفہ
 ہیں خواجہ امین الدین ابو ہبیرۃ البصری کے۔
 خواجہ امین الدین کے عرس کا روز ہے ساتویں
 شوال۔ خواجہ امین الدین مرید اور خلیفہ ہیں
 خواجہ سعید الدین حدیقۃ المرعشی کے
 خواجہ سعید الدین حدیقۃ المرعشی کے عرس
 کا روز ہے چوبیسویں شوال۔ بعض کہتے
 ہیں چوتھی شوال ہے۔ خواجہ سعید الدین
 حدیقۃ المرعشی مرید اور خلیفہ ہیں امان الارض
 خواجہ سلطان ابراہیم ادھم بلخی قدس سرہ
 العزیز کے۔ خواجہ ابراہیم کے عرس کا روز
 ہے چھبیسویں جمادی الاول۔ خواجہ ابراہیم
 ادھم بلخی مرید اور خلیفہ ہیں ابو الفیض
 فضیل بن عیاذ کے۔ خواجہ فضیل کے
 عرس کا روز ہے تیسری ربیع الاول۔ بعض

سیوم ماہ رجب است۔ و خلافت و ارادت
 خواجہ ناصر الدین ہشتی بخواجه قدوۃ الدین
 ابو احمد ہشتی است۔ و عرس خواجہ قدوۃ
 الدین ابو احمد ہشتی غرہ ماہ جمادی الآخر است۔
 و بعضے می گویند نہم ماہ جمادی الثانی۔ و
 خلافت و ارادت خواجہ قدوۃ الدین ابو احمد
 ہشتی بخواجه ابو اسحاق ہشتی است۔ و
 عرس خواجہ ابو اسحاق ہشتی چہارم شہر
 ربیع الاول است۔ و بعضے می گویند چہارم
 شہر ربیع الاول است۔ و خلافت و ارادت
 خواجہ ابو اسحاق ہشتی بخواجه ابو ابراہیم
 اسحاق علودینیوری است۔ و عرس خواجہ
 ابو ابراہیم اسحاق دینیوری بست و چہارم
 ماہ محرم است۔ و خلافت و ارادت خواجہ
 ابو ابراہیم اسحاق علودینیوری بخواجه امین الدین
 ابو ہبیرۃ البصری است۔ و عرس خواجہ
 امین الدین ہشتم ماہ شوال است۔ و خلافت
 و ارادت خواجہ امین الدین بخواجه سعید الدین
 حدیقۃ المرعشی است۔ و عرس خواجہ
 سعید الدین حدیقۃ المرعشی بست و چہارم
 ماہ شوال است۔ و بعضے می گویند چہارم
 ماہ شوال است۔ و خلافت و ارادت
 خواجہ سعید الدین حدیقۃ المرعشی بخواجه
 امان الارض سلطان ابراہیم ادھم بلخی
 قدس سرہ العزیز است۔ و عرس
 خواجہ ابراہیم ادھم بست و ششم ماہ جمادی
 است۔ و خلافت و ارادت خواجہ ابراہیم ادھم

خواجه ابوالفیض فضیل بن عیاذ است۔
 و عرس خواجه فضیل سیوم ماہ ربیع الاول
 است و بعضے می گویند بست و ہفتم ماہ محرم
 است۔ و خلافت و ارادت خواجه فضیل بخواجه
 ابوالفضل عبدالواحد بن زید است۔ و عرس
 ابوالفضل بست و ہفتم ماہ صفر است۔ و
 خلافت و ارادت خواجه ابوالفضل خواجه
 ابوالنصر احسن البصری است۔ و عرس
 خواجه احسن بصری چہارم محرم است۔ و
 بعضے می گویند بست و ہفتم ماہ محرم۔ و خلافت
 و ارادت خواجه احسن بصری بخواجه اولیاء
 ابوالحسن العلی الوصی الهاشمی۔ عرس
 بست و یکم ماہ رمضان۔ و تفصیل نیز پیشتر
 می آید۔ اسمہ۔ علی و حیدر۔ لقبہ
 مرتضیٰ و سید الواصلین، امیر المؤمنین
 امام المتقین، و کنیتہ ابوتراب، ابوالحسن
 و ابوہ ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم
 بن عبدمناف۔ و امہ فاطمہ بنت اسد
 بن ہاشم بن عبدمناف۔ و مولدیکہ مبارک
 ولادت روز جمعہ سیر و ہم ماہ رجب
 بر قول مختار بعد از عام قبل سی سال در
 زمان ہرغر بن شہریار و عمرہ شصت و
 سہ سال و سہ ماہ و بروایتی شصت و
 سہ سال و بروایتی شصت و چہار سال
 و یازدہ روز و بروایتی دوازده و بروایتی
 شصت و چہار سال و ہفت ماہ۔ و
 خلافت چہار سال و سہ ماہ۔ و بعد از

کہتے ہیں کہ ستائیسویں محرم ہے۔ خواجه
 فضیل مرید اور خلیفہ ہیں خواجه ابوالفضل
 عبدالواحد بن زید کے۔ خواجه ابوالفضل
 کے عرس کا روز ہے ستائیسویں صفر۔
 خواجه ابوالفضل مرید اور خلیفہ ہیں خواجه
 ابوالنصر احسن بصری کے۔ خواجه احسن بصری
 کے عرس کا روز ہے چوتھی محرم۔ بعض
 کہتے ستائیسویں محرم ہے۔ خواجه احسن
 بصری مرید اور خلیفہ ہیں اولیاء کے مرید
 نبی کے وصی، ہاشمی، حضرت علی کرم اللہ
 وجہہ کے۔ آپ کے عرس کا روز ہے پہلی
 رمضان۔ مزید تفصیل آگے آتی ہے۔
 آپ کے نام ہیں علی اور حیدر۔ لقب
 ہیں مرتضیٰ، سید الواصلین، امیر المؤمنین،
 امام المتقین۔ آپ کی کنیتیں ہیں۔ ابوتراب،
 ابوالحسن۔ آپ کے والد ہیں ابوطالب
 بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف۔
 آپ کی والدہ کا نام ہے فاطمہ بنت اسد
 بن ہاشم بن عبدمناف۔ آپ کا مولد ہے
 مکہ مکرمہ۔ آپ کی ولادت کا روز ہے جمعہ
 رجب کی سترھویں۔ عام قول کے مطابق
 آپ کی ولادت سال قبل کے تیس سال
 بعد ہرغر بن شہریار کے عہد میں ہوئی۔ آپ
 کی عمر ہوئی تیرسٹھ سال تین مہینے۔ اور
 ایک روایت کے مطابق صرف تیرسٹھ سال
 اور ایک روایت کی رو سے چونسٹھ سال
 گیارہ روز۔ اور ایک اور روایت کے

پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم سال در دنیا بودند۔ و قاتلہ
 عبد الرحمن بن لجم۔ و نقش خاتمہ الملک
 الحق المبین آہ۔ آہ۔ آہ۔ و موضع
 ولادت جوف کعبہ۔ وفات شب یکشنبہ
 بست و یکم ماہ رمضان بر قول مختار۔
 اما حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ از روح
 مرتضیٰ پر سیدہ عرس شما کہ ام تاریخ
 است۔ روح جواب داد کہ عرس ما
 ہجرت ماہ مبارک می کنند۔ و قبر در
 نجف از زمین کوفہ و بروایتی بیمن و
 بروایتی بشہد۔ و سنہ وفاتہ اربع
 اربعین من الهجرة۔ و اولادہ بقول شہر
 سی و شش فرزند بودہ۔ ہجرت پسر ہجرت
 دختر۔ و منقول است از شیخ عبد اللہ
 نسابہ کہ نوازہ پسر بودند۔ و خلافت
 کبریٰ و صغریٰ و ارادت حضرت مرتضیٰ
 خواجہ انبیاء ابوالقاسم محمد رسول اللہ
 الهاشمی صلی اللہ علیہ وسلم و لقبہ المصطفیٰ
 و کنیتہ ابوالقاسم و ابہ عبد اللہ بن عبد المطلب
 بن ہاشم بن عبد مناف۔ و امہ آمنہ بنت
 وہب۔ و مولد مکہ مبارک۔ و ولادتہ
 فی یوم الاثنين بلا خلاف در ماہ ربیع الاول
 علی الصبح و شب یازدہم ماہ مذکور علی
 الصبح دوازدهم ماہ مذکور علی المشہور۔
 وقت طلوع۔ سال فیل۔ اما نزدیک
 امامیہ صباح روز جمعہ سابع و عشرین
 من ربیع الاول۔ موضع ولادت شعبان

مطابق بارہ روز۔ ایک اور روایت کی رو
 سے چونتھ سال سات مہینے۔ آپ کی
 خلافت کی مدت ہے چار سال تین مہینے۔
 پیغمبر خدا صلعم کے بعد تیس سال دنیا میں
 رہے۔ آپ کے قاتل کا نام ہے عبد الرحمن
 ابن لجم۔ آپ کی انگوٹھی کا نقش ہے الملک
 الحق المبین آہ، آہ، آہ۔ آپ کی ولادت
 کا مقام ہے جوف کعبہ۔ عام قول کے مطابق
 آپ کے عرس کا دن ہے اکیسویں مہینہ
 ہفتہ کی رات۔ لیکن حضرت بندگی مخدوم
 نے حضرت مرتضیٰ کی روح سے پوچھا کہ
 آپ کے عرس کی تاریخ کونسی ہے؟ روح
 نے جواب دیا ہمارے عرس کا روز اٹھارویں
 ماہ رمضان مبارک ہے۔ آپ کا مزار نجف
 میں ہے جو کوفہ کے قریب ہے۔ ایک
 روایت کی رو سے آپ کا مزار میں ہے
 اور ایک روایت کی رو سے مشہد میں مشہور
 قول کے مطابق آپ کے چھتیس اولادیں
 ہوئیں۔ اٹھارہ لڑکے اور اٹھارہ لڑکیاں
 شیخ عبد اللہ نسابہ سے منقول ہے کہ آپ
 کے انیس لڑکے تھے۔ حضرت مرتضیٰ مرید
 تھے اور آپ کو صغریٰ اور کبریٰ خلافتیں چاہی
 تھیں۔ خواجہ انبیاء ابوالقاسم محمد رسول اللہ
 الهاشمی صلی اللہ علیہ وسلم سے حضور کا
 لقب ہے مصطفیٰ۔ آپ کی کنیت ہے ابوالقاسم
 آپ کے والد ہیں عبد اللہ بن عبد المطلب
 بن ہاشم بن عبد مناف۔ آپ کی والدہ ہیں

آمنہ بنت وہب۔ آپ کی ولادت گامہ
 ہے مکہ مکرمہ۔ آپ کی ولادت کا دن ہے
 پیر اور متفقہ طور پر بارہویں ربیع الاول۔
 زیادہ صحیح یہ ہے کہ گیارہویں کی رات
 اور بارہویں کے صبح تڑکے۔ طلوع آفتاب
 کے وقت۔ فیل کے سال۔ لیکن امامیہ
 فرقے کے نزدیک آپ کی ولادت کا دن ہے
 ربیع الاول کی سترہویں اور جمعہ کا روز مقام
 ولادت ہے حضرت ابوطالب کا گھر زمانہ
 نوشیروان عادل کا۔ آپ کی عمر شریف ہے
 صحیح اور مشہور قول کے مطابق تیرسٹھ
 سال۔ نبوت کی مدت ہے صحیح قول کے
 مطابق تیس سال۔ آپ کے دربان ہیں
 سلمان فارسی۔ حضرت سلمان فارسی کا
 قاتل ہے عبید یودی جس نے آپ کو زہر
 دیا۔ آپ کی انگلی کا نقش ہے محمد
 رسول اللہ۔ وصال کا روز ہے متفقہ
 طور پر پیر کا دن۔ اور صحیح ترین قول کے
 مطابق بارہویں ربیع الاول سنہ
 یہ ہرمز بن کسری کا عہد تھا۔ لیکن امامیہ
 فرقے کے نزدیک آپ کے وصال کی تاریخ
 ہے اٹھارویں صفر سنہ ہجری۔ عام قول
 کے مطابق آپ نے دوپہر کے وقت وصال
 فرمایا۔ منگل کے روز دن ڈھلے آپ کی تدفین
 ہوئی۔ آپ کا مزار مدینہ میں آپ کے حجرہ
 میں اور زیادہ صحیح قول کے مطابق حضرت
 بنی ابی عائشہ صدیقہ کے حجرہ میں ہے۔ آپ کی

در زمان نوشیروان عادل۔ وستہ عمرہ
 ثلاث دستون در قول اصح و اشہر۔
 مدت نبوت بست و ستہ سال در قول
 اصح۔ و بوابہ سلیمان الفارسی۔ و قاتلہ
 عبید یودیہ کہ او زہر دادہ بود۔ نقش
 خاتم محمد رسول اللہ۔ و وفاتہ یوم المائین
 بلا خلاف و دوازدهم ماہ ربیع الاول است
 در قول اصح در سنہ احدی عشر من الهجرة
 در زمان ہرمز بن کسرا۔ اما نزدیک امامیہ
 ہجدهم ماہ صفر سنہ ثلاث عشر من
 الهجرة۔ و متوفی شدن فی وقت زاعت
 الشمس بقول اکثر۔ و دفن کردن در روز
 سه شنبہ وقتی کہ زایل شدن شمس۔
 و محل قبرہ در حجرہ خود۔ و در قول اصح
 در حجرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا در مدینہ
 و اولادہ قاسم و ابراہیم و طیب و طاہر
 و فاطمہ و ام کلثوم و زینب و رقیبہ۔
 ہمہ از بی بی خدیجہ اند۔ و ابراہیم از
 ماریہ قبطیہ است۔ ہر یک خواجہ از
 خواجہ خود خلافت گرفت اند نہ از دیگرے۔
 بعدے کہ از خواجہ خواجہ خود ہم نگرفتہ است۔
 چنانچہ حکایت خواجہ فرید الدین و خواجہ
 معین الدین شنیدہ باشی۔ بندگی خواجہ
 فرید الدین را خلافت می دادند۔ خواجہ
 فرید الدین فرمودند کہ خواجہ قطب را بدہند
 خود از ایشان خواہم گرفت۔

اولاد میں حضرت قاسم، حضرت ابراہیم،
 حضرت طیب، حضرت طاہر، بی بی فاطمہ،
 بی بی ام کلثوم، بی بی زینب اور بی بی رقیہ
 یہ سب اولاد حضرت بی بی خدیجہ سے ہوئی۔
 سوائے حضرت ابراہیم کے جو حضرت بی بی
 ماریہ قبطیہ سے تولد ہوئے۔

پھر خواجہ نے اپنے خواجہ سے خلافت

حاصل کی ہے دوسروں سے نہیں یہاں
 تک کہ اگر کسی خواجہ کے خواجہ نے خود خلافت
 دینی چاہی ہے تو نہ لی ہے۔ چنانچہ حضرت
 خواجہ فرید الدین اور حضرت خواجہ معین الدین
 کی حکایت آپ نے بھی سنی ہوگی۔ بندگی
 خواجہ معین الدین نے بندگی خواجہ فرید الدین
 کو خلافت دینی چاہی۔ حضرت خواجہ فرید الدین
 نے فرمایا کہ خواجہ قطب کو دیجئے، میں ان سے
 لے لوں گا۔

حضرت بندگی مخدوم کے خلفاء: دو صاحبزادے
 (۱) حضرت سید محمد اکبر (۲) حضرت سید محمد
 اصغر۔ لیکن حضرت سید محمد اصغر کو ازروئے
 شریعت و طریقت و حقیقت، حرمہ، سجادہ،
 اور مہر عطا ہوئی۔ چنانچہ بندگی مخدوم نے
 اپنے خلافت نامہ میں فرمایا ہے کہ حرمہ،
 سجادہ، فاتمہ اور جو کچھ میرے پاس ہے،
 وہ سب میں منتقل کرتا ہوں محمد اصغر کو
 شریعت، طریقت اور حقیقت۔ اس شیخ
 علاء الدین الندوی (۳) حضرت مخدوم کے
 بیٹے سید احمد بن سید حسن (۴) حضرت

الخلفاء: دو پیر سید محمد اکبر و سید محمد
 اصغر۔ اما محمد اصغر ازروئے شریعت
 و طریقت و حقیقت حرمہ و سجادہ و فاتمہ
 عطا شد۔ چنانچہ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ
 در خلافت نامہ خود فرمودند کہ الحرفۃ
 و السجادۃ و الخاتم الذی بیدی کل
 ذلک مبدولہ ل محمد الا صغر۔ شریعت
 و طریقت و حقیقت۔ و شیخ علاء الدین
 الندوی۔ و سید احمد بن سید حسن برادرزادہ
 حضرت مخدوم۔ و سید ابن الرسول عرف
 سید منجھن برادرزادہ حضرت مخدوم مولانا

مخدوم کے بھتیجے سید ابن رسول عرف سید
منجھن (۶) مولانا نصیر الدین قاسم دہلوی
(۷) مولانا حسن دہلوی (۸) مولانا معین الدین
توہانی (۹) مولانا حسن بسد تراش (۱۰) شیخ
علامہ الدین کوالیری (۱۱) خوند میر بن شیخ الاسلام
ایرچی (۱۲) مولانا اسحاق بن محمد چھتری (۱۳)
مولانا اسحاق کے بھائی سلیمان چھتری (۱۴)
حضرت بندگی مخدوم کے نواسے سید کلمتہ الدین
بن سید سالار (۱۵) حضرت بندگی مخدوم کے
خسر پورہ سید ابوالمعالی (۱۶) سراج الدین
شہریار (۱۷) بہاء الدین شہریار دہلوی (۱۸)
سیف الدین بنگالی (۱۹) قاضی شاد کے
قرابت دار حمید الدین اجودھنی (۲۰) خواجہ احمد
بن عزیز دبیر (۲۱) ملک زادہ عثمان بن جعفر
(۲۲) شاہید اللہ (۲۳) سید سفیر اللہ (۲۴)
میاں عبداللہ (۲۵) حضرت بندگی مخدوم کے
نواسے سید روح اللہ (۲۶) قاضی راجہ (۲۷)
شیخ زادہ شہاب الدین (۲۸) سلیمان (۲۹)
قاضی بہاء الدین (۳۰) قاضی سراج الدین
(۳۱) ملک عز الدین بن عماد الملک قطب
(۳۲) ملک شہاب الدین قطب (۳۳) حضرت
شیخ کے بھانجے مولانا کمال الدین (۳۴) سید
شاد (۳۵) مولانا کبیر سازنگ پوری (۳۶)
مولانا محمود منیاگر (۳۷) قاضی سراج الدین
کے مرید مولانا سعد الدین (۳۸) مولانا کبیر
(۳۹) مولانا جگن سازنگ پوری
حضرت بندگی مخدوم کے مریدانِ کامل: یعنی لوگ

نصیر الدین قاسم دہلوی۔ و مولانا حسن دہلوی
و مولانا معین الدین توہانی۔ و مولانا حسن
بسد تراش۔ و شیخ علاء الدین گوالیری۔ و
خوند میر بن شیخ الاسلام ایرچی۔ و مولانا
اسحاق بن محمد چھتری۔ و برادر اسحاق
سلیمان چھتری۔ و سید کلمتہ الدین بن سید
سالار بنسہ بندگی مخدوم۔ و سید ابوالمعالی
خسر پورہ بندگی مخدوم۔ و سراج الدین شہریار
و بہاء الدین شہریار دہلوی۔ و سیف الدین
بنگالی۔ و حمید الدین اجودھنی اقارب نامی
شاد۔ و خواجہ احمد بن عزیز دبیر۔ و ملک
زادہ عثمان بن جعفر۔ و شاہید اللہ۔ و سید
سفیر اللہ۔ و میاں عبداللہ و سید روح اللہ
بنسہ بندگی مخدوم۔ و قاضی راجہ۔ و شیخ
زادہ شہاب الدین۔ و سلیمان۔ و قاضی
بہاء الدین و قاضی سراج الدین۔ و ملک
عز الدین بن عماد الملک قطب۔ و ملک
شہاب الدین قطب۔ و سید اصغر بن احمد
بن حسن برادر زادہ۔ و مولانا کمال الدین
خواہر زادہ حضرت شیخ۔ و سید شاد و مولانا
کبیر سازنگ پوری۔ و مولانا محمود منیاگر۔ و
مولانا سعد الدین یار قاضی سراج الدین۔
و مولانا کبیر۔ و مولانا جگن سازنگ پوری۔

المريدون الكاملون: یعنی آنانکہ

از کمال انکسار نفس احترام از خلافت و شیخت
کردند۔ اما صاحبان کشف و تجلی و مقامات
بودند۔ و مولانا محمد معلم۔ و مولانا داؤد کمان
و مولانا حمید قلندر کہ قلندری ترک کردہ بودند
و مولانا قوام الدین از خلیل خانہ وکیل دار۔
و حاجی بہاء الدین مستجاب الدعوات۔ و سی
مولانا عین الدین۔ و سید تاج الدین بدپور
و مولانا داؤد زرگر۔ و مولانا زین الدین بادی
و مولانا خضر اوسہ۔ و مولانا نور الدین بدر کوئی
کہ پیش ازین ضیاء الدین نام داشت۔
و مولانا عماد الدین بن ابراہیم کویری۔
الوصیۃ: محمد اصغر بجائے من باب
حق پدیری من آل کہ داشتہ باشد کہ بعد
من بر سر سجادہ من نشیند۔ دست بیعت
بدہد۔ و شاہ ید اللہ ہم درین خانقاہ دست
بیعت بدہد۔ و نیز بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ
شاہ ید اللہ را فرمودند کہ محمد اصغر مہمان
است۔ ہمہ ازان تست۔ بنا بر ان بندگی
میاں محمد اصغر می فرمودند شاہ ید اللہ را
بیا بنشین کہ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
ترا دادہ است۔ و عبد اللہ و قاضی راجا
و شیخ زاوہ شہاب الدین و مولانا بہاء الدین
و مولانا قطب الدین ہم مجاز اند دست
بیعت دہند۔ و سفیر اللہ و ملک عز الدین
و ملک شہاب الدین ہم اگر خدمت پادشا
بگذارند۔ و مولانا سراج الدین ہم اگر آمدند
در دیوان بگذارو۔ ایشان را ہم مجازت است

جنہوں نے کمال انکسار سے کام لیتے ہوئے
خلافت اور شیخت سے احترام کیا۔ لیکن
یہ لوگ صاحب کشف و تجلی و صاحب مقامات
تھے۔ (۱) مولانا محمد معلم (۲) مولانا داؤد کمان
(۳) مولانا حمید قلندر (۴) وکیل دار کے عزیز مولانا
قوام الدین (۵) حاجی بہاء الدین مستجاب الدعوات
(۶) مولانا عین الدین (۷) سید تاج الدین (۸)
مولانا داؤد زرگر (۹) مولانا زین الدین حسابدی
(۱۰) مولانا خضر اوسہ (۱۱) مولانا نور الدین بدر
کوئی جن کا نام اس سے پہلے ضیاء الدین تھا۔
(۱۲) مولانا عماد الدین بن ابراہیم کویری۔
حضرت بندگی مخدوم کی وصیت: میری جگہ
محمد اصغر ہوں گے۔ میرا جو حق پدیری انھیں
حاصل ہے اس کی وجہ سے وہ میرے سجادہ
پر بیٹھیں۔ دست بیعت دیں۔ شاہ ید اللہ
بھی خانقاہ میں دست بیعت دیں۔ اس کے
سوا حضرت بندگی مخدوم نے شاہ ید اللہ سے
فرمایا کہ سید محمد اصغر مہمان ہیں۔ جو کچھ ان
کا ہے وہ سب تمہارا ہے۔ اسی لئے بندگی میاں
محمد اصغر، شاہ ید اللہ سے فرماتے تھے، او
سجادہ پر بیٹھو کیونکہ یہ سجادہ حضرت مخدوم
نے ہمیں دیا ہے۔ عبد اللہ، قاضی راجا، شیخ زاوہ
شہاب الدین، مولانا بہاء الدین، مولانا قطب الدین
بھی دست بیعت دینے کے مجاز ہیں۔ سفیر اللہ
ملک عز الدین اور ملک شہاب الدین اگر پادشا
کی ملازمت ترک کر دیں تو دست بیعت دینے
کے مجاز ہیں۔ اور اگر شاہی دیوان کا آنا جانا

دست بیعت بدہند۔ مرا در وہلی بر بندہ نیر
پائے مادر من دفن کنند۔ طاقیہ خواجہ بر سر
من نہند ورقعہ خواجہ بدست من بدہند۔
رقعہ میں بود۔ در آں وقت کہ حضرت بندگی
مخدوم رعی الشرعہ بہ بیانہ بملاقات خواہر
رفتہ بود و حضرت شیخ نوشتہ بودند۔

ترک کر دیں تو مولانا سراج الدین کو دست
بیعت دینے کی اجازت ہے۔ مجھے وہلی لے جانا
اور میری والدہ کے قدموں کے نیچے مجھے
دفن کر دینا۔ دفن کے وقت میرے خواجہ
کا عطا کیا ہوا طاقیہ میرے سر پر پہنا دینا۔
اور میرے خواجہ کا رقعہ میرے ہاتھ میں لے
دینا۔ یہ وہ رقعہ تھا جو حضرت شیخ نے حضرت
بندگی مخدوم کو اس وقت لکھا تھا جب کہ
آپ اپنی بہن سے ملنے بیانہ گئے ہوئے تھے۔

حضرت بندگی مخدوم کا حلیہ: قوی بدن۔
اوپنچاقد۔ چوڑا سینہ۔ گندم گوں۔ ابرو بڑے
ہوئے۔ سر کے بال لمبے پیٹھ پر پڑے ہوئے۔
ڈاڑھی لمبی۔ نکلیں صورت۔ فصیح کلام۔
شریفانہ اخلاق۔ مقبول طرک پیٹھے۔ متناسب

اعضائے

حضرت بندگی مخدوم کا حصار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ ؕ لَا اَعْبُدُ
مَا تَعْبُدُوْنَ ؕ وَلَا اَنْتُمْ عَابِدُوْنَ
مَا اَعْبُدُ ؕ وَلَا اَنَا عَابِدُ مَا اَعْبُدْتُمْ
وَلَا اَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَا اَعْبُدُ ؕ لَكُمْ
دِيْنِكُمْ وَلِيْدِيْنِ ؕ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ؕ اللّٰهُ
الصَّمَدُ ؕ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ
يُوْلَدْ ؕ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ
كُفُوًا اَحَدٌ ؕ

الْحَلِيَّةُ : قوی البدن۔ وطویل
القامة۔ وعریض الصدر۔ اسم اللون۔
مقرون الحاجبین۔ طویل اشعاره الرأس
حتى الرکبہ الاشعار الطرفیہ۔ طویل اللحیہ۔
صوت الملح۔ کلام الفصیح۔ کریم الاخلاق۔
طیب الاعراق۔ متماثل الاعضاء۔

الْحِصَانُ :

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ ؕ لَا اَعْبُدُ
مَا تَعْبُدُوْنَ ؕ وَلَا اَنْتُمْ عَابِدُوْنَ
مَا اَعْبُدُ ؕ وَلَا اَنَا عَابِدُ مَا اَعْبُدْتُمْ
وَلَا اَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَا اَعْبُدُ ؕ لَكُمْ
دِيْنِكُمْ وَلِيْدِيْنِ ؕ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ؕ اللّٰهُ
الصَّمَدُ ؕ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ
يُوْلَدْ ؕ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ
كُفُوًا اَحَدٌ ؕ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ
 مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ۝
 وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ
 شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۝

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ
 النَّاسِ ۝ إِلَهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ
 الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ
 النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ
 لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي
 السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۝ مَنْ ذَا الَّذِي
 يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۝ يَعْلَمُ مَا
 بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ
 بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ۝ وَسِعَ
 كُرْسِيُّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ
 وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا ۝ وَهُوَ الْعَلِيُّ
 الْعَظِيمُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 حِصْنَتُ نَفْسِي وَأَوْلَادِي بِحَرَمَتِ
 ح م ع س ق ۝ وَحِصْنَتُ رُوحِي
 وَأَهْلِي بِحَرَمَتِكَ ه ي ع ص ۝
 وَحِصْنَتُ جَسَدِي وَمَالِي أَمَّاك

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ
 مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ۝
 وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ
 شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۝

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ
 النَّاسِ ۝ إِلَهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ
 الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ
 النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ
 لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا
 فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۝ مَنْ
 ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۝
 يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ
 وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا
 بِمَا شَاءَ ۝ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَوَاتِ وَ
 الْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا ۝ وَهُوَ
 الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 حِصْنَتُ نَفْسِي وَأَوْلَادِي بِحَرَمَتِ
 ح م ع س ق ۝ وَحِصْنَتُ رُوحِي
 وَأَهْلِي بِحَرَمَتِكَ ه ي ع ص ۝
 وَحِصْنَتُ جَسَدِي وَمَالِي أَمَّاك

سَرَّاحَتْ وَمَا اعْطَانِي سَرَّابِي فِي
خَزَائِنِ اللَّهِ تَعَالَى بِحُرْمَتِ كَافٍ
وَنُونٍ - فَسُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِهِ
مَمْلُوكَاتُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ
أَقْفَالُهَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ مُحَمَّدٌ
رَسُولُ اللَّهِ مَفَاتِيحُهَا لَا حَوْلَ وَلَا
قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ وَعِنْدَهُ مَفَاتِيحُ
الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ يَا عَلِيُّ
أَنْتَ الْعَلِيُّ -

سَرَّاحَتْ وَمَا اعْطَانِي سَرَّابِي فِي
خَزَائِنِ اللَّهِ تَعَالَى بِحُرْمَتِ كَافٍ
وَنُونٍ - فَسُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِهِ
مَمْلُوكَاتُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ
أَقْفَالُهَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ مُحَمَّدٌ
رَسُولُ اللَّهِ مَفَاتِيحُهَا لَا حَوْلَ وَلَا
قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ وَعِنْدَهُ مَفَاتِيحُ
الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ يَا عَلِيُّ
أَنْتَ الْعَلِيُّ -

ان اسمائے اعظم کی تین بار تکرار کرے۔
یا ناصر انت الناصر، یا کفیل انت
الکفیل، یا حافظ انت الحافظ
قالہ خیر حافظ وهو آرحم الراحمین
ان کو بار بار پڑھے۔ جو بھی مقصد ہو
برائے گا۔ لفظ ناصر، کفیل اور حافظ
کو تین تین بار پڑھے۔ جو کوئی حضرت عاشق
شہباز، عارف سرفراز، جامع بین حقیقت
و حجاز، قطب اہل راز و نیاز، بلند پرواز،
آگاہ سرراز، ہمہ ممتاز، سلطان اولیاء
حضرت میراں سلطان سید محمد حسینی
و احسنی گیسو دراز رضی اللہ عنہ کے بتائے
ہوئے اس حصار کو بغیر ناغہ کئے روزانہ
بار بار پڑھے گا، یا اسے اپنے نزدیک رکھ
رکھے گا، یا گھر میں رکھے گا، یا دیوار چسپا
کرے گا، خدائے تعالیٰ اسے تمام ارضی

اسم ہائے اعظم راسہ بار تکرار نماید۔
یا ناصر انت الناصر، یا کفیل انت
الکفیل، یا حافظ انت الحافظ
قالہ خیر حافظ وهو آرحم الراحمین
دوازدہ بار بخواند۔ ہر مقصود کہ خواہد برآید۔
و لفظ ناصر و کفیل و حافظ سہ بار بخواند۔
ہر کہ این حصار مذکور ازاں حضرت عاشق شہباز،
عارف سرفراز، جامع بین الحقیقت و الحجاز،
قطب اہل الراز و نیاز، بلند پرواز، آگاہ سر
راز، ہمہ ممتاز، سلطان الاولیاء، حضرت
میراں سلطان سید محمد احسنی و احسنی گیسو
رضی اللہ عنہ بے ناغہ دوازدہ بار بخواند یا نیز بیک
خود بدارد یا در خانہ بہ نہد، یا دیوار چسپا
خدا سے تعالیٰ اور از جمیع بلیات و آفات
ارضی و سماوی ہنگامہ دارد و بہ ہر دو داریں سرخورد
و سرفراز کند۔ بفضلہ و لطفہ و بوسیلہ حضرات

سمائی بلاؤں اور آفتوں سے محفوظ رکھے گا۔
اور دونوں دنیاؤں میں سُرخ رُو اور سرفراز
کرے گا۔ فضل سے، لطف اور وسیلہ سے
حضرات سادات گیسو درازی کے۔ اللہ ان
سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔

حضرت بندگی مخدومؒ کی اولاد

(۱) محمد اکبر مشہور بہ میاں بڑے (۲) محمد

اصغر بہ میاں لہرہ۔ (۳) بی بی سستی (۴)

بی بی بتول (۵) بی بی ام الدین۔

حضرت سید محمد اکبر کی اولاد میں سید

شاہ سفیر اللہ۔ حضرت محمد اکبر مرید اور خلیفہ

ہیں حضرت بندگی مخدومؒ کے۔ آپ کے

عرس کا روز ہے سو لھویں ربیع الاول چہار شنبہ

کے روز ۱۲۸۱ھ کو وفات پائی۔

شاہ سفیر اللہ مرید اور خلیفہ ہیں حضرت

بندگی مخدومؒ کے۔ شاہ سفیر اللہ کے عرس

کا روز ہے بیسویں ذیقعدہ۔

شاہ سفیر اللہ کی اولاد میں شاہ عسکر اللہ

آپ شاہ بن اللہ کے مرید اور شاہ محب اللہ

کے خلیفہ ہیں۔ شاہ عسکر اللہ کے عرس کا

روز ہے چودھویں جمادی الثانی۔

میاں عسکر اللہ کی اولاد میں میاں اسد اللہ

شاہ اسد اللہ مرید اور خلیفہ ہیں شاہ حسین

بن شاہ لہرہ کے نواسے شاہ منجھلے کے۔

الاولاد کا: محمد اکبر۔ المشہور

بمیاں لہرہ۔ محمد اصغر المشہور بمیاں

لہرہ۔ بی بی سستی۔ بی بی بتول۔ و

بی بی ام الدین۔

اولاد محمد اکبر۔ شاہ سفیر اللہ۔

و خلافت و ارادت محمد اکبر بحضرت مخدوم

رضی اللہ عنہ است۔ و عرس محمد اکبر

شانزدہم ماہ ربیع الآخر۔ وفات

پانزدہم ماہ مذکور روز چہار شنبہ سنہ

عشر و ثمان ماید۔

و خلافت و ارادت شاہ سفیر اللہ

بحضرت مخدوم رضی اللہ عنہ است۔ و عرس

شاہ سفیر اللہ است و ہشتم ماہ ذوالفقعد۔

اولاد شاہ سفیر اللہ: عسکر اللہ

مرید شاہ بن اللہ و خلیفہ شاہ محب اللہ

اند۔ و عرس شاہ عسکر اللہ تباریح چہار شنبہ

ماہ جمادی الآخر۔

و اولاد میاں عسکر اللہ میاں اسد اللہ

اند۔ و خلافت و ارادت شاہ اسد اللہ

بشاہ منجھلہ نسبہ شاہ حسین الرحمن بن شاہ لہرہ۔

شاہ اسد اللہ کے عرس کا روزہ اٹھایا
شعبان۔

شاہ اسد اللہ کی اولاد میں شاہ سفیر اللہ
ثانی آپ مرید اور خلیفہ ہیں شاہ ابوالحسن
کے۔ شاہ سفیر اللہ ثانی کے عرس کا روزہ
تیسری شعبان۔

شاہ سفیر اللہ ثانی کی اولاد میں اسد اللہ
ثانی۔ آج کل حضرت بندگی مخدوم کے روئے
کا انتظام ان ہی کے ہاتھ میں ہے۔

شاہ اسد اللہ کی اولاد میں میاں اصغر۔
شاہ محمد اکبر کی تصانیف
علم نجوم میں "معارف"۔ شرح تفسیر ملقط
علم صرف میں تمام شرح مالکی۔ شرح سوانح
شرح لب عقیدہ۔ رسالہ اباحت۔ مقامات
صوفیہ۔ حضرت بندگی مخدوم کے تین ملفوظات
ایک ملفوظ دہلی میں لکھا۔ ایک گجرات میں
اور تیسرا دہلی سے گلبرگہ آنے کے راستے میں۔
اس کا نام ہے جوامع الکلم۔

حضرت محمد اصغر کی اولاد میں۔
(۱) شاہ ید اللہ (۲) شاہ من اللہ (۳)
شاہ بین الرحمن (۴) شاہ اللہ۔
(۵) شاہ باللہ (۶) بنی بی رضا خاتون۔
بندگی محمد اصغر کے عرس کا روزہ اٹھایا
محرم۔ بندگی محمد اصغر مرید اور خلیفہ ہیں حضرت
بندگی مخدوم کے۔

وعرس شاہ اسد اللہ بتاریخ بست و ہشتم
ماہ شعبان است۔

واولاد شاہ اسد اللہ شاہ سفیر اللہ
ثانی کہ مرید و خلیفہ شاہ ابوالحسن اند۔
وعرس شاہ سفیر اللہ ثانی بتاریخ سیوم
شعبان۔

واولاد شاہ سفیر اللہ ثانی میاں
اسد اللہ ثانی اند کہ عالیاروضہ حضرت
بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ بدست ایشان است۔
واولاد شاہ اسد اللہ میاں اصغر۔

تصنیفات شاہ محمد اکبر
معارف در علم نجوم عربی۔ شرح تفسیر ملقط۔
تمام شرح مالکی در علم صرف۔ شرح سوانح۔
شرح لب عقیدہ۔ رسالہ اباحت۔
مقامات صوفیہ۔ و سہ ملفوظات حضرت بندگی
مخدوم رضی اللہ عنہ۔ یکے در دہلی۔ دوم
در گجرات۔ سیوم در راہ کہ از دہلی بہ گلبرگہ
می آمدند۔ اسمہ جوامع الکلم۔

واولاد محمد اصغر۔ شاہ ید اللہ، شاہ
من اللہ، شاہ بین الرحمن۔ شاہ باللہ۔
شاہ باللہ۔ بنی بی رضا خاتون۔ و عرس
بندگی محمد اصغر بہت و یکم ماہ محرم۔ و خلافت
وارادت بندگی محمد اصغر حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ است۔

حضرت محمد صخر کے خلفاء: (۱) شاہ
 ید اللہ (۲) سید من اللہ محمد محمد الحسینی گیو دراز
 (۳) سید حفظ اللہ (۴) سید محمود فضل اللہ
 (۵) سید کمال الدین پروچی (۶) سید اسماعیل
 برادر صفی الملک (۷) سید ابن یامین (۸)
 سید علی ملتانی (۹) مولانا تاج الدین دہلوی
 (۱۰) ملک زادہ خضر فرزند گجراتی (۱۱) مولانا
 ابو الفضل علاء الدین بن خواند میرا پرچی۔
 (۱۲) مولانا اویس بدری۔ (۱۳) مولانا میرا
 یعقوب سندھی

شاہ ید اللہ کے عرس کا روز ہے
 تیسویں ربیع الثانی۔ آپ کا انتقال چہار
 شنبہ کے روز ۲۸۲ھ میں ہوا۔ شاہ ید اللہ کی
 ولادت کھنباہت راستے میں ۸۰۲ھ میں
 ہوئی۔ شاہ ید اللہ مرید اور خلیفہ ہیں خواجہ
 صدر الدین ابو الفتح ولی الاکبر الصادق،
 جعفر ثانی، محمد الحسینی گیو دراز کے شاہ
 ید اللہ کی عمر (۲۹) سال تھی۔ آپ کا مزار
 گلبرگہ میں ہے۔

شاہ ید اللہ کی اولاد میں (۱) بی بی منت اللہ
 (۲) شاہ ندیم اللہ جو بی بی بتول کے نواسے
 ہیں۔ باقی اولادیں دوسرے محل سے ہوئیں۔
 (۳) شاہ محمد عرف شاہ نہنہ۔ (۴) شاہ علی
 فرزند رضا علی بی بی منت اللہ (۵) بی بی ام اللہ
 اور بھی چند صاحبزادیاں تھیں جن کے نام معلوم نہ ہوئے۔

و خلیفہ ہائے او شاہ ید اللہ سید
 من اللہ محمد محمد حسینی گیو دراز سید
 صبغۃ اللہ محمد محمد حسینی گیو دراز۔ و سید
 حفظ اللہ۔ و سید محمود فضل اللہ۔ و سید
 کمال الدین پروچی۔ و سید اسماعیل
 برادر صفی الملک۔ و سید ابن یامین۔ و
 سید علی ملتانی۔ و مولانا تاج الدین دہلوی۔
 و ملک زادہ خضر فرزند گجراتی۔ و مولانا ابو الفضل
 علاء الدین بن خواند میرا پرچی۔ و مولانا
 اویس بدری۔ و مولانا میرا یعقوب سندھی
 عرس شاہ ید اللہ نسبت و سیوم
 ربیع الآخر نقل روز چہار شنبہ اتنی پین
 ثمان مایہ۔ ولادت شاہ ید اللہ در راہ
 کھنباہت سنہ ثلاث ثمان مایہ۔ خلافت
 و ارادت شاہ ید اللہ خواجہ صدر الدین
 ابو الفتح ولی الاکبر الصادق جعفر الثانی
 محمد الحسینی گیو دراز است۔ و عمر شاہ ید اللہ
 چہل و نہ سال۔ قبر شاہ ید اللہ در گلبرگہ۔
 و اولاد شاہ ید اللہ۔ بی بی منت اللہ
 شاہ ندیم اللہ بنسہ بی بی بتول۔ و باقی
 از محل دیگر۔ شاہ محمد عرف شاہ نہنہ۔
 و شاہ علی فرزند رضا علی بی بی منت اللہ۔
 و بی بی ام الدین۔ و چند دختر دیگر کہ نام
 معلوم نیست۔

شاہ نہتہ مرید اور خلیفہ ہیں خواجہ
حبیب اللہ ابوالمرشد مقبول الحضرت شاہ
ید اللہ محمد محمد حسینی کے۔ آپ نے بید میں
اٹھارویں رمضان کو انتقال فرمایا۔ اور
گلبرگہ میں دفن ہوئے۔

شاہ ندیم اللہ بچپن ہی میں وفات
پاگئے۔ شاہ ندیم اللہ کے عرس کا روزہ
اکٹیویں شعبان۔

شاہ نہتہ کی اولاد ہیں شاہ ید اللہ
ثانی۔ آپ مرید اور خلیفہ ہیں اپنے والد کے
آپ کے عرس کا روزہ سوئیں ربیع الثانی ہے۔
ان کے بعد شاہ نہتہ صغیر مرید و خلیفہ
شیخ علی بنسالی ہیں۔ شاہ نہتہ اصغر کے عرس
کا روزہ گیارہویں رجب ہے۔

ان کے بعد شاہ ید اللہ شیریزداں ہیں۔
آپ مرید اور خلیفہ شیخ محمد بنسالی کے ہیں۔
شاہ ید اللہ کے عرس کا روزہ سوئیں ذاکجہ ہے۔
ان کے بعد شاہ اسحاق مشہور بہ شاہ
نہتہ ہیں۔ آپ اپنے والد کے مرید ہیں۔ شاہ
اسحاق کے عرس کا روزہ پندرہویں محرم۔
ان کے بعد ہمارے زمانے کے شاہ منصور
مشہور بہ شاہ ید اللہ چہارمی ہیں۔ آپ شیخ
محمد بنسالی کے مرید اور شاہ سفیر اللہ ثانی کے
خلیفہ ہیں۔

بنی بنی مینت اللہ کی اولاد ہیں (۱) شاہ

و خلافت و ارادت شاہ نہتہ خواجہ
حبیب اللہ ابوالمرشد مقبول الحضرت
شاہ ید اللہ محمد محمد حسینی است۔ نقل در
شہر بیدر۔ ہجرت ماہ مبارک رمضان۔
دفن در گلبرگہ۔

شاہ ندیم اللہ کہ در خورد سا لگی نقل
فرمودند۔ و عرس شاہ ندیم اللہ بست و یکم
ماہ شعبان۔

و اولاد شاہ نہتہ شاہ ید اللہ ثانی
کہ مرید و خلیفہ شاہ نہتہ اند۔ و عرس میا
ید اللہ ثانی۔ دہم ربیع الآخر۔

بعد ایشاں شاہ نہتہ صغیر مرید و
خلیفہ شیخ علی بنسالی اند۔ و عرس شاہ
نہتہ اصغر یازدہم ماہ رجب است۔

بعد ایشاں شاہ ید اللہ شیریزداں
اند کہ مرید و خلیفہ شیخ محمد بنسالی اند۔ عرس
شاہ ید اللہ دہم ماہ ذاکجہ۔

بعد ایشاں شاہ اسحاق المشہور بہ شاہ
نہتہ کہ مرید پدر خود اند۔ و عرس شاہ اسحاق
پانزدہم ماہ محرم است۔

بعد ایشاں شاہ منصور المشہور بہ شاہ
ید اللہ چہارمی خمال کہ مرید شیخ محمد بنسالی اند۔
و خلیفہ شاہ سفیر اللہ ثانی۔

و اولاد حضرت بنی بنی مینت اللہ شاہ

عنایت اللہ۔ و شاہ علی اللہ۔ و بی بی چوٹیکہ
 و بی بی خفتہ اللہ۔ و بی بی حجتہ اللہ۔ و پدر
 ایساں سید محمود بن سید فضل اللہ بن سید
 علی برج العشاق بن سید جلال الدین برج
 الاولیا بن سید علی کہ جد حضرت بندگی مخدوم
 رضی اللہ عنہ اند۔

سید محمود فضل اللہ نسلہ بی بی سستی
 بنت حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ اند۔
 عرس سید محمود فضل اللہ پنجم ماہ ذالحجہ است
 و عرس بی بی منت اللہ بست و ہشتم
 ماہ ذالحجہ سنہ ثمان و ثمانین ثمان مایہ۔ ولادت
 بی بی منت اللہ در شب برات است۔

اولاد شاہ عنایت اللہ میاں بابو
 لاقب لہ۔ و بی بی فاطمہ۔ و قوم شاہ عنایت اللہ
 خوانرا بڑی۔ دختر سید احمد عرفی شرف جہاں۔
 ارادت شاہ عنایت اللہ بنخواجہ حبیب اللہ
 ابوالمرشد مقبول حضرت شاہ ید اللہ محمد محمد
 حسینی گیسو دراز است۔ و خلافت شاہ
 عنایت اللہ شاہ نہنہ بن شاہ ید اللہ
 محمد محمد حسینی گیسو دراز است۔

اولاد بی بی فاطمہ بنت شاہ عنایت اللہ

بی بی تنجیل۔ و بوبو ماں۔ و بی بی جیوٹی۔
 و بی بی بزرگ۔ شوہر بی بی تنجیل ملک علی شہر
 برادر سید مسعود کہ فرجہ کاتب این حروف اند۔

عنایت اللہ (۲) شاہ علی اللہ (۳) بی بی چوٹیکہ
 (۴) بی بی خفتہ اللہ (۵) بی بی حجتہ اللہ۔ ان
 کے والد ہیں سید محمود بن سید فضل اللہ
 بن سید علی برج العشاق بن سید جلال اللہ
 برج الاولیا بن سید علی۔ سید علی حضرت
 بندگی مخدوم کے جد ہیں۔

سید محمود فضل اللہ حضرت بندگی مخدوم
 کی صاحبزادی بی بی سستی کے نواسے ہیں۔
 سید محمود فضل اللہ کے عرس کا روز پانچویں ذالحجہ۔
 بی بی منت اللہ کے عرس کا روز اٹھارویں
 ذالحجہ ۸۸۸ ہے۔ بی بی منت اللہ کی ولادت
 شب برات کی رات ہوئی۔

شاہ عنایت اللہ کی اولاد میں (۱)
 میاں بابو۔ ان کے اولاد نہیں ہوئی۔ (۲)
 بی بی فاطمہ۔ شاہ عنایت اللہ کی بیوی
 خوانرا بڑی بنت سید احمد عرفی شرف جہاں
 ہیں۔ شاہ عنایت اللہ مرید ہیں خواجہ
 حبیب اللہ ابوالمرشد مقبول حضرت شاہ
 ید اللہ محمد محمد حسینی گیسو دراز کے۔ اور
 خلیفہ ہیں شاہ نہنہ بن شاہ ید اللہ محمد محمد
 گیسو دراز کے۔

بی بی فاطمہ بنت شاہ عنایت اللہ

کی اولاد میں۔ (۱) بی بی تنجیل (۲) بوبو ماں
 (۳) بی بی جیوٹی (۴) بی بی بزرگ۔ بی بی تنجیل
 کے شوہر ملک علی شہر برادر سید مسعود ہیں جو

راقم حروف کے ایک دادا ہیں۔ یوبو ماں کے شوہر میاں وصی اللہ بن کلیم اللہ بن شاہ من اللہ محمد محمد حسینی گیسو دراز ہیں۔ بنی بی سستی فاطمہ مذکورہ کے شوہر میاں کرامت اللہ بن شاہ من اللہ محمد محمد حسینی گیسو دراز ہیں۔

شاہ علی اللہ کی اولاد ہیں (۱) سید محمد (۲) سید راجا (۳) بی بی نفیہ (۴) بی بی سلام اللہ (۵) بی بی پارسا۔ شاہ علی اللہ کے عرس کا روز ہے آٹھویں ربیع الاول۔ سید محمد بن سید علی اللہ بن سید فضل اللہ نے ان کی وفات کی تاریخ نکاح یہ قطعہ کہا ہے اور اس کے تین شعر یہ ہیں۔

سید اعظم دین کے پشت پناہ تھے۔ ان کے جیسا مہ جبین دوسرا کوئی نہ ہو سکے گا۔ سید اعلیٰ کے جانشین علی۔ عالم ربانی اور اہل یقین۔ ان کی وفات سے رخنہ پڑ گیا۔ ان کی تاریخ وفات ”حرم دین“ سنہ ۹۱۲ ہجری۔ شاہ علی اللہ کی بیوی خوزا فاطمہ الزہرا مشہور بہ خوزا ہنسی ہیں۔ یہ سید محمد حنفی شاہ جہاں کی بیٹی ہیں۔ خوزا فاطمہ الزہرا کے عرس کا روز ساتویں شوال ہے۔ سید علی اللہ کی عمر پچتر سال تھی۔ شاہ علی اللہ مرید تھے خواجہ حبیب اللہ ابوالمرشد مقبول حضرت شاہ ید اللہ حسینی کے۔ شاہ علی اللہ بن سید محمود دین سید فضل اللہ کو خلافت ملی تھی

شوہر یوبو ماں میاں وصی اللہ بن کلیم اللہ بن شاہ من اللہ محمد محمد حسینی گیسو دراز شوہر بی بی سستی فاطمہ مذکورہ میاں کرامت اللہ بن شاہ من اللہ محمد محمد حسینی گیسو دراز۔ اولاد شاہ علی اللہ سید محمد وسید راجا و بی بی نفیہ۔ و بی بی سلام اللہ۔ و بی بی پارسا۔ تاریخ عرس شاہ علی اللہ ہشتم ماہ ربیع الاول و سال درگفتار سید محمد بن سید علی اللہ بن سید فضل اللہ قدس اللہ سرہم است۔ و آل سدہ آیات ابن است۔ سید اعظم پناہ پشت دین

مثل او دیگر نباشد مہ جبین

جانشین سید اعلیٰ علی

عالم ربانی اہل یقین

زوقاتش رخنہ در دین فناد

فہم کن بتاریخ شاہ از حرم دین

سنہ اثنی عشرتسع مایہ۔ قوم شاہ علی اللہ

خوزا فاطمہ الزہرا المشہور بخوزا ہنسی۔

دختر سید محمد حنفی شد جہاں۔ عرس خوزا

فاطمہ الزہرا است ہشتم ماہ شوال۔ عمر

سید علی اللہ ہفتاد و پنج سال بود۔ ارادہ

شاہ علی اللہ خواجہ حبیب اللہ ابوالمرشد

مقبول حضرت شاہ ید اللہ حسینی است۔

و خلافت شاہ علی اللہ بن سید محمود دین

سید فضل اللہ راز شاہ ہنسی بن شاہ

ید اللہ محمد محمد حسینی گیسو دراز است حضرت
 بندگی شاہ نہنے بن شاہ ید اللہ محمد محمد حسینی
 گیسو دراز خلافت و اجازت بہ بندگی شاہ
 علی اللہ ابن بی بی بنت اللہ دادند۔ و جائے
 نشین خود کردند۔ و خلافت نامہ بصاد
 خود عربی نوشتہ دادہ۔ و بیارسی نیز
 نوشتہ داد۔ و سکہ و صاد خود برو کردہ
 اند۔ در نوشتہ اند کہ سید علی اللہ مذکور
 مجاز است کہ در شجرہ نام این درویش نوشتہ
 نام خود مذکور کند بانام خود پر حکم اجازت
 از بندگی شاہ ید اللہ بے واسطہ مذکور کند
 کہ مرجع یکتہ۔ چنانچہ در شجرہ نسب جد
 این درویش و جد سید علی اللہ در ششم
 مرتبہ یکتیت۔ قرابتاں و مریدان برآں
 گواہی نوشتہ اند۔ این تمسک پارسی حضرت
 بندگی سید محمود بن سید محمد بن سید علی اللہ
 بن سید محمود بن سید فضل اللہ بدست
 فرزند ارجمند کہ نام مسار کش ایساں سید
 برہ است دادہ بودند کہ حضرت عالی جاہ
 ہمایون اعظم ابراہیم قطب شاہ را بنمایند
 کہ روزے پر سیدہ بودند۔ حالہ آن
 تمسک پیش فرزند عزیز سید برہ است
 اگر کہ را اشتیاق دیدن باشد نہ بند
 چنانچہ بندگی شاہ نہنے بندگی شاہ علی اللہ
 را سجادہ دادند۔ بادشاہ زمانہ نیز
 فرمان صادر فرمود۔ و قاضی القضاہ
 قاضی سلیمان نیز پروانہ نوشتہ و خواجہ

بن سید محمود بن فضل اللہ کو خلافت ملی
 تھی شاہ نہنے بن شاہ ید اللہ محمد محمد حسینی
 گیسو دراز سے۔ حضرت بندگی شاہ ید اللہ
 محمد محمد حسینی گیسو دراز نے خلافت اور
 اجازت بندگی شاہ علی اللہ ابن بی بی
 بنت اللہ کو عطا کی اور اپنا جائزین
 مقرر کیا۔ خلافت نامہ صاد عربی کے ساتھ
 لکھ کر دیا۔ اور اسے فارسی میں بھی لکھ کر
 دیا۔ اس پر اپنا صاد کیا ہے اور اپنی مہر
 لگائی ہے۔ اس کے اندر لکھا ہے کہ سید علی اللہ
 مذکور مجاز ہیں کہ اپنے شجرہ میں اس درویش
 کا نام لکھ کر اپنے نام کا ذکر کریں۔ بندگی شاہ
 ید اللہ کی اجازت کے مطابق بے واسطہ
 اپنا نام لائیں کیونکہ مرجع ایک ہی ہے۔
 چنانچہ اس درویش کے دادا کا نسب نامہ
 اور سید علی اللہ کے دادا کا نسب نامہ چھ
 پشتوں کے بعد ایک ہی ہو جاتا ہے۔
 قرابت داروں اور مریدوں نے اس پر
 گواہی لکھی ہے۔ یہ فارسی دستاویز حضرت
 بندگی سید محمود بن سید محمد بن سید علی اللہ
 بن سید محمود بن سید فضل اللہ نے اپنے
 فرزند ارجمند کو دی تھی جن کا نام سید
 برہ ہے اور یہ کہہ کر دی تھی کہ یہ دستاویز
 حضرت عالی جاہ ہمایون اعظم ابراہیم
 قطب شاہ کو دکھائیں۔ کیونکہ انھوں نے
 ایک روز اس بارے میں ان سے سوال
 کیا تھا۔ آج کل یہ دستاویز سید برہ کے

بیکہ خود مثال صادر فرمود۔ تاریخ شہادت
و تعلیق خلافت نامہ عربی کہ شاہ نہنہ
بصاد خود نوشتہ دادہ اند اینست۔

فرزند عزیز کے پاس ہے۔ اگر کسی کو اس کے
دیکھنے کا شوق ہو تو ان کے یہاں دیکھ سکتا
ہے۔ چنانچہ بندگی شاہ نہنہ نے بندگی شاہ
علی اللہ کو سجاوہ دیا۔ بادشاہ وقت نے
بھی اس بارے میں اپنی منظوری کا فرمان
جاری کیا۔ قاضی القضاة قاضی سلیمان نے
بھی پروانہ لکھ کر دیا۔ اور خواجہ جہاں نے
اپنی مہر کے ساتھ حکم صادر فرمایا تاکہ سب
کو یہ بات معلوم رہے۔ شاہ نہنہ نے اپنے
صاد کے ساتھ جو خلافت نامہ عربی زبان میں
لکھ کر دیا تھا، اس کی عبارت یہ ہے :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں
جس نے فقرا کو رحمت و عنوان کے
کپڑے پہنائے۔ اور انہیں صوفیائے
چشت کے انوار و عرفان کے پیوند لگے
کپڑے پہنائے۔ اور مقربین کے دلوں
کے باغوں میں روح و ریحاں کے پھول
کھلائے۔ اور موحدین کے اسرار پر اپنی
نعمت و احسان کے دریا بہائے۔ ہم اسی
کی حمد کرتے ہیں اور یقین حاصل کرنے کے
لئے اسی سے مدد طلب کرتے ہیں اور اس
کے شکر گزار ہیں کہ اسی کی وجہ سے اسلام
اور ایمان پر استقامت حاصل ہوتی ہے
اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی
اور لائق عبادت نہیں۔ وہی اکیلا ہے۔
کوئی اس کا شریک نہیں۔ ایسی شہادت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الحمد لله الذی الیس الفقراء
ملا یس الرحمة الغفران وکسام
لباس المرقة الصوفیة الحشیة
انوار العرفان۔ و اظہر فی حدایق
ضمایر المقربین ازہار الروح والریحان
واقاض علی الاسرار الموحدین
بحار البر و الاحسان۔ محمد و
الاستجانة علی الفقر و الايقان۔
و لشکرہ و منه الاستقامة علی
الاسلام و الايمان۔ و لشهد
ان لا اله الا الله وحده لا شریک له
شهادة توصل الفقراء الی روضة
الرضوان۔ و لشهد ان محمدا عبدا
و رسوله المنفوح بتاج الفقراء
من بنی عدنان صلی الله علیه و علی

آله واصحابه و بسین خرقه
 الفقرا فی جمیع الا زمان و بعد۔
 فيقول الداعي الى الله الصمد
 الغني السيد محمد بن قطب العارفين
 امام السالكين شاهيد الله محمد
 بن محمد الحسيني بستان المرقعه الشرعيه
 الجشتيه بعد الشرايط والتوجه
 الى الله بسلاح في الله المرتضى
 الاعظم المجتبي المكرمه قدوة السادة
 مجمع الكرامات السيد علي بن الشيخ
 المشايخ العارفين الكامل الواصل
 الى رحمة الله الملك محمود الغني
 السيد محمود الحسيني وان البتة
 شينجي وامامى ووالدى ومرشد
 المخدوم المطاع الا لازم الاتباع
 نور حديقة الولاية نور حديقة
 الكرامه ذى الحسب الطاهر
 النسب الطاهر شاهيد الله الحسيني
 المذكور قدس سره العزيز۔ و
 هو لبها من شينجه وامامه و
 مقتدى العرب والعجم سلطان
 الاتقياء في العالم السيد محمد
 الاصغر الحسيني۔ وهو قد استهما
 من مرشد و شينجه وامامه اما
 العارفين، مرشد السالكين في جميع
 ارباب التحقيق ملاذ اصحاب التذوق
 صاحب النفس القدسيه و

جو فقروں کو رضوان کے باغ تک پہنچائے۔
 اور گواہی دیتے ہیں کہ محمد اس کے بند
 اور اس کے رسول ہیں اور جنہیں فقرا کا
 تاج پہنایا گیا ہے اور جو بنی عدنان سے
 تعلق رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر زمانے
 میں آپ پر، آپ کی آل پر، آپ کی اولاد
 پر اور آپ کے اصحاب پر رحمت فرمائے
 اور فقروں کا خرقہ پہننے والوں پر بھی۔
 اس کے بعد اللہ الصمد الغنی کی طرف
 بلانے والا، سید محمد بن قطب العارفين،
 امام السالكين شاهيد الله محمد بن محمد الحسيني
 کہتا ہے کہ ہم کو پہنایا مرقع شرعیہ چشتیہ
 پوری شرايط کے ساتھ اور اللہ کی طرف
 توجہ رکھتے ہوئے اور اللہ کے ہمتیاروں
 سے ہیں ہو کر مرتضى اعظم، مجتبیٰ المکرم،
 قدوة السادات، مجمع الكرامات، سید علی
 بن شیخ المشايخ، عارفين الكامل، واصل
 الى رحمة الله، ملک محمود الغنی سید محمود
 حسیني اور انھوں نے یہ خرقہ پہنایا ہے
 شیخ، امام، والد، مرشد، مخدوم،
 مطاع، الا لازم الاتباع، نور حديقة الولاية
 نور حديقة الكرامت، ذی الحسب الطاهر
 النسب الطاهر شاهيد الله الحسيني قدس سره
 العزيز سے اور انھوں نے پہنایا ہے
 استاد، امام، مقتدا، عرب و عجم،
 سلطان الاتقياء عالم سید محمد اصغر
 حسیني سے۔

الکمالات الا نسیه الذی لم
 یسمح بمثله الا دو اور ما دار الفلا
 الدوار المشهور بلسان العجم شاه
 باز بلند پرواز سید محمد کیسودراز
 الحسینی رضی اللہ عنہ وقد بیتهما
 من شیخہ و مرشدہ بحر العلوم
 الفضائل مدان الحکم و الشامل
 و العارف المرشد علی الاطلاق
 الممدوح فی الافاق الشیخ نصیر
 الملت و الدین محمود اکاودھی۔
 وقد بیتهما من سلطان العاشقین
 برهان العارفين الشیخ نظام الدین
 قدس اللہ سرہ۔ و هو قد بیتهما
 من شیخہ و مرشدہ بحر العلوم
 و الفضائل العارف باللہ المتوجه
 فی السراء و الضراء الی اللہ سلطان
 الاولیاء المتوکلین علی اللہ المعبود
 الشیخ فرید الحق مسعود بن سلیمان
 ابن شعیب ابن احمد ابن یوسف
 ابن محمد ابن فرخ شاہ القرشی الکابلی
 رضی اللہ عنہ و عنہم۔ و هو قد بیتهما
 من شیخہ قطب العالم الشیخ نجیب
 الاوشی و هو قد بیتهما من الشیخ
 الکامل معین الحق و الدین حسن
 سحرزی و هو قد بیتهما من الشیخ
 عثمان الجارونی و هو قد بیتهما من
 شیخہ و مرشدہ الکامل حاجی شرف

اور انہوں نے پہنا تھا اپنے شیخ اور امام
 امام العارفين، مرشد السالکین، مرجع
 ارباب تحقیق، ملاذ اصحاب تدقیق، صاحب
 نفس قدسیہ، صاحب کمالات انسیہ،
 جس کا نظیر ادوار فلک نے نہ دیکھا نہ سنا،
 عجم کی زبان میں مشہور شاہ باز بلند پرواز
 سید محمد کیسودراز الحسینی، رضی اللہ عنہ،
 اور انہوں نے پہنا اپنے شیخ، مرشد،
 بحر العلوم فضائل، مدان علم و شامل، عارف
 مرشد علی الاطلاق، ممدوح فی الافاق،
 شیخ نصیر الملت و الدین محمود اکاودھی۔
 اور انہوں نے پہنا سلطان العاشقین
 برهان العارفين، شیخ نظام الدین قدس سرہ
 سے۔ اور انہوں نے پہنا اپنے شیخ
 اور مرشد، بحر العلوم و فضائل، عارف
 باللہ، المتوجه فی السراء و الضراء الی اللہ،
 سلطان اولیاء متوکل علی اللہ المعبود،
 شیخ فرید الحق مسعود بن سلیمان ابن
 شعیب ابن احمد ابن یوسف ابن محمد
 ابن فرخ شاہ القرشی الکابلی رضی اللہ
 عنہ سے۔ اور انہوں نے پہنا اپنے شیخ
 قطب العالم، شیخ نجیب الاوشی سے۔
 اور انہوں نے پہنا شیخ کمال، معین الحق
 و الدین حسن سجری سے۔ اور انہوں
 نے پہنا شیخ عثمان جارونی سے۔ اور انہوں

زندانی - وهو قد بستھا من شیخہ
 و مرشدہ الشیخ مودود الحشتی -
 وهو قد بستھا من شیخہ ابو یوسف
 الحشتی - وهو قد بستھا من الشیخ
 ابی احمد الحشتی - وهو قد بستھا
 من الشیخ الکامل ابو اسحاق شامی
 وهو قد بستھا الشیخ الکامل حمشأ
 علودینوری - وهو قد بستھا من الشیخ
 ابو ہبیرة البصری - وهو قد بستھا
 من الشیخ العارف حزیفہ المرعشی
 وهو قد بستھا من الشیخ الکامل
 السلطان الباذل تارک الدنیاء
 ما فیہا السلطان ابراہیم ابی بلخی
 وهو قد بستھا من الشیخ فضیل بن
 عیاض وهو قد بستھا من الشیخ
 عبد الواحد بن زید وهو قد بستھا
 من الشیخ قدوة العرفاء والکامین
 الحسن البصری وهو قد بستھا من
 امیر المؤمنین امام المتقین علی
 ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ و
 رضی اللہ عنہ - وهو قد بستھا من
 سید المرسلین وخاتم النبیین محمد
 رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ
 وسلم وآلہ واصحابہ اجمعین -
 وهو قد بستھا من آن حضرت
 الربوبیة بواسطة روح الامین
 صلوة اللہ علیہ و علی الملائکة اجمعین

پہنا اپنے شیخ اور مرشد کامل حاجی شریف
 زندانی سے - اور انھوں نے پہنا اپنے
 شیخ اور مرشد شیخ مودود حشتی سے -
 اور انھوں نے پہنا اپنے شیخ ابو یوسف
 حشتی سے - اور انھوں نے پہنا شیخ ابی
 احمد حشتی سے اور انھوں نے پہنا شیخ
 کامل ابو اسحاق شامی سے - اور انھوں
 نے پہنا شیخ کامل حمشأ علودینوری سے -
 اور انھوں نے پہنا شیخ ابو ہبیرہ بصری
 سے - اور انھوں نے پہنا شیخ عارف
 حذیفہ المرعشی سے - اور انھوں نے پہنا
 شیخ کامل، سلطان باذل تارک الدنیا
 و ما فیہا، سلطان ابراہیم ازہم بلخی سے -
 اور انھوں نے پہنا شیخ فضیل بن عیاض
 سے - اور انھوں نے پہنا شیخ عبد الواحد
 بن زید سے - اور انھوں نے پہنا قدوة
 العرفاء وکاملین شیخ حسن بصری سے -
 اور انھوں نے پہنا امیر المؤمنین، امام
 المتقین، علی ابن ابی طالب کرم اللہ
 وجہہ ورضی اللہ عنہ سے - اور انھوں نے
 پہنا سید المرسلین، خاتم النبیین، محمد
 رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم
 وآلہ واصحابہ اجمعین سے - اور آن حضرت
 نے پہنا پروردگار کے ہاتھ سے روح الامین
 کے واسطے سے - صلوة اللہ علیہ و علی الملائکة
 اجمعین -

واجزت له ان بلبسها ما
 بساها له يكون قابلا الا لباس
 والمشیخه - واجزت ایضا تلقن
 الذکر ما یفنه واجزت ایضا
 بین السرباط الفقراء المساکین و
 یاخذند ورا المشایخ الکاملین و
 یصرفه فی حوائجہ و حوائج الفقراء
 و المساکین - واجزت لدان یتوب
 من طلب منه تلقین التوبه و یجرى
 المقرض علی راسه و بوصیته بما
 یقرب عند مولاه تعالی و بوصیله
 الله عز وجل من انواع العبادات -
 و یعلمه شرائط الحق والوصله و
 یعلم طریق السلوک و رعایتہ اور
 الشیخ الذی لیس الخرقه المبادکة
 و یاسر من لیس خرقته بالوصیة
 بغيرهم من الناس یحب حالته
 و قدرة بما یشبت به و یشتم
 علی التوبه و ثقنا الله و ایاکم
 اجمعین و لا حول و لا قوة الا
 بالله العلی العظیم و صلی الله علی
 رسوله محمد و آله اجمعین -

اور میں نے اس کی اجازت دی کہ
 جس طرح میں نے پہنایا ہے اسی طرح
 وہ بھی دوسروں کو جو اس لباس اور
 مشیخت کے قابل ہوں پہنائیں۔ اور
 اس بات کی بھی اجازت دی کہ فقراء
 اور مساکین کی خانقاہ میں ٹھہریں اور
 مشایخ سے نذر قبول کریں اور اپنی اولاد
 مساکین فقرا کی ضروریات پر صرف کریں۔
 اور اس بات کی بھی اجازت دی کہ جو
 لوگ ان کے ہاتھ پر توبہ کرنا چاہیں ان
 سے توبہ لیں اور ان کے سروں پر قینچی
 چلائیں۔ اور ایسی نصیحتیں کریں جو پروردگار
 کی طرف لے جانے والی ہیں۔ اور اللہ کے
 وصال کے ساتھ مختلف عبادتوں میں
 مہمک ہو جائیں۔ اور اس کی تعلیم دیں
 کہ حلقوں کی ششہیں کیا ہیں۔ و صلت
 کیا چیز ہے۔ سلوک کا طریقہ کیا ہے۔ اور
 اس کی رعایتیں کیا ہیں۔ شیخ کی تعلیم
 کردہ دعائیں سکھائیں اور اس شیخ کے
 اوراد سکھائیں جس نے خرقہ مبارک
 پہنایا۔ اسی طرح بلحاظ حالات مرید اور
 اس کی استطاعت کے لحاظ سے اس کو
 بھی دوسروں کو خرقہ پہناتے اور وصیت
 کرنے کی اجازت دیں۔ اس طرح وہ
 اس حال پر ثابت قدم ہو جائے۔ اس کی
 توبہ سچی اور پائدار ہو۔ اللہ ہمیں اور تم
 سب کو اسی بات کی توفیق عطا فرمائے۔ اور

اللہ علی عظیم کے سوا کسی اور کے ہاتھ میں
نہ طاقت ہے نہ قوت۔ اور اللہ تعالیٰ
اپنے رسول محمدؐ اور ان کی آل پر درود بھیجے۔

اصل عربی خلافت نامہ، بادشاہ
وقت کا فرمان، اور قاضی القضاة سلیمان
کا پر وانیہ یہ سب سید حسین بن سید محمود
بن سید محمد بن علی اللہ بن سید فضل اللہ
کے پاس موجود ہیں۔ اگر کسی کو دیکھنے کا اشتیاق
ہو تو دیکھ سکتا ہے۔

سید محمد بن سید علی اللہ کی اولاد
ہیں (۱) سید محمد (۲) سید حسین (۳)
سید علی اللہ جو سید بابو کے نام سے مشہور
ہیں اور کاتب حروف کے والد ہیں۔ ان
دونوں بی بی بنت اللہ بنت سید شاہید اللہ
محمد محمد احسینی کے روضہ کا انتظام سید محمود
کے فرزندوں اور سید بابو کے ہاتھ ہے۔
(۴) ایک اور فرزند بھی تھے۔ ان کا نام تھا
سید احمد۔ (۵) بی بی امانت اللہ جو بڑی
بی بی کے نام سے مشہور ہیں۔ (۶) بی بی
منت اللہ جو نہنی بی بی کے نام سے مشہور
ہیں۔ (۷) بی بی کرام (۸) بی بی رابعہ جو سید
محمد کی بیوی ہیں۔ بی بی خدیجہ بنت شرف الملک
کاتب حروف کی دادی ہیں۔ بی بی خدیجہ
کے عرس کی تاریخ ہے چھبیسویں شوال۔
سید محمد کی وفات کی تاریخ کاتب حروف کے
والد سید علی اللہ مشہور بہ سید بابو کے
کلام سے ظاہر ہوگی۔ فرماتے ہیں سے

و اصل خلافت نامہ عربی مذکور،
فرمان بادشاہ زمانہ، و پروانہ قاضی القضاة
قاضی سلیمان پیش سید حسین بن سید
محمود بن سید محمد بن سید علی اللہ بن
سید فضل اللہ است۔ اگر کسی کو اشتیاق
دیدن باشد بہ بیند۔

و اولاد سید محمد بن سید علی اللہ (۱)
سید محمود (۲) سید حسین (۳) و سید علی اللہ
المشہور سید بابو کہ والد کاتب این حروف
اند۔ حالیا روضہ بی بی منت اللہ بنت
سید شاہید اللہ محمد محمد احسینی و بدست
فرزند ان سید محمود و بدست سید بابو است۔
و یک لپیر تبری (۴) سیر شد۔ نام او
سید احمد است۔ و بی بی امانت اللہ المشہور
بہ بڑی بی بی و بی بی منت اللہ المشہور بہ
بی بی نہنی و بی بی کرام و بی بی رابعہ قوم
سید محمد۔ و بی بی خدیجہ بنت شرف الملک
جدہ کاتب این حروف۔ عرس بی بی خدیجہ
بست و ششم ماہ شوال۔ تاریخ وفات
سید محمد از گفتار سید علی اللہ المشہور بہ سید
بابو کہ والد کاتب این حروف اند، ظاہر
می شود۔ بیت

چوں پسند تاریخ نقل ابی
بگویم باشوق باری شد

عرس سید محمد بست و سیوم ماہ ذابحہ سنہ
تلاشیں تسع مایہ۔ عمر سید محمد ہفتاد و چہار
سال بود۔

اولاد سید محمود بن سید محمد و سید برہ
و شاہ علی و شاہ حسین و شاہ حسن و
سید محمد۔ مادر سید برہ بی بی اللہ دینی
بنت شیخ محمد ملتانی و مادر باقی فرزند ان
بی بی شمسہ بنت سید عبدالاول کہ مادر
رضاعی کاتبہ این حروف اند۔ و قوم سید
برہ بوبابی بنت شیخ مخدوم جی بن شیخ
محمد ملتانی قادری۔ تاریخ وفات سید محمد
بن سید محمد علی اللہ روز یکشنبہ پیش از
غروب دفن دوشنبہ دوم ماہ جمادی الاول
سنہ خمسین ستین تسع مایہ۔ عمر سید محمود
شصت سال بود۔ خلافت و ارادت
سید محمود بست علی اللہ بن سید محمود حسینی
است۔

اولاد سید برہ بن سید محمد شاہ عنایت
اللہ، شاہ فرج اللہ، بی بی اللہ دینی منیا
چاند بی بی المشہور بہ بڑی بی بی، بی بی فاطمہ
شاہ صبغۃ اللہ، میاں اسد اللہ، بی بی
خدیجہ، بی بی رابعہ، سید محمود شاہ، عنایت
اللہ داماد شاہ محمود پیر ملک برید و شاہ

لوگوں نے مجھ سے میرے باپ کی وفات
کی تاریخ پوچھی تو میں نے کہا اللہ تعالیٰ تاریخ
”باشوق باری“ کے الفاظ سے نکلتی ہے۔
سید محمد کے عرس کی تاریخ ہے بیسویں ذابحہ
سنہ ۹۳۰۔ سید محمد کی عمر چوتھتر سال تھی۔
سید محمود بن سید محمد کی اولاد
ہیں (۱) سید برہ (۲) شاہ علی (۳)
شاہ حسین (۴) شاہ حسن (۵) سید محمد۔
سید بڑے کی والدہ بی بی اللہ دینی، شیخ
محمد ملتانی کی بیٹی تھیں اور باقی فرزندوں
کی والدہ بی بی شمسہ، سید عبدالاول کی
بیٹی تھیں۔ بی بی شمسہ کاتبہ حروف کی
رضاعی ماں ہیں۔ سید بڑے کی بیوی بوبابی
شیخ مخدوم بن شیخ محمد ملتانی قادری کی
بیٹی ہیں۔ سید محمد بن سید محمد علی اللہ
کی وفات کا دن ہے یکشنبہ۔ دوسری
جمادی الاول سنہ ۹۵۰ کو آفتاب غروب
ہونے سے پہلے ان کی تدفین ہوئی۔ سید
محمود کی عمر ساٹھ سال تھی۔ سید محمود
اور خلیفہ تھے سید علی اللہ بن سید محمد
محمود احسینی کے۔

سید بڑے بن سید محمد کی اولاد
ہیں (۱) شاہ عنایت اللہ (۲) شاہ فرج
اللہ (۳) بی بی اللہ دینی (۴) چاند بی بی
مشہور بہ بڑی بی بی (۵) بی بی فاطمہ (۶)
شاہ صبغۃ اللہ (۷) میاں اسد اللہ (۸)
بی بی خدیجہ (۹) بی بی رابعہ (۱۰) سید محمود شاہ

صبغۃ اللہ داماد قطب شاہ۔ و سید محمود
 نابالغ است۔ و بی بی اللہ دینی را بہ پسر
 بزرگ شیخ بدر الدین ملتانی دادہ بودند۔
 اسمہ میاںجی برحمت حق پیوست۔ لا عقب
 لها۔ و چاند بی بی را المشہور بہ بڑی بی بی
 سید چندن بن سید ظہیر الدین را دادند۔
 خونزا فاطمہ را بہ میرزا ندیم اللہ بن مصطفیٰ
 خاں نسبہ سید محمود را دادہ۔ و خونزا
 خدیجہ بسید زین العابدین المشہور شاہ
 بن سید بابور را دادہ۔ و باقی فرزندان
 در کودکی نقل شدند۔ عرس سید بڑہ
 پانزدہم ماہ صفر۔

(۱۱) عنایت اللہ داماد شاہ محمود پسر ملک
 برید۔ (۱۲) شاہ صبغۃ اللہ داماد قطب شاہ
 (۱۳) سید محمود جو نابالغ ہے۔ بی بی
 اللہ دینی کی شادی شیخ بدر الدین ملتانی
 کے بڑے بیٹے سے ہوئی تھی۔ ان کا نام
 ہے میاں جی۔ ان کا انتقال ہو گیا۔ ان
 کے کوئی اولاد نہیں ہے۔ چاند بی بی جو
 بڑی بی بی کے نام سے مشہور ہیں، سید
 چندن بن سید ظہیر الدین سے بیاہی گئی
 تھیں۔ خونزا فاطمہ سید محمود کے نواسے
 میرزا ندیم اللہ بن مصطفیٰ خاں سے بیاہی
 گئی تھیں۔ خونزا خدیجہ، سید زین العابدین
 مشہور بہ شاہ جی بن سید بابو سے بیاہی
 گئی تھیں۔ باقی لڑکے بچپن ہی میں انتقال
 کر گئے۔ سید بڑے کے عرس کا روز ہے
 پندرہویں صفر۔

شاہ علی بن سید محمود کے اولاد
 ہوئی تھی۔ لیکن ان کے نام معلوم نہ ہو سکے۔
 شاہ حسین بن سید محمود کی اولاد
 ہیں۔ (۱) شاہ کلیم اللہ (۲) بی بی منت
 اللہ (۳) بی بی ام سلمہ (۴) بی بی جمال خونزا
 (۵) رابعہ خونزا (۶) سستی خونزا بتول (۷)
 سید محمود۔ شاہ کلیم اللہ، حضرت شاہ
 علی بن شاہ عبد المن اللہ بن شاہ ابوالحسن
 کے داماد ہیں۔ شاہ حسین بن سید محمود
 کی بیوی بی بی تجلیل بنت شاہ کلیم اللہ
 عبد المن اللہ بن شاہ ابوالحسن بن کلیم اللہ

اولاد شاہ علی بن سید محمود را شدہ
 است۔ اما نام معلوم نیست۔
 اولاد شاہ حسین بن سید محمود شاہ
 کلیم اللہ، بی بی منت اللہ، بی بی ام سلمہ،
 بی بی جمال خونزا، رابعہ خونزا، سستی خونزا
 بتول۔ سید محمود شاہ کلیم اللہ داماد
 حضرت شاہ علی بن شاہ عبد المن اللہ
 بن شاہ ابوالحسن اند۔ قوم شاہ حسین
 بن سید محمود بی بی تجلیل بنت شاہ کلیم اللہ
 بن شاہ عبد المن اللہ بن شاہ ابوالحسن بن
 کلیم اللہ بن شاہ من اللہ محمد محمد حسینی گیسو دراز

بن شاہ من اللہ محمد محمد الحسینی گیسو دراز
کی بیٹی ہیں۔

شاہ حسن بن سید محمود کی اولاد

ہیں۔ (۱) خونزابی بی فرخندہ مشہور بہ

خونزارقیبہ بی بی۔ (۲) خونزاحدیجہ (۳)

شاہ ید اللہ مشہور بہ شاہ بڑہ۔ (۴) سید

محمود (۵) بی بی خورشید (۶) خونزافرختہ

چہار شنبہ کے روز اور پنج شنبہ کی رات

کے پہلے پھر چھٹی رمضان ۹۷۷ء کو پیدا

ہوئیں۔ شاہ ید اللہ مشہور بہ شاہ بڑہ۔

پنج شنبہ کے روز بائیسویں رمضان ۹۷۷ء

کو چوتھے پہر پیدا ہوئے۔ شاہ حسن کی

بیوی بی بی حجت، سید بابو کی بیٹی ہیں

اور کاتب حروف کی بہن ہیں۔

بی بی منت اللہ بنت سید محمود

کی اولاد ہیں۔ (۱) میرزا ندیم اللہ (۲) سید

محمود (۳) بڑی بی بی (۴) بی بی ملکہ۔ بی بی

منت اللہ کے شوہر ہیں مصطفیٰ خاں بن

سید ندیم اللہ۔

سیتی فاطمہ بنت سید محمود کی اولاد

کی تفصیل یہ ہے۔ بی بی فاطمہ کے شوہر

سید ولی اللہ بن سید بابو بن سید محمد

ہیں۔ ان سے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا

ہے۔ ان میں سے دو انتقال کر گئے۔ ایک

لڑکی کا نام نہتی بی بی تھا اور وہی باقی

رہ گئی تھیں۔ وہ بھی پانچویں شوال ۹۸۵ء

روز یکشنبہ کو عصر کے وقت انتقال کر گئیں

اولاد شاہ حسن بن سید محمود خونزا

بی بی فرخندہ المشہور بخونزارقیبہ بی بی و

خونزاحدیجہ۔ شاہ ید اللہ المشہور بہ شاہ

بڑہ۔ سید محمود۔ بی بی خورشید۔ تولد

خونزافرختہ روز چہار شنبہ اول طاس

شب پنج شنبہ ششم ماہ مبارک رمضان

سنہ ثمان سبعین تسع مایہ۔ تولد شاہ

ید اللہ المشہور بہ شاہ بڑہ روز پنج شنبہ

بست و دویم ماہ مبارک رمضان چہارم

طاس سنہ اربع سبعین تسع مایہ۔

قوم شاہ حسن مذکور بی بی حجت بنت

سید بابو کہ خواہر کاتب این حروف است۔

اولاد بی بی منت اللہ بنت سید

محمود، میرزا ندیم اللہ و سید محمود و

بڑی بی بی و بی بی ملکہ۔ شوہر بی بی منت

اللہ، مصطفیٰ خاں بن سید ندیم اللہ۔

اولاد سیتی فاطمہ بنت سید محمود

کہ شوہر بی بی فاطمہ سید ولی اللہ بن

سید بابو بن سید محمد است۔ از ایشان

دو دختر یک پسر شدہ بود۔ از اجلہ دو

برحمت حق پیوستند۔ یک دختر اسمہا

نہتی بی بی ماندہ بود۔ در ۹۸۵ء پنجم ماہ

شوال روز یکشنبہ وقت عصر نیز نقل

کرد۔ دفن روز دوشنبہ ماہ مذکور۔ شوہر

نہنی بی بی سید مسٹھ بن سید کبیر بن سید
جعفر بن سید مسٹھ مرید شاہ ید اللہ محمد
محمد احمینی کیسودراز۔ فرزند نہنی بی بی
سید ولی تولد در ہشتم ماہ جمادی الآخر
۹۸۵ھ۔

اولاد بی بی زینب بنت سید محمود
میر عبد الاول و دیگر چند فرزندان ہم شد
بودند۔ نام ایشان معلوم نیست۔ ہمہ کو یک
نقل کردند۔ و شوہر بی بی زینب سید نعمت
بن میاں کلیم اللہ بن میاں نعمت اللہ بن
میاں روح اللہ است۔ و ارادت سید
بڑہ سید محمود بن سید محمد بن شاہ
علی اللہ بن سید محمود است۔ و ارادت
شاہ علی و شاہ حسین و شاہ حسن سید
محمود است۔ و خلافت سید بڑہ و شاہ
حسین نیز بسید محمود است۔ و شاہ حسین
بن سید محمد را اولاد نشد۔ و فات سید
حسین بن سید محمد در روز عید فطر۔ و فن
در روضہ میاں حفظ اللہ است۔ و جب
دفن در روضہ میاں حفظ اللہ است کہ
بی بی لہری زوجہ پسر میاں حفظ اللہ بودند۔
ایشان را فرزند نبود۔ میاں حسین مذکور را
پسر خود کردہ و تولیت روضہ مذکور بنام
سید حسین کردہ بودند۔ از آن سبب سید
حسین را در روضہ مذکور داشتند۔ بعد
وفات سید حسین تولیت روضہ مذکور از

دو شنبہ کو ان کی تدفین ہوئی۔ نہنی بی بی
کے شوہر ہیں سید مسٹھ بن سید کبیر بن
سید جعفر بن سید مسٹھ مرید شاہ ید اللہ محمد
محمد احمینی کیسودراز ہیں۔ نہنی بی بی کے
فرزند سید ولی اللہ ہیں اور وہ آٹھویں
جمادی الثانی ۹۸۵ھ کو پیدا ہوئے ہیں۔
بی بی زینب بنت سید محمود کی
اولاد میں عبد الاول۔ اور بھی کچھ لڑکے ہوئے
تھے۔ ان کے نام معلوم نہ ہو سکے۔ یہ سب
کے سب بچپن ہی میں انتقال کر گئے۔ بی بی
زینب کے شوہر سید نعمت اللہ بن میاں
کلیم اللہ بن میاں نعمت اللہ بن میاں روح
اللہ ہیں۔ سید بڑہ مرید ہیں سید محمود بن سید
محمد بن شاہ علی بن سید محمود کے۔ شاہ
علی اور شاہ حسین اور شاہ حسن سید
محمود کے مرید ہیں۔ سید بڑہ اور شاہ حسین
کو خلافت بھی سید محمود ہی سے حاصل
ہے۔ شاہ حسین بن سید محمد کے اولاد
نہیں ہوئی۔ سید حسین بن سید محمد نے
عید الفطر کے روز وفات پائی۔ میاں
حفظ اللہ کے روضے میں دفن ہوئے۔ میاں
حفظ اللہ کے روضے میں دفن ہونے کی وجہ
یہ ہوئی کہ ان کی بیوی بی بی لہری میاں
حفظ اللہ کی بیٹی تھیں۔ ان کے کوئی لڑکا
نہ تھا۔ میاں حسین کو اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔
اسی وجہ سے سید حسین کو ان کے روضہ میں
دفن کیا گیا۔ سید حسین کی وفات کے بعد

روضہ مذکور کی تولیت دیوان شاہی سے
سید حسین کے سگے بھائی سید بابو کے
نام لکھی گئی۔

دیوان بنام برادر حقیقی سید حسین کہ سید
بابو اند۔

سید بابو بن سید محمد راکہ والد کاتب
ایں حروف اند۔ اولاد بسیار شدہ بود۔
بست نفر۔ در حال کودکی اکثر نقل کردند۔
اما بزرگ پنج شدند۔ سید اللہ و سید
ولی اللہ و سید زین العابدین المشہور بہ
شاہ جی و سید من اللہ کاتب ایں حروف
است۔ و بی بی حجت۔

سید بابو بن سید محمد کاتب حروف
کے والد قریب ہیں۔ ان کے بہت اولاد ہوئی
تھی۔ تقریباً بیس بچے ہوئے تھے۔ ان
میں سے اکثر بچپن ہی میں انتقال کر گئے۔
صرف پانچ بڑے ہوئے۔ (۱) سید اللہ
(۲) سید ولی اللہ (۳) سید زین العابدین
مشہور بہ شاہ جی (۴) سید من اللہ کاتب
حروف (۵) بی بی حجت۔

سید اللہ کے اولاد نہیں ہوئی۔ سید
کے عرس کا روز ہے تیرھویں شوال سید
زین العابدین کے ایک لڑکی ہے۔ اس
کا نام ہے بی بی حجت۔ بی بی حجت کی وفات
شعبان ۹۸۵ھ میں ہوئی۔ بی بی فاطمہ بنت
سید محمد مشہور بہ تانا میاں کی وفات
شعبان ۹۸۵ھ میں ہوئی۔ بی بی حجت
بنت سید بابو کے عرس کا روز ہے دوسری
شعبان۔ بی بی حجت کی اولاد کی تفصیل
اوپر بیان ہو چکی ہے۔

سید اللہ را اولاد نشد۔ و عرس
سید اللہ نیز دہم ماہ شوال۔ و سید زین
العابدین را ایک دختر۔ نامش بی بی حجت۔
تولد بی بی حجت در ماہ شعبان ۹۸۵ھ نقل
بی بی فاطمہ بنت سید محمد المشہور بہ تانا میاں
در ماہ شعبان ۹۸۵ھ۔ و عرس بی بی حجت
بنت سید بابو دوم ماہ شعبان تفصیل
اولاد بی بی حجت بالا مذکور شدہ است۔

سید ولی کے دو بیٹیاں اور ایک لڑکا
ہوا تھا۔ ان میں سے دو کا انتقال ہو گیا۔
ایک بیٹی جن کا نام نہنی بی بی تھا باقی رہ گئی
تھیں۔ ان کی اولاد کی تفصیل بھی اوپر
بیان ہو چکی ہے۔ سید ولی کے عرس کا
روز۔ بیسویں ذیقعدہ ہے۔

سید ولی را دو دختر و یک پسر شدہ
بود۔ از ان جملہ دو برصمت حق پیوستند۔
یک دختر اسمہ نہنی بی بی ماندہ بود۔ تفصیل
ایشان بالا مذکور نیز شدہ است۔ و عرس
سید ولی بستم ماہ ذی القعدہ۔

سید من اللہ جو ان حروف کا لکھنے والا

ہے، اس کی اولاد ہیں (۱) سید محمود (۲) بی بی منت اللہ سید محمود کی تاریخ ولادت ہے ساتویں صفر ۹۷۶ھ۔ چہار شنبہ کی رات، سات بجے۔ کاتب حروف کی بیوی ہیں خوزامہ ہانی بنت میاں رفیع الدین بن مخدوم جی بن شیخ محمد ملتانی۔

ان حروف کے لکھنے والے کے والد

سید علی اللہ مشہور بہ سید بابو پانچویں ذیقعدہ ۹۱۲ھ کو تولد ہوئے۔

ان حروف کے لکھنے والے کے والد

سید بابو کے خلفاء ہیں (۱) مخدوم جی (۲)

شیخ عبد اللہ بن شیخ یوسف خیری (۳)

شیخ یوسف کے نواسے اور میاں محمد کے

بیٹے (۴) قاضی علی بن قاضی محمد محتسب۔

(۵) اس حروف کے کاتب اور اس کے بھائی۔

(۶) سید زین العابدین کو اوراد اور ذکر

دو حلقے کی اجازت دی اور خلافت عطا فرمائی۔

ان حروف کے کاتب اور اس کے بھائی سید

زین العابدین اور قاضی علی کو ذکر دو حلقے کی

ان حروف کے لکھنے والے کے والد سید بابو

سے حاصل ہے۔ سید بابو کو اس کی اجازت

اپنے والد سید محمد سے اور سید محمد کو اپنے والد

سید علی اللہ سے اور سید علی اللہ کو شاہ

ید اللہ محمد محمد اکھمی قندس اللہ سرہ سے ملی

تھی۔ شیخ عبد اللہ بن شیخ یوسف خیری کو جو خلافت

نامہ لکھ کر عطا فرمایا تھا وہ یہاں نقل کیا جاتا ہے:

واولاد سید من اللہ کہ کاتب ہیں
حروف است سید محمود و بی بی منت اللہ
تولد سید محمود بتاریخ ہفدہم ماہ صفر ہفتم
طاس شب چہار شنبہ ۹۷۶ھ سبجین شہ
مایہ است۔ و قوم سید من اللہ کہ کاتب
ہیں حروف است خوزامہ ہانی بنت میاں
رفیع اللہ بن مخدوم جی بن شیخ محمد ملتانی۔

تولد سید علی اللہ المشہور بسید بابو

کہ والد کاتب ہیں حروف اند در ہجتم ماہ

ذیقعدہ در سنہ اثنی عشر تسع مایہ۔

خلیفہ ہائے سید بابو کہ والد کاتب

ہیں حروف اند مخدوم جی و شیخ عبد اللہ

بن شیخ یوسف خیری۔ و بنسہ شیخ یوسف

پسر میاں محمد و قاضی علی بن قاضی محمد

محتسب۔ و این کاتب حروف را و برادر

سید زین العابدین را اوراد و ذکر دو حلقے

دادہ و خلافت مرحمت فرمودند۔ و این

کاتب الحروف و برادر سید زین العابدین

و قاضی علی مذکور را ذکر دو حلقے از پدر کاتب

الحروف سید بابو است۔ و سید بابو را از

پدر خود سید محمد و سید محمد را از پدر خود سید

علی اللہ و سید علی اللہ از شاہ ید اللہ محمد

محمد اکھمی قندس اللہ سرہم ہست۔ و خلافت

نامہ کہ شیخ عبد اللہ بن شیخ یوسف خیری

عطا شدہ بود تعلیق آل اینست۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله الذي البس الخرقه
الچشتیه علی الفقراء الصابرين۔
وكساهم مرقه الصوفیه علی العارفين
والصلواته علی رسوله المفتوح بتاج
الفقر من بنی عدنان و علی الہ و
اصحابہ فارحين بالفقر فی جمیع
الازمان۔

ولبعد فيقول الداعي الى الله
الصمد على الله بن قطب العارفين
والسالكين سيد محمد المشهور بابا
سيد بابو البست خرقه الشریفه
الچشتیه بعد الشرايط والتوجه
الى الله الابن الاخى الدينيه شيخ
عبد الله بن الشيخ العارف الكامل
والعامل الواحد الشيخ يوسف۔
وانا لبستهما من شيعتي وامامي و
والدي ومرشدي سيد محمد
وهو قد لبستهما من امامه والدا
السيد على الله وهو قد لبستهما من
مرشد الانام المخدوم المطاع
اللازم اتباع شاه يد الله محمد محمد
الحسيني الحسيني كيسودراز رضي الله
عنه۔

خلافت و ارادت سيد بابو بخواجه
ابوالفتح الثاني محمد على الله محمد الحسيني۔

اولاد سيد احمد بن سيد محمد، سيد
عبد الله و بنی بی منت الله۔ و از منکومہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے
صابر فقروں کو خرقہ چشتیہ پہنایا۔ اور
عارفین کو صوفیاء کا مرقع پہنایا۔ اور درود
اس کے رسول پر جنہیں بنی عدنان میں سے
تاج فقراء کے لئے چُن لیا گیا اور ان کے
آل و اصحاب پر جو ہر زمانے میں اپنی فقیر کی
میں خوش رہے۔

اما بعد، اللہ الصمد کی طرف بلانے
والا علی اللہ بن قطب العارفين والسالكين
سيد محمد المشهور به سيد بابو کہتا ہے، میں نے
اپنے دینی بھتیجے شیخ عبد اللہ بن شیخ یوسف
کو بعد تکمیل شرائط و توجہ الی اللہ یہ خرقہ
پہنایا۔ اور میں نے خود اپنے شیخ، امام،
والد اور مرشد سيد محمد سے خرقہ پہنا تھا۔
اور انھوں نے اپنے والد اور امام سيد علی
سے پہنا تھا اور انھوں نے مخلوق کے مرشد،
مخدوم، مطاع، اور جن کی اطباع لازم ہے
یعنی شاہ ید اللہ محمد محمد الحسيني و احسنی
کيسودراز سے پہنا۔

سيد بابو مرید اور خلیفہ تھے خواجہ
ابوالفتح الثاني محمد علی اللہ محمد الحسيني کے۔

سيد احمد بن سيد محمد کی اولاد ہیں (۱۱)
سيد عبد اللہ (۲) بی بی منت اللہ دوسری

بیوی سے (۳) رابعہ (۴) ام انخیر (۵)
کرامت اللہ (۶) سید صمد۔ سید عبد اللہ
اور بی بی منت اللہ کی ماں میاں جعفر
بن میاں شبلی کے نواسے سید ابراہیم
کی بیٹی تھیں۔

دنگر رابعہ وام انخیر و کرامت اللہ و سید
صمد۔ مادر سید عبد اللہ و بی بی منت اللہ
دختر سید ابراہیم و نسلہ میاں جعفر بن
میاں شبلی۔ خلافت و ارادت سید احمد
بہ سید محمد علی اللہ محمود و حسینی
است۔

بڑی بی بی بنت سید محمد کے دو لڑکیاں
ہوئی تھیں۔ ایک بی بی ولیہ۔ شادی سے
پہلے ہی ان کا انتقال ہو گیا۔ دوسری بی بی
لاڈلی۔ یہ حاجی عثمان ابن عبد الرحمن تشریف
جہاں کی بیوی تھیں۔ ان سے ایک لڑکی
ہوئی تھی جو مر گئی۔ آخر بی بی لاڈلی بھی
لا ولد مریں۔ بڑی بی بی کے شوہر مولانا
خدا بخش بن قاضی سلیمان فخر جہاں
تھے۔ بی بی نہنی کے اولاد نہیں ہوئی۔
بی بی نہنی کے شوہر سید نظام الدین عزیز
استر آبادی تھے۔ بی بی رابعہ کے بھی اولاد
نہیں ہوئی۔ بی بی رابعہ کے شوہر تھے
سید احمد بن سید زین العابدین بن احمد
حرفی تشریف جہاں۔ ان کے کوئی اولاد نہیں
ہوئی۔

بی بی اکرام کی اولاد ہیں (۱) بی بی
بتول (۲) بی بی رانی۔ بی بی بتول کی اولاد
ہیں (۱) شیخ علی (۲) چاند بی بی مشہورہ
بی بی (۳) خونز ام ہانی جو ان حروف کے
کاتب کے نکاح میں ہیں (۴) خونز آمنہ
(۵) بی بی شکور (۶) بی بی فاطمہ (۷) بی بی خدیجہ

بڑی بی بی بنت سید محمد را دو دختر
شدہ بود۔ یکے بی بی ولیہ۔ پیش از نکاح
مرد۔ دوم بی بی لاڈلی کہ منکوحہ حاجی عثمان
ابن عبد الرحمن تشریف جہاں بود۔ از یک
دختر شدہ بود مرد۔ آخر بی بی لاڈلی ہم
لا ولد مردند۔ شوہر بڑی بی بی مولانا خدا
بخش بن قاضی سلیمان فخر تشریف۔ بی بی
نہنی را اولاد نشد۔ شوہر بی بی نہنی سید
نظام الدین غریب استر آبادی۔ و بی بی
رابعہ را ہم اولاد نشد۔ شوہر بی بی رابعہ
سید یحییٰ بن سید احمد بن سید زین العابدین
بن سید احمد حرفی تشریف جہاں۔ لا عقب۔

اولاد بی بی اکرام، بی بی بتول و بی بی
رانی اولاد ہیں بتول شیخ علی و چاند بی بی
المنہ۔ بی بی رانی۔ و خونز ام ہانی کہ منکوحہ
کاتب این حروف است۔ و خونز آمنہ۔
و بی بی شکور۔ و بی بی فاطمہ۔ و بی بی خدیجہ
و بی بی سفیر اللہ۔ نام زوج بی بی اکرام سید بر۔

(۸) بی بی سفیر اللہ - بی بی اکرام کے شوہر کا نام ہے سید بڑہ - بی بی اکرام کے عرس کا روز ہے تیسری ذاجحہ - بی بی کرام کی بیٹی بی بی بتول شیخ رفیع اللہ بن مخدوم جی بن شیخ محمد طمانی -

بی بی رانی کی اولاد ہیں (۱) میاں علاء الدین اور (۲) ایک لڑکی جس کا نام ہے نور بی بی - بی بی رانی میاں شہاب الدین کی بیوی تھیں اور میاں شہاب الدین سید بڑہ کے بھانجے ہیں -

سید راجا بن سید علی اللہ کی اولاد ہیں سید اللہ داد - سید راجا مرید ہیں سید علی اللہ محمود احمینی کے - سید راجا کو خلافت بھی سید علی اللہ محمود احمینی ہی سے ملی ہے - میاں راجہ کی عمر (۴۹) سال ہے - سید اللہ داد کی والدہ کا نام ہے بی بی رحمت - سید اللہ داد حضرت شاہ ابوالحسن کے مرید ہیں -

سید اللہ داد کی اولاد ہیں (۱) میاں راجا (۲) میاں محمود (۳) میاں من اللہ (۴) بی بی منت اللہ (۵) ایک اور لڑکی دوسری بیوی سے ہے اور (۶) ایک اور لڑکا بڑے محل سے ہے جس کا نام میاں احمد ہے -

سید بابو بن سید عنایت اللہ کی بیوی بی بی پارسا کے کوئی اولاد نہیں ہوئی -

عرس بی بی اکرام سیوم ماہ ذی الحجہ - و بی بی بتول بنت بی بی اکرام منکوہہ شیخ رفیع اللہ بن مخدوم جی بن شیخ محمد طمانی -

اولاد بی بی رانی میاں علاء الدین ایک دختر اسمہا نور بی بی - بی بی رانی منکوہہ میاں شہاب الدین است کہ خواہر زادہ سید بڑہ مذکور است -

اولاد سید راجا بن سید علی اللہ سید اللہ داد - و ارادت سید راجا بہ سید علی اللہ محمود احمینی است - و خلافت سید راجا بہ سید محمد علی اللہ محمود احمینی است - و عمر میاں راجا چہل و نہ سال نام مادر سید اللہ داد بی بی رحمت - ارادت سید اللہ داد حضرت شاہ ابوالحسن

اولاد سید اللہ داد میاں راجا، میاں محمود، میاں من اللہ و بی بی منت اللہ ایک دختر از منکوہہ دیگر - ایک پسر از محل کلاں کہ تیسری است - نام او میاں احمد -

اولاد بی بی پارسا قوم سید بابو بن سید عنایت اللہ جو لا عقب لها -

بی بی سلام اللہ بنت سید علی اللہ
 بن فضل اللہ را بسید احمد بن سید زین العابدین
 بن سید احمد حرقی شرف جہانی دادہ بودند
 و سید احمد را یک پسر شد۔ اسمہ سید
 بیہن۔ لاء عقب لہ۔

بی بی سلام اللہ بنت سید علی اللہ
 بن فضل اللہ کو سید احمد بن زین العابدین
 بن سید احمد حرقی شرف جہانی سے بیابھی
 گئی تھیں۔ سید احمد کے ایک لڑکا ہوا
 جس کا نام سید بیہن ہے۔ اس کے کوئی
 اولاد نہیں۔

بی بی نفیصہ بنت سید علی اللہ بن
 سید فضل اللہ را بطاہر خاں جکا جوت
 دادہ بودند کہ نام او سید تاج الدین بود۔
 از ایشان یک پسر شد۔ آل ہم طاہر خانان
 شد۔ اسمہ محمد۔ و یک دختر شد۔ نامش
 آقابی بی۔ پسر محمد طاہر خاں نامش خدا
 بخش۔ از نسری دختر شدہ اسمہ سلکی۔
 و پسر خدا بخش سید میراں۔ و آقابی بی
 را یک دختر بوبوچی نام بود۔ بوبوچی را
 نیز یک دختر بود۔ نام او بی بی فاطمہ کہ
 در خانہ شیخ ابراہیم است۔

بی بی نفیصہ بنت سید علی اللہ بن سید
 فضل اللہ طاہر خاں جکا جوت سے بیابھی
 گئی تھیں۔ ان کا نام سید تاج الدین ہے۔
 ان سے ایک لڑکا ہوا۔ اس نے بھی طاہر
 خاں خطاب پایا۔ اس کا نام محمد ہے۔
 ایک لڑکی بھی ہوئی تھی۔ اس کا نام ہے
 آقابی بی۔ محمد طاہر خاں کے بیٹے کا نام
 ہے خدا بخش جو دوسری بیوی سے ہوا
 تھا۔ بیٹی بھی تھی اس کا نام سلکی تھا۔
 خدا بخش کے بیٹے کا نام سید میراں۔
 آقابی بی کے ایک لڑکی تھی جس کا نام بوبو
 چی تھا۔ بوبوچی کے بھی ایک لڑکی تھی۔
 اس کا نام فاطمہ ہے اور یہ شیخ ابراہیم سے
 بیابھی گئی۔

اولاد بی بی حجت بنت بوبو مننت اللہ
 بنت شاہید اللہ ہفت دختر و دو پسر
 بی بی حمد اللہ و بی بی لادلی و بی بی پارسا
 و خوزا بتول۔ نام یک دختر و دو پسر معلوم
 نیست۔ بی بی حجت منکومہ سید جمال الدین
 است۔

بی بی حجت اللہ بنت بوبو مننت اللہ
 شاہید اللہ کی اولاد میں سات لڑکیاں
 اور دو لڑکے ہیں۔ (۱) بی بی حمد اللہ۔
 (۲) بی بی لادلی (۳) بی بی پارسا (۴)
 خوزا بتول ایک لڑکی اور دو لڑکوں کے
 نام معلوم نہ ہو سکے۔ بی بی حجت سید
 جمال الدین کی منکومہ ہیں۔

بنی پارسا بنت بنی بنت اللہ
مشہور بہ بوبو جی، شاہ عبد المن اللہ
بن شاہ ابوالحسن بن شاہ کلیم اللہ بن
من اللہ کی منکوہ تھیں۔

خونزا بتول کی اولاد میں بنی بنی تجیل
ہیں جو شاہ ابوالحسن بن شاہ کلیم اللہ بن
شاہ من اللہ کی منکوہ ہیں۔ خونزا بتول
کے شوہر شاہ اصغر ہیں جو شاہ سید اللہ
بزرگ بن محمد محمد حسینی گیسو دراز کے پوتے
ہوتے ہیں۔ بنی بنی جھونکہ بنت حضرت
بوبو مننت اللہ بنت شاہ ید اللہ کے
فرزندوں میں سید احمد بن سید زین العابدین
بن سید احمد حریفی شرف جہانی ہیں۔

بنی حقت اللہ بنت حضرت بوبو
مننت اللہ بنت شاہ ید اللہ کی اولاد
ہیں (۱) کلمۃ اللہ (۲) سید نعمت اللہ۔
بنی بنی حقت اللہ کے شوہر میاں روح اللہ
ہیں۔

کلمۃ اللہ بن میاں روح اللہ کی
اولاد ہیں (۱) میاں راجو اور (۲) بنی بنی
سلام اللہ۔

نعمت اللہ بن میاں روح اللہ کی
اولاد ہیں (۱) سید کلیم اللہ (۲) میاں
سالار اور (۳) ایک لڑکی جس کا نام
بنی بی ام الدین ہے۔ یہ میاں عطاء اللہ
تلکھانی کی بیوی ہیں۔ دوسرے محل سے
ہیں (۴) میاں عبد اللہ (۵) میاں حیدر

اولاد بنی پارسا بنی بنت اللہ
المشہور بہ بوبو جی کہ منکوہ شاہ عبد المن اللہ
بن شاہ ابوالحسن بن شاہ کلیم اللہ بن
شاہ من اللہ است۔

اولاد خونزا بتول بنی بنی تجیل کہ قوم
شاہ ابوالحسن بن شاہ کلیم اللہ بن شاہ
من اللہ۔ خصم خونزا بتول شاہ اصغر پیر
زادہ شاہ سید اللہ بزرگ بن محمد محمد حسینی
گیسو دراز۔ فرزند ان بنی بنی جھونکہ بنت
حضرت بوبو مننت اللہ بنت شاہ ید اللہ
سید احمد بن سید زین العابدین بن سید
احمد حریفی شرف جہانی۔

اولاد بنی بنی حقت اللہ بنت حضرت
بوبو مننت اللہ بنت شاہ ید اللہ کہ خصم
ایشاں میاں روح اللہ اندامیاں
کلمۃ اللہ و سید نعمت اللہ۔

اولاد کلمۃ اللہ بن میاں روح اللہ
میاں راجو و بنی بنی سلام اللہ۔

اولاد نعمت اللہ بن میاں روح اللہ
سید کلیم اللہ و میاں سالار و یک خیر
اسمہا بنی بی ام الدین قوم میاں عطاء اللہ
تلکھانی۔ و از محل دیگر میاں عبد اللہ
و میاں حیدر و بنی بنی صفت اللہ۔ میاں
حیدر و میاں عبد اللہ۔ لاعتقب لہما۔

(۶) بی بی صفت اللہ۔ میاں حیدر اور
میاں عبد اللہ کے اولاد نہیں ہوئی۔ بی بی
صفت اللہ کا بیابہ میاں خدا بخش بن سید
تاج الدین جگاجوت سے ہوا تھا۔ میاں
نعمت اللہ بن روح اللہ کے عرس کا روز
ہے چودھویں صفر۔ سید نعمت اللہ بن
روح اللہ مرید تھے بندگی شاہ من اللہ
محمد حسین کیسو دراز کے۔

سید کلیم اللہ بن سید نعمت اللہ
کی اولاد جو سید مسعود کی صاحبزادی
اور ان حروف کے کاتب کی والدہ کی
دادی سے ہوئی یہ ہے (۱) بی بی ملوک
(۲) بی بی تاج (۳) سید نعمت اللہ۔
میاں عبد اللہ کے روضے کا انتظام آج
کل ان ہی کے ہاتھ میں ہے۔ دوسری بیوی
سے جو اولاد ہوئی ان کے نام یہ ہیں (۴)
سید محمد (۵) سید راجو (۶) سید عبد اللہ
مجدوب۔ سید کلیم اللہ بن سید نعمت اللہ
مرید اور خلیفہ ہیں بندگی شاہ علی اللہ
بن سید محمود فضل اللہ احسینی کے۔ سید
کلیم اللہ بن میاں سید نعمت کے عرس کا
روز ہے نویں ذیقعدہ۔

میاں سالار بن میاں نعمت اللہ
کی اولاد ہیں (۱) میاں اسماعیل (۲) بی بی
منت اللہ۔ میاں اسماعیل کے اولاد نہیں
ہوئی۔ بی بی منت اللہ کی شادی میاں
عبد اللہ لام جہرنہ سے ہوئی تھی۔ ان سے

و بی بی صفت اللہ رابہ میاں خدا بخش بن
سید تاج الدین جگاجوت نکاح کر رہے ہوئے۔
عرس میاں نعمت اللہ بن روح اللہ۔
چہار دہم ماہ صفر۔ ارادت سید نعمت اللہ
بن روح اللہ بہ بندگی شاہ من اللہ محمد
محمد حسین کیسو دراز۔

اولاد سید کلیم اللہ بن سید نعمت اللہ
از دختر سید مسعود کہ جد مادر این کاتب
اند۔ بی بی ملوک۔ و بی بی تاج۔ و سید
نعمت اللہ کہ حالیا روضہ میاں عبد اللہ
بدست اوست۔ و از منکوحہ دیگر سید محمد
وسید راجو و سید عبد اللہ مجذوب۔ ارادت
و خلافت سید کلیم اللہ بن سید نعمت اللہ
بہ بندگی شاہ علی اللہ بن سید محمود فضل اللہ
احسینی است۔ عرس سید کلیم اللہ بن
میاں سید نعمت اللہ نہم ماہ ذوالقعدہ۔

اولاد میاں سالار بن میاں نعمت اللہ
میاں اسماعیل و بی بی منت اللہ۔ میاں
اسماعیل را اولاد نشد۔ و بی بی منت اللہ
رابہ میاں عبد اللہ لام جہرنہ دادہ بودند۔ از
ایشان اولاد ہست۔ ارادت و خلافت

اولاد ہے۔ میاں سالار مرید اور خلیفہ ہیں
شاہ علی بن سید محمود فضل اللہ حسینی
کے۔ میاں نعمت اللہ بن میاں کلیم اللہ
کے فرزند ہیں میر عبد الاول۔

تاج بی بی کی اولاد میں بی بی بوجی
ہیں۔ بی بی ملکہ کی اولاد ہیں (۱) سید مخدوم
(۲) سید حسین (۳) بی بی بڈھن۔

شاہ من اللہ محمد محمد حسینی کے فرزند
بہت ہیں۔ ان حروف کے کاتب کو جن جن
کے نام معلوم ہو سکے وہ اس نے لکھے ہیں۔

شاہ من اللہ کی اولاد ہیں (۱) شاہ
محمد مشہور بہ شاہ کالے (۲) شاہ احمد (۳)
شاہ کلیم اللہ (۴) شاہ سمیر اللہ (۵) شاہ
گدائی شاہ (۶) شاہ کرامت اللہ۔ شاہ
من اللہ مرید اور خلیفہ ہیں شاہ ید اللہ محمد
محمد حسینی کیسودراز کے۔ شاہ من اللہ کے
عرس کا روز ہے ساتویں ربیع الاول۔

شاہ کلیم اللہ بن شاہ من اللہ کی
اولاد ہیں (۱) شاہ ابوالحسن (۲) شاہ
فضیح اللہ (۳) شاہ عتیق اللہ مجذوب۔

(۴) میاں عبد اللہ (۵) میاں انور (۶)
میاں نبو۔ اور بھی لڑکے تھے جو شہید ہوئے۔
میاں کلیم اللہ مرید اور خلیفہ ہیں شاہ من اللہ
کے۔ میاں کلیم اللہ کے عرس کا روز ہے بارہویں
ربیع الاول۔

شاہ ابوالحسن کی اولاد ہیں (۱) میاں
عبد المن اللہ (۲) بی بی تجیل (۳) اور ایک

میاں سالار بشاہ علی اللہ بن سید محمود
فضل اللہ حسینی است۔ فرزند میاں نعمت
بن میاں کلیم اللہ میر عبد الاول۔

اولاد تاج بی بی بوجی۔ اولاد بی بی
ملکہ سید مخدوم و سید حسین و بی بی بڈھن۔
و فرزند ان شاہ من اللہ محمد محمد حسینی
بسیار اند۔ اچھے مولف ہیں حروف را معلوم
شد تحریر نمود۔

اولاد شاہ من اللہ شاہ محمد المشہور
شاہ کالے۔ شاہ احمد و شاہ کلیم اللہ
شاہ سمیر اللہ، شاہ گدائی شاہ، شاہ
کرامت اللہ۔ خلافت و ارادت شاہ
من اللہ بشاہ ید اللہ محمد محمد حسینی کیسودراز
است۔ و عرس شاہ من اللہ بتاریخ
ہفتم ماہ ربیع الاول۔

اولاد شاہ کلیم اللہ بن شاہ من اللہ
شاہ ابوالحسن، شاہ فصیح اللہ، شاہ عتیق اللہ
مجذوب و میاں عبد اللہ و میاں انور و میاں
نبو و دیگر چند شہید شدند۔ ارادت و خلافت
میاں کلیم اللہ بشاہ من اللہ۔ عرس میاں
کلیم اللہ و ازدہم ماہ ربیع الآخر۔

اولاد شاہ ابوالحسن میاں عبد المن اللہ
بنتہ بی بی تجیل۔ و یک دختر اسمہالی بی

عائشہ از محل دیگر۔ منکوہ میاں سفیر اللہ
الثانی۔ خلافت و ارادت شاہ ابوالحسن
بہ شاہ کلیم اللہ۔ و عرس شاہ ابوالحسن
بتاریخ بست چہارم ماہ صفر۔

اولاد شاہ عبدالمن اللہ۔ سید
کلیم اللہ، و سید میاں و شاہ علی و
خونزا بوبو کہ منکوہ شاہ اسد اللہ بن
شاہ سفیر اللہ ثانی۔ و سہ لپیر و یک دختر
در ایام شیر خوارگی رحلت کردند۔ ارادت
شاہ عبدالمن اللہ شاہ ابوالحسن۔
حضور شاہ ابوالحسن برحمت حق پوستاند۔
عرس شاہ عبدالمن اللہ بتاریخ ششم ماہ
ذوالقعدہ۔

اولاد سید میاں، شاہ محمد کہ عالیبا
روضہ شاہ من اللہ محمد محمد حسینی گیسودر
بدست ایشانت۔ و بی بی مریم و خصم
ایشاں شاہ نصیر الدین بن شاہ حسن۔
و ارادت سید میاں شاہ ابوالحسن۔ و
عرس سید میاں بتاریخ غرہ ماہ رجب۔
بنت شاہ کلیم اللہ بی بی تجیل۔ خصم بی بی
تجیل شاہ حسین بن سید محمود و ارادت
شاہ کلیم بحضرت شاہ ابوالحسن۔

اولاد شاہ علی، شاہ ابوالحسن الثانی

بیٹی جس کا نام بی بی عائشہ ہے دوسرے
محل سے ہے۔ اس کا نکاح میاں سفیر اللہ
ثانی سے ہوا۔ شاہ ابوالحسن مرید اور
خلیفہ ہیں شاہ کلیم اللہ کے۔ ان کے
عرس کا روز ہے چوبیسویں صفر۔

شاہ عبدالمن اللہ کی اولاد ہیں
(۱) سید کلیم اللہ (۲) سید میاں (۳)
شاہ علی (۴) خونزا بوبو جن کا نکاح شاہ
اسد اللہ بن شاہ سفیر اللہ ثانی سے
ہوا۔ تین بیٹوں اور ایک بیٹی کا ایام
شیر خوارگی ہی میں انتقال ہو گیا۔ شاہ
عبدالمن اللہ مرید اور خلیفہ ہیں شاہ ابوالحسن
کے۔ یہ شاہ ابوالحسن کی زندگی ہی میں انتقال
کر گئے۔ شاہ عبدالمن اللہ کے عرس کا
روز ہے چھٹی ذیقعدہ۔

سید میاں کی اولاد ہیں (۱) شاہ
محمد۔ شاہ من اللہ محمد محمد حسینی گیسودر
کے روضے کا انتظام آج کل ان ہی کے
ہاتھ میں ہے۔ (۲) بی بی مریم۔ ان کے
شوہر ہیں نصیر الدین بن شاہ حسن۔ سید
میاں مرید اور خلیفہ ہیں شاہ ابوالحسن
کے۔ سید میاں کے عرس کا روز ہے
پہلی رجب۔ شاہ کلیم اللہ کی بیٹی بی بی
تجیل ہیں۔ ان کے شوہر شاہ حسین بن
سید محمد۔ شاہ کلیم اللہ مرید ہیں شاہ
ابوالحسن کے۔

شاہ علی کی اولاد ہیں (۱) شاہ ابوالحسن

کہ حالیا خانقاہ شاہ من اللہ دست ایشا
 بنی بی رضا خاتون و خصم ایشا شاہ کلیم اللہ
 بن شاہ حسین بن سید محمود بن سید علی
 اللہ محمود فضل اللہ حسینی۔ و شاہ ابوالحسن
 ثانی و بی بی رضا خاتون مذکورین بنسہ و نسبہ
 شاہ سفیر اللہ ثانی اند۔ خلافت و ارادت
 شاہ علی بشاہ فصیح اللہ۔ و عرس شاہ علی
 بتاریخ شانزدہم ماہ رمضان۔

فرزند خونزا ابو شاہ عسکر بن شاہ
 اسد اللہ بن شاہ سفیر اللہ ثانی۔ و
 اولاد شاہ کرامت اللہ بالاذکور مشددہ
 است۔

اولاد شاہ سمیر اللہ بن شاہ
 زین العابدین، بی بی حجتہ اللہ المشہور بہ
 منجھلی بی بی و بی بی حمایت اللہ و بی بی
 رضا خاتون و بی بی بھابھو۔ قوم شاہ
 زین العابدین، بی بی بدھن بنت قاضی
 سلیمان۔ خصم بی بی حجتہ اللہ کہ مشہور بہ
 منجھلی بی بی است۔ سید مسعود کہ فرجید
 کاتب این حروف است بن سید مہن بن
 سید خوندمیر بن سید مہن سنگ ردھول
 و عرس سید مسعود بہ ہنتم ماہ شعبان۔
 و خصم بی بی حمایت اللہ سید موسیٰ بنسہ
 شاہ من اللہ۔ و والد سید موسیٰ و سید
 عیسیٰ و سید ابن سید احمد اند۔ و جدہ
 سید موسیٰ و سید عیسیٰ و سید ابن اسمہا

شاہ من اللہ کی خانقاہ کا انتظام آج کل
 ان ہی کے ہاتھ میں ہے۔ (۲) بی بی رضا
 خاتون۔ ان کے شوہر ہیں شاہ کلیم اللہ
 بن شاہ حسین بن سید محمود بن سید علی اللہ
 محمود فضل اللہ حسینی۔ مذکورہ شاہ ابوالحسن
 ثانی اور بی بی رضا خاتون نواسہ اور نواسی
 ہیں شاہ سفیر اللہ ثانی کے۔ شاہ علی مرید
 اور خلیفہ ہیں شاہ فصیح اللہ کے۔ شاہ علی
 کے عرس کا روز ہے سوٹھویں رمضان۔

خونزا ابو بو کے فرزند ہیں شاہ عسکر
 بن شاہ اسد اللہ بن شاہ سفیر اللہ ثانی
 شاہ کرامت اللہ کی اولاد کا ذکر اوپر درج
 ہو چکا ہے۔

شاہ سمیر اللہ بن شاہ زین العابدین
 کی اولاد ہیں (۱) بی بی حجتہ اللہ مشہور بہ
 بی بی منجھلی۔ (۲) بی بی حمایت اللہ (۳)
 بی بی رضا خاتون (۴) بی بی بھابھو شاہ
 زین العابدین کی بیوی ہیں بی بی بدھن۔
 اور یہ قاضی سلیمان کی بیٹی ہیں۔ بی بی
 حجتہ اللہ مشہور بہ منجھلی بی بی کے شوہر
 سید مسعود بن سید مہن بن سید خوندمیر
 بن سید مہن سنگ ردھول۔ سید مسعود
 رشتے میں ان حروف کے کاتب کے ایک
 دادا ہوتے ہیں۔ سید مسعود کے عرس کا
 روز ہے۔ بیسویں شعبان۔ بی بی حمایت اللہ
 کے شوہر ہیں سید موسیٰ۔ یہ نواسے ہیں شاہ
 من اللہ کے۔ بی بی بھابھو کے شوہر ہیں سید

بوا بی بی معلمہ شیخ محمد طنبانی۔ خلافت و ارادت شاہ سمیر اللہ شاہ من اللہ محمد محمد حسینی گیسو دراز و عرس شاہ سمیر اللہ بست سیوم ماہ ذوالقعدہ۔
 و شاہ من اللہ در مرض موت خود شاہ علی اللہ را کہ والد کاتب این حروف اند گواہ کردند کہ خانقاہ بہ کلیم اللہ و بعد او بہ فرزندان او۔ و روضہ تعلق بہ سمیر اللہ و بعد او بہ فرزندان او۔
 ہجرت بعد حضرت شاہ من اللہ خانقاہ تعلق بشاہ کلیم اللہ و روضہ تعلق بشاہ سمیر اللہ شد۔ بعد سمیر اللہ بست تصرف شاہ زمین العابدین۔ چونکہ شاہ زمین العابدین را اولاد نہ روضہ شاہ من اللہ محمد محمد حسینی بدست شاہ ابوالحسن بزرگ آمد۔ ہنوز بدست فرزندان ایشان است۔ چنانچہ بالا مذکور شدہ است۔ و عرس شاہ زمین العابدین ہشتم ماہ ربیع الاول۔ خلافت و ارادت شاہ زمین العابدین بشاہ سمیر اللہ من اللہ۔

اور یہ نواسے ہیں شاہ من اللہ کے اور سید موسیٰ اور سید عیسیٰ اور سید احمد کے والد ہیں۔ سید موسیٰ۔ سید عیسیٰ اور سید احمد کی دادی کا نام ہے بوا بی بی۔ یہ استاد دینی ہیں حضرت شیخ محمد طنبانی کی۔ شاہ سمیر اللہ مرید اور خلیفہ ہیں شاہ من اللہ محمد محمد حسینی گیسو دراز کے۔ شاہ سمیر اللہ کے عرس کا روز ہے بیسویں لقیعہ۔ شاہ من اللہ نے کاتب حروف کے والد شاہ علی اللہ کو مرض موت میں گواہ کیا کہ خانقاہ کا انتظام کلیم اللہ کے سپرد ہو۔ ان کے مرنے پر ان کے فرزندوں کے ہاتھ میں رہے۔ روضہ کا انتظام سمیر اللہ کے ہاتھ میں رہے اور ان کے مرنے کے بعد ان کے فرزندوں کے ہاتھ میں رہے۔ اسی طرح شاہ من اللہ کے انتقال کے بعد خانقاہ کا تعلق شاہ کلیم اللہ سے رہا۔ اور روضہ کا تعلق شاہ سمیر اللہ سے۔ سمیر اللہ کے انتقال کے بعد اس کا انتظام شاہ زمین العابدین کے تصرف میں رہا۔ چونکہ شاہ زمین العابدین کے اولاد نہ تھی، شاہ من اللہ محمد محمد حسینی کے روضہ کا انتظام شاہ ابوالحسن بزرگ کے ہاتھ میں آ گیا۔ یہ تو اس کا انتظام ان کے فرزندوں کے ہاتھ میں ہے۔ چنانچہ اس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ شاہ زمین العابدین کے عرس کا روز ہے ساتویں ربیع الاول۔ شاہ زمین العابدین مرید اور خلیفہ ہیں شاہ من اللہ محمد محمد حسینی کے۔

اولاد بی بی حجتہ اللہ کہ مشہور یہ منجھلی
بی بی است میاں سمیر اللہ و میاں خانو (۱۹)
و بو ابی بی و بی بی زینب و بی بی فاطمہ
کہ مادر کاتب این حروف اند۔ خصم بی بی
فاطمہ سید علی اللہ اشتر بہ سید بابو۔ و
عرس بی بی منجھلی چہارم ماہ شوال۔

بی بی حجتہ جو منجھلی بی بی کے نام سے
مشہور ہیں۔ ان کی اولاد ہیں (۱) میاں
سمیر اللہ (۲) میاں خانو (۳) بو ابی بی
(۴) بی بی زینب (۵) بی بی فاطمہ۔ یہ
ان حروف کے کاتب کی والدہ ہیں۔ بی بی
فاطمہ کے شوہر ہیں سید علی اللہ جو سید
بابو کے نام سے مشہور ہیں۔ بی بی منجھلی
کے عرس کا روز ہے چوتھی شوال۔

اولاد بو ابی بی، فاطمہ بی بی کہ مادر
کاتب این حروف اند بالاند کو رشده است
و عرس بو ابی بی سیوم ماہ ذی الحجہ۔

بو ابی بی کی اولاد فاطمہ بی بی ہیں۔
اور یہ ان حروف کے کاتب کی والدہ ہیں۔
ان کی اولاد کا تفصیلی ذکر اوپر گزر چکا ہے۔
بو ابی بی کے عرس کا روز ہے تیسری ذی الحجہ۔
بی بی سستی بنت حضرت بندگی مخدوم
کے کتنے فرزند تھے معلوم نہ ہو سکا۔ البتہ
ایک لڑکے کے مثال اللہ اور ایک لڑکی بی بی
کرام کے نام معلوم ہوئے ہیں۔ بی بی کرام
کے شوہر سید فضل اللہ بن سید جلال الدین
برج اولیاء ابن سید علی ہیں۔ اور سید
علی حضرت بندگی مخدوم کے دادا ہیں۔

بی بی سستی بنت حضرت بندگی مخدوم
رضی اللہ عنہ راجند فرزند اند معلوم نشد۔
اما یک پسر مسمی بہ مثال اللہ و یک دختر
مسماة بی بی کرام خصمہا سید فضل اللہ
بن سید علی برج العتاق بن سید
جلال الدین برج اولیاء بن سید علی کہ
جد حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ اند۔

بی بی بتول بنت حضرت مخدوم کی
اولاد ہیں (۱) سید روح اللہ المخاطب
بہ دولت خاں (۲) بی بی حجت (۳) بی بی
سلام اللہ مشہور بہ بی بی بھلو (۴) بی بی
ملک۔ بی بی بتول کے شوہر سید سالار بن
برج اولیاء ہیں۔ ان کا مزار میاں عبد اللہ
کے روضے میں ہے۔ بی بی حجت اللہ کے شوہر

اولاد بی بی بتول بنت حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ سید روح اللہ المخاطب بہ
دولت خاں، بی بی حجت، بی بی سلام اللہ
المشہور بہ بی بی بھلو۔ بی بی ملک، خصم
بی بی بتول سید سالار بن برج اولیاء۔
مدفن در روضہ بندگی میاں عبد اللہ۔ و
خصم بی بی حجتہ اللہ شاہید اللہ محمد محمد حسینی

ہیں شاہ ید اللہ محمد محمد حسین گیسو دراز
بی بی سلام اللہ مشہور بہ بی بی بھلو کے
شوہر ہیں بندگی میاں عبد اللہ بن سید احمد
بن سید محمد جمال الدین مغربی حسینی۔
میاں عبد اللہ کے عرس کا روزہ انیسویں
ذیقعدہ۔ بی بی سلام اللہ مشہور بہ بی بی
بھلو کے عرس کا روزہ ساتویں صفر۔

سنا گیا ہے کہ سید شمس الدین بھی
حضرت بندگی مخدوم شمس سے رشتہ رکھتے ہیں۔
واللہ اعلم بالصواب۔ بی بی ملک جن کے
شوہر سید شمس الدین ہیں۔ ان کی اولاد
ہیں (۱) میاں روح اللہ (۲) سید کلیم اللہ
(۳) سید نعمت اللہ۔ ان کی تفصیل اوپر
بیان ہو چکی ہے۔

بی بی سلام اللہ جو بی بی بھلو کے
تام سے مشہور ہیں، میاں روح اللہ کو
اپنی بہن بی بی ملک سے لے کر جو پید ہوئے
جب بندگی میاں عبد اللہ کا انتقال ہوا تو
بی بی بھلو نے میاں عبد اللہ کے روضے
کا انتظام سنبھالا۔ اور جب بی بی سلام اللہ
عرف بی بی بھلو کا انتقال ہوا تو ان کے
من اللہ میاں عبد اللہ کے روضے میں
اور روضے کے تمام حجرے پر اپنا کھسکا دیا۔
سیوم کے روز بی بی منت اللہ کے بیٹے
شاہ عنایت اللہ اور شاہ علی اللہ اور شاہ
وقت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے قلعہ
کی جامع مسجد میں پہنچے۔ بادشاہ بھی جو

گیسو دراز۔ وخصم بی بی سلام اللہ کہ مشہور
بہ بی بی بھلو اند۔ بندگی میاں عبد اللہ
بن سید احمد بن سید محمد جمال الدین
المغربی الحسینی۔ وعرس میاں عبد اللہ
ہجرت ماہ ذوالقعدہ۔ وعرس بی بی سلام
اللہ کہ مشہور بہ بی بی بھلو است، ہفتم
ماہ صفر۔

مسموع شدہ است کہ سید شمس الدین
بہ طرف حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ ہم
نسبتے دارند۔ واللہ اعلم بالصواب۔
اولاد بی بی ملک کہ خصم ایشاں سید
شمس الدین اند، میاں روح اللہ۔ سید
کلیم اللہ، و سید نعمت اللہ، تفصیل ایشاں
بالا مذکور شدہ است۔

بی بی سلام اللہ کہ مشہور بہ بی بی بھلو
است میاں روح اللہ کو دراز خواہر
خود کہ بی بی ملک است، گرفتہ پروریدہ
بودند۔ چونکہ بندگی میاں عبد اللہ نقل کر دے
بی بی بھلو روضہ بندگی میاں عبد اللہ وال
کردند۔ وقتے کہ بی بی سلام اللہ عرف بی بی
بھلو برحمت حق شدند، بندگی شاہ من اللہ
بروضہ میاں عبد اللہ آمدہ تمام حجرے نقل
خود کردند۔ روز سیوم شاہ عنایت اللہ
شاہ علی اللہ پسران حضرت بی بی منت اللہ
پیش سلطان عصر روز جمعہ در مسجد جمعہ
قلعہ برائے نماز رفتند۔ و سلطان نیز برائے
جمعہ آمد۔ بعد از نماز نظر سلطان بر شاہ علی اللہ

نماز پڑھنے کے لئے آیا۔ نماز کے بعد سلطان کی نظر شاہ علی اللہ اور شاہ عنایت اللہ پر پڑی۔ کھڑا ہو گیا اور پوچھا کہ کیا چاہتے ہو؟ فرمایا کہ بی بی سلام اللہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ سیوم کے روز ہم نے میاں روح اللہ کو جو بی بی سلام اللہ کے بھانجے ہیں، بندگی میاں عبد اللہ کے روضے کی تولیت دے دی اور ان کی دستار بندی کر دی جیسی کہ مشائخ کی رسم ہے۔ جو دنیوی دولت ہے وہ بادشاہ کا مال ہے جس کو عطا کرنا چاہیں عطا کریں۔ بادشاہ وقت نے کہا آپ نے جس کو یہ منصب عطا کیا ہم نے بھی اسی کو یہ منصب دیا۔ دنیوی دولت بھی اسی کو دی۔ جو حجرے مفضل کر دئے گئے تھے وہ بھی میاں روح اللہ کے تصرف میں آگئے اور وہ ان کو مل گئے۔ آج کل عروضہ ان ہی کی اولاد کے قبضہ اور تصرف میں ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

بی بی ام الدین بنت حضرت مخدوم گلبرگہ کے شیخ زادہ سے بیابھی گئی تھیں۔ ممکن ہے ان کی اولاد ہو۔ لیکن ان حروف کے حقیقی کاتب کو ان کا علم نہیں۔

مؤلف کو جو کچھ ۱۸۷۵ء تک کے حالات معلوم ہو سکے وہ اس نے لکھ دیئے۔

اے اللہ حسینی اور حسنی کی سوز رازی اولاد کی برکت سے ہم پر مژوراز کے

و شاہ عنایت اللہ افتاد۔ ایستاد و پریدہ کہ چہ مقصود است۔ فرمودند کہ بی بی سلام اللہ رحمت حق پیوستند۔ روزیوم ایثاں میاں روح اللہ کہ پسر خواہر بی بی سلام اللہ است بتولینہ روضہ بندگی میاں عبد اللہ نصب کر دیم۔ و دستار بستیم۔ انچہ رسم مشائخ است کر دیم۔ ہر چہ متاع دنیوی است بہ بادشاہ تعلق دارد۔ و ہر کرا بدہند بدہند۔ بادشاہ عصر فرمود ہر کرا شتا نصب کردہ اید ماہم کر دیم۔ و متاع دنیوی نیز بوسے دادیم۔ حجر ہا کہ قفل کردہ بودند ہم در تحت تصرف میاں روح اللہ شد و مسلم گشت۔ و حواہ روضہ در تحت تصرف فرزند ان ایثاں است چنانچہ بالا مذکور شدہ است۔

بی بی ام الدین بنت حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ را حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ شیخ زادہ گلبرگہ دادہ بودند۔ اولاد ایشان شاید باشد۔ اما بہ این فقیر اختیار کہ کاتب این حروف است معلوم نشد۔

انچہ مؤلف راتا بتاریخ سنہ احدی ثانیں تصحیح ایہ معلوم گشت نوشتہ شد۔

اللہم بربکت جمیع الاولاد الحسینی الحسنی کی سوز رازی

ابواب کھول دے۔ اور ابوابِ رحمت سے حمایت حاصل ہو۔ اور اپنے دشمنوں سے محفوظ رکھے۔ اسے اللہ تعالیٰ کی اولاد کو بچا میں ان کو بچا۔ اور جو ان سے دشمنی رکھے تو انہیں دشمن ہو جائے جو ان کی امداد کریں تو ان کی مدد فرما۔ اور جو انہیں نقصان پہنچائیں تو انہیں نقصان پہنچا۔ ان پر ظلم کرنے والوں کو عیبوں پہنچا۔ اور ان کے لئے جہاد کا دیکھاں فراہم فرما۔ اور جن و انہوں اور اولاد میں و آخر میں جو جو ان کے دشمن ہوں ان کو ہلاک فرما۔ برحمتک یا ارحم الراحمین و صلی اللہ علی محمد و آلہ اجمعین۔ خصوصاً علی حضرت امام اہل بیت علیہم السلام و صلوات اللہ علیہم اجمعین و سلم اللہ علی محمد و آلہ و اہل طورین و غیر المطورین۔

لنا ابواب السموات والارض۔ تتولی بهم و تبتسوا من اعدائهم۔ اللہم و آل و من اولادهم۔ و عاد من عادى ہم والنصر من نصرهم۔ و انخذل من خذلهم۔ والعن علی من ظلمهم۔ و عجل شرهم۔ و اهلك عدوهم من الجن والانس من الاولین و الاخرین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ و صلی اللہ علی محمد و آلہ اجمعین خصوصاً علی حضرات امام اہل بیت علیہم السلام و صلوات اللہ علیہم اجمعین و سلم اللہ علی محمد و آلہ المطورین و غیر المطورین۔

عمدہ کتابت

ویدہ زیب اور نفیس طباعت
کے لئے

اعجاز پرنٹنگ پریس

پریس لین۔ چھتہ بازار۔ حیدرآباد۔ ۲

فون نمبر (45873)

کی

خدمات سے استفادہ حاصل کیجئے

تبصرہ الخوارق

مُصَنَّفٌ

سید من اللہ بن سید علی اللہ محمد حسینؒ

قیمت: پانچ روپے

۱۹۶۶ء

مطبوعہ: اعجاز پرنٹنگ پریس، پٹنہ، بھارت۔ بائرا حیدر آباد کن، آندھرا پردیش، ذی قعدہ ۱۳۸۵ھ